پاکستانی معیشت کی کیفیت

بورڈ آف ڈائریکٹرز کی

ششماہی رپورٹ

2021-22

بینک دولت پاکستان

ششماہی رپورٹ

2021-22ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
12 اگست 2022ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، مالی سال 2022-2021ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی ششماہی رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر مرتضیٰ سید)
قائم مقام گورنر

راجا پرویز اشرف
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار :

ابواب	
1۔ عمومی جائزہ	سجاول خان، صہیب جمالی
2۔ حقیقی شعبہ	محمد مظہر خان، خرم اشفاق بلوچ، طلحہ ندیم، سرمد الٰہی
3۔زرعی پالیسی اور مہنگائی	سجاول خان، فاطمہ خالق، جنید کمال، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	سیینہ خرم جعفری، سید ذوالقرنین حسین، حرا غفار، محمد اجلال خان،
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، سید علی رضا مہدی، محمد فرحان اکبر، افصح خالد
خصوصی سیکشن	
معاشی نمو اور ترقی میں تجارتی تنظیموں کا کردار–پاکستان میں بدلتی ہوئی اقدار کا فکری تجزیہ	صہیب جمالی، صباحت، عطاء اللہ عباسی، انا خٹک

منتظم مطبوعہ: سجاول خان، صہیب جمالی

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	مرتضیٰ سید (چیئرمین)، محمد علی چوہدری، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، ارشد محمود بھٹی، محمد جاوید اسماعیل، محمد فاروق عاربی، اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)، ڈاکٹر طارق حسن

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زرعی پالیسی، شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف علی

فیضان رحیم

فہرست

ابواب

1	**عمومی جائزہ**	**1**
2	**حقیقی شعبہ**	**7**
2.1	اقتصادی نمو	7
2.2	زراعت	10
2.3	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	15
2.4	خدمات	26
2.5	افرادی قوت کی منڈی	28
3	**زری پالیسی اور مہنگائی**	**33**
3.1	پالیسی جائزہ	33
3.2	زری مجموعے	36
3.3	نجی شعبے کو قرضہ	41
3.4	مہنگائی	46
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**53**
4.1	مالیاتی رجحان اور پالیسی جائزہ	53
4.2	محاصل	59
4.3	وفاقی اخراجات	68
4.4	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	72
4.5	سرکاری قرضہ	74
5	**بیرونی شعبہ**	**87**
5.1	بیرونی شعبے کی پیش رفت	87
5.2	جاری کھاتہ	92
5.3	مالی کھاتہ	95
5.4	شرحِ مبادلہ اور زرِ مبادلہ کے ذخائر	99
5.5	تجارتی کھاتہ	100

خصوصی سیکشن: معاشی نمو اور ترقی میں تجارتی تنظیموں کا کردار–پاکستان میں بدلتی ہوئی اقدار کا فکری تجزیہ	**117**
ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	**151**
فرہنگ	**155**

باکس 2.1: قومی آمدنی کے کھاتوں (این آئی اے) کی نو اساس بندی	8
باکس 2.2: اشیاسازی کے نو اساس شدہ مقداری اشاریے کی توسیع شدہ کوریج اور اثر	17
باکس 3.1: ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں مہنگائی اور زری پالیسی ردعمل	35
باکس 4.1: پاکستان میں ٹیکس استثنا جنرل سیلز ٹیکس کی اساس ختم کردیتا ہے	56
باکس 4.2: ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم: پاکستان میں ٹیکسوں سے گریز پر قابو پانے کے لیے اقدام	62
باکس 5.1: پاکستان میں درآمدی نمو بڑھانے کے عوامل اور بین البینک زرمبادلہ کی دستیابی پر ان کے اثرات	89
باکس خ 1.1: تجارتی تنظیموں کی جانب سے مارکیٹ کی معاون اور مارکیٹ کی تکمیلی خدمات	123
باکس خ 1.2: بھارت اور سری لنکا کے شعبہ ملبوسات میں ہمہ گیر اداروں کی مثالیں	141

اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے اور تخمینے مالی سال 22ء کی جولائی تا دسمبر کی مدت کے اعدادوشمار کی بنیاد پر تیار کیے گئے جنھیں اپریل 2021ء میں اس وقت دستیاب اعدادوشمار اور حالات کے مطابق حتمی شکل دی گئی۔

1 عمومی جائزہ

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان کی معیشت کی بحالی جاری رہی اور دوسری سہ ماہی میں اس نمو کی رفتار معتدل ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلی ششماہی کے نقطہ نظر سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں وسیع البنیاد توسیع دکھائی دی، ایف بی آر کے ٹیکسوں میں تیز اضافے کے ساتھ برآمدات بھی بھرپور بڑھیں اور خریف کی فصلوں کی بلند پیداوار درج کی گئی (**جدول 1.1**)۔ تاہم جوں جوں سال گذرا، کئی برس سے بلند اجناس کی عالمی قیمتوں، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور جاری کھاتے کے خسارے نے مشکل پیدا کردی۔ اس دباؤ کی وجہ سے طلب کو معتدل کرنے کے دیگر ضوابطی اقدامات کے علاوہ زری سختی بھی ضروری ہوگئی۔

عالمی سطح پر مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پہلی سہ ماہی میں ڈیلٹا ویرینٹ کے باعث کورونا وائرس کے کیسوں میں اضافے اور دوسری سہ ماہی کے اواخر میں اومی کرون ویرینٹ کی بنا پر ایک نئی لہر کی ابتدا دیکھنے میں آئی۔ تاہم (خصوصاً ترقی یافتہ معیشتوں میں) معاون پالیسیوں کے تسلسل کے ساتھ ویکسین کی جاری مہموں نے عالمی معاشی بحالی کو برقرار رکھنے میں مدد دی۔ اس کے باوجود کووڈ سے پیدا ہونے والی کنٹینرز کی قلت کی وجہ سے رسدی زنجیر میں تعطل اور کووڈ کے بعد عالمی معاشی بحالی نے بین الاقوامی سطح پر فروخت ہونے والی اجناس کے نرخوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا (**شکل 1.1**)۔

پاکستان کے اندر کووڈ 19 کے کیسوں میں جو کمی پہلی سہ ماہی کے اختتام پر شروع ہوئی تھی پوری دوسری سہ ماہی میں جاری رہی اور مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک ڈیلٹا ویرینٹ کی بنا پر آنے والی لہر تیزی سے کم ہوگئی۔ اگرچہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک اومی کرون ویرینٹ سامنے آگیا تاہم زیر جائزہ مدت کے دوران یہ کووڈ کیسوں کی ایک اور لہر کا باعث نہیں بنا (شکل 1.2)۔ حکومت کی بھرپور ویکسین مہم کے ہمراہ ان بہتر حالات نے زیادہ تر بلاتعطل معاشی سرگرمیوں کی راہ ہموار کی۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	مالی سال 21ء		مالی سال 22ء		
	سہ 2	شش 1	سہ 1	سہ 2	شش 1
شرح نمو (فیصد)					
ایل ایس ایم[الف]	5.5	1.5	9.7	5.5	7.5
قومی صارف اشاریہ قیمت[الف]	8.4	8.6	8.6	11.0	9.8
نجی شعبے کا قرضہ[ب]	6.2	5.0	3.0	10.1	13.4
رسدزر (ایم ٹو)[ب]	4.3	5.6	0.6	3.7	4.3
برآمدات[ب]	0.7	-4.8	34.5	24.3	28.9
درآمدات[ب]	4.4	-0.5	63.5	51.4	57.0
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی فیصد)[ب]	3.7	5.1	-7.7	-3.3	-10.7
ٹیکس محاصل ایف بی آر[ج]	6.2	5.6	38.3	26.9	32.1
پالیسی ریٹ (آخر مدت)[ب]	7.0	7.0	7.25	9.75	9.75
ارب ڈالر					
ترسیلات[ب]	7.1	14.2	8.2	7.6	15.8
پاکستان میں ایف ڈی آئی[ب]	0.4	0.9	0.5	0.6	1.1
زرمبادلہ قرضے (خالص)[ب]	1.5	1.5	4.8	5.1	9.9
جاری کھاتے کا توازن[ب]	0.4	1.2	-3.5	-5.5	-9.0
اسٹیٹ بینک زرمبادلہ ذخائر میں تبدیلی[ب]	1.3	1.3	2.0	-1.6	0.4
فیصد جی ڈی پی					
مالیاتی توازن[ج]	-1.2	-2.1	-0.7	-1.5	-2.1
بنیادی توازن[ج]	0.1	0.6	0.3	-0.2	0.1

ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج] وزارت خزانہ

علاوہ ازیں کئی پالیسی عوامل نے ملکی طلب کو بلند رکھنے میں کردار ادا کیا۔ خاص طور پر غیر سودی جاریہ مصارف میں اضافے کے ہمراہ وفاقی اور صوبائی ترقیاتی اخراجات میں توسیع نے معاشی نمو کو بڑھانے میں حصہ ڈالا۔ جہاں تک زری پہلو کا تعلق ہے، دو اہم عوامل نے استعداد میں توسیع اور اقتصادی سرگرمیوں کے لیے سہولت پیدا کی: مالی سال 21ء کے سازگار زری حالات کے مؤخر اثر کے ہمراہ اسٹیٹ بینک کی رعایتی فنانسنگ اسکیمیں؛ اور مالی سال 22ء کے آغاز میں گنجائش پالیسی ماحول۔ ساتھ ہی ایکسپورٹ فنانس اسکیم (ای ایف ایس) کے تسلسل نے کاروباری اداروں کو اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے سے نمٹنے میں مدد دی۔

شکل 1.1 الف: عالمی توانائی اور غیر توانائی قیمتوں کا رجحان

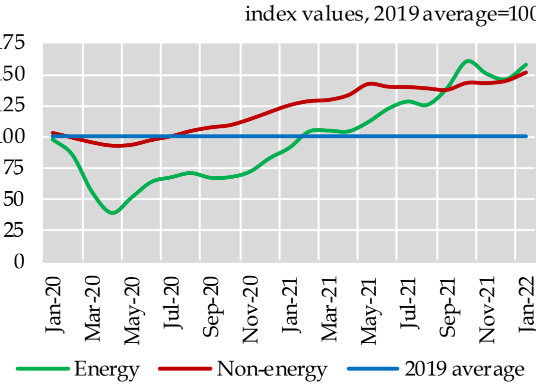

Source: World Bank Commodity Price

شکل 1.1 ب: کنٹینر فریٹ بینچ مارک (WCI کمپوزٹ)

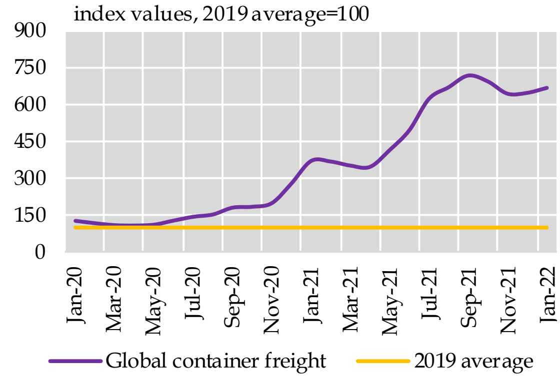

Source: Bloomberg

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایل ایس ایم میں وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا گو کہ پہلی سہ ماہی میں 9.7 فیصد اضافہ دوسری سہ ماہی کی قدرے معتدل 5.5 فیصد نمو سے کافی زیادہ تھا۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے برعکس جب ایل ایس ایم کے 22 شعبوں میں سے 11 میں مثبت نتائج درج کیے گئے تھے، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں 16 شعبوں کی پیداوار میں نمو درج کی گئی۔ اسٹیٹ بینک کی عارضی معاشی نو مالکاری سہولت (TERF) ، طویل مدتی مالکاری سہولت (LTFF) اور دیگر اسکیموں کے علاوہ، جن سے ٹیکسٹائل شعبے کو اپنی استعداد اور پیداوار بڑھانے میں مدد ملی، مالیاتی پالیسی کے اقدامات سے بھی اس نمو کو تقویت ملی۔ گاڑیوں کے لیے (ملکی فروخت اور درآمد شدہ خام مال پر) ٹیکس کٹوتی اس شعبے کو تحریک دینے والے عوامل میں شامل تھی جبکہ فولاد کے شعبے کو حکومت کے تعمیراتی پیکیج اور بلند ترقیاتی اخراجات سے فائدہ پہنچتا رہا۔ ایل ایس ایم اشاریے میں شامل کیے جانے والے ایک نئے اندراج ویئرنگ اپیریل میں مضبوط کارکردگی کا مظاہرہ ہوا جو کہ پاکستان کی ملبوساتی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی بیرونی طلب سے مطابقت رکھتا ہے۔

خریف کے دوران شعبہ زراعت کی نمو کو بنیادی طور پر چاول اور گنے کی ریکارڈ پیداوار سے تحریک ملی جس کا بڑا سبب زیر کاشت رقبے میں اضافہ تھا۔ گذشتہ سال کے دوران کپاس کی پیداوار بھی بڑھ گئی؛ اسے زیادہ تر سازگار موسمی حالات سے فائدہ پہنچا جنھوں نے کپاس کی پیداوار کی یافت میں نمایاں اضافے کے قابل بنایا جس سے زیر کاشت رقبے میں کمی کی تلافی ہوئی۔ تاہم ربیع سیزن میں دوسرے سہ ماہی کے دوران خام مال کا استعمال گھٹ گیا اور کھاد کا استعمال بلند قیمتوں کی وجہ سے کافی کم ہو گیا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں نجی شعبے کا قرضہ سال بسال بنیاد پر تقریباً چار گنا بڑھ گیا۔ اس کا بنیادی سبب جاری سرمائے کی ضروریات تھیں جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھی ہوئی ملکی طلب ، بلند بر آمدات نیز اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے اور اس کے نتیجے میں تھوک قیمت اشاریے (WPI) کی سطح اوپر جانے کی وجہ سے بڑھ گئیں۔ معاشی سرگرمیوں میں توسیع معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں اور صارفی مالکاری کی طلب میں بھی نمایاں تھی۔ معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی نمو میں ٹیلی کام اور ٹیکسٹائل کے شعبوں نے سب سے بڑا کردار ادا کیا، اوّل الذکر کا سبب فور جی لائسنس کا اجرا اور مؤخر الذکر کا ٹی ای آر ایف اور ایل ٹی ایف ایف کی بنا پر مشینری کی درآمدات اور استعداد میں توسیع تھی۔ دوسری سہ ماہی میں سست نمو کے باوجود مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں صارفی مالکاری 26 فیصد بڑھی۔ دوسری سہ ماہی میں صارفی مالکاری کی نمو کی رفتار میں پالیسی کے باعث اعتدال آیا اور پالیسی ریٹ میں اضافے اور طلب گھٹانے کے ضوابطی اقدامات کے بعد گاڑیوں کے قرضوں اور ذاتی قرضوں میں منفی نمو درج کی گئی۔ تاہم ہاؤسنگ اور تعمیرات کے لیے اسٹیٹ بینک کے لازمی اہداف کی وجہ سے دونوں سہ ماہیوں میں مکاناتی قرضوں کی مسلسل نمو نے اس کی تلافی کر دی۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں دوہندسی نمو کے ساتھ کارکنوں کی ترسیلات زر 15.8 ارب ڈالر تک پہنچ جانے کے باوجود اجناس کی روز افزوں عالمی قیمتوں کے ہمراہ بڑھتی ہوئی ملکی طلب خصوصاً صنعتی مال کی طلب بھی جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے کا سبب بنی۔ دوسری سہ ماہی میں رفتار کسی قدر کم ہونے کے باوجود پہلی ششماہی میں برآمدات خاصی بڑھیں۔ اکائی قیمتیں اور برآمدی حجم دونوں میں اضافے نے اس نمو میں کردار ادا کیا۔ اگرچہ یہ حرکیات ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل دونوں ذیلی شعبوں میں عمومی طور پر نظر آرہی تھیں تاہم قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل اشیا نے اس شعبے کی برآمدات کو بڑھانے میں غالب کردار ادا کیا۔ نتیجتاً مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی برآمدات میں 3.4 ارب ڈالر کا سال بسال اضافہ ہوا اور وہ 15.2 ارب ڈالر تک جا پہنچیں۔ یہ برآمدات میں آج تک کا بلند ترششماہی اضافہ ہے۔

تاہم دوسری سہ ماہی میں سست تر درآمدی رفتار کے باوجود مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں اضافہ برآمدات میں اضافے کا تقریباً چار گنا تھا۔ اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کے غالب کردار کے علاوہ درآمدی نمو خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا کی بلند طلب، کووڈ19 ویکسین کی خریداری اور ملکی رسدی کمی کو پورا کرنے کے لیے گندم اور چینی کی درآمد کی مسلسل ضرورت کی وجہ سے بھی تیز ہوئی۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھتے ہوئے جاری کھاتے کے خسارے کے ساتھ بین البینک منڈی میں روپے کی قدر 10.7 فیصد کم ہوگئی۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر قدرے مستحکم رہے۔ پہلی سہ ماہی میں یورو بانڈ کے اجرا سے آنے والے ایک ارب ڈالر اور آئی ایم ایف سے 2.8 ارب ڈالر کے اضافی ایس ڈی آر مختص کیے جانے کے ساتھ ساتھ دوسری سہ ماہی میں سعودی عرب سے 3 ارب ڈالر کے دوطرفہ ڈپازٹس سے اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ کے ذخائر کی پوزیشن کو سہارا ملا۔

مہنگی درآمد شدہ اجناس (جیسے خوردنی تیل اور دالیں) اور کچھ طلبی دباؤ نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی (NCPI) کو دوہندسی حدود میں داخل کردیا۔ غذائی مہنگائی، جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانی میں سب سے بڑا عنصر تھا، زیادہ تر غیر تلف پذیر اشیا کی وجہ سے بڑھی جس

شکل 1.2: پاکستان میں کووڈ19 کے کیسوں کا رجحان

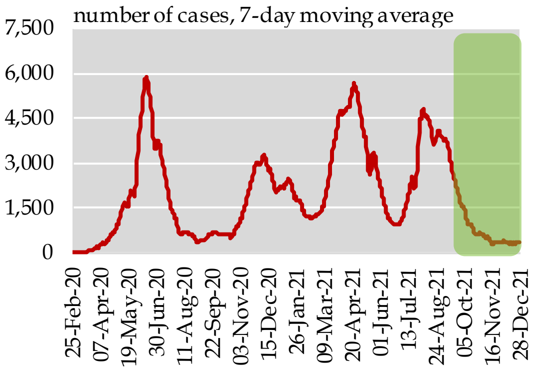

Source: World Health Organization

سے تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں کمی کی تلافی ہوگئی۔ اس کے علاوہ پیٹرول، ایل پی جی اور بجلی کی سرکاری قیمتوں میں اضافے خام مال کی لاگت کو بڑھاتے رہے۔ ساتھ ہی قوزی مہنگائی بھی بڑھ گئی اور دوسری سہ ماہی کے دوران شہری اور دیہی باسکٹوں میں نصف سے زیادہ غیر غذائی غیر توانائی اشیا کے نرخوں میں اوسط سے زیادہ اضافہ درج کیا گیا۔

مہنگائی کے وسیع البنیاد دباؤ اور جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے کی صورت حال میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے پہلی سہ ماہی کے آخر میں پالیسی ریٹ میں 25 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کردیا۔ بعد ازاں عالمی نرخوں میں زیادہ اور مسلسل اضافے کے باعث جب خطرات کا توازن توقع سے زیادہ رفتار سے نمو سے ہٹ کر مہنگائی اور جاری کھاتے کے خسارے کی طرف منتقل ہوگیا تو ایم پی سی نے دوسری سہ ماہی میں دو بار پالیسی ریٹ میں اضافہ کیا: نومبر 2021ء میں 150 بیسس پوائنٹس اور پھر دسمبر 2021ء میں 100 بیسس پوائنٹس۔ زری پالیسی کی سیٹنگ کے اس طرح معمول پر لائے جانے کا مقصد معاشی نمو اور بیرونی کھاتے دونوں میں پائیداری کو یقینی بنانا نیز مہنگائی کی توقعات کو قابو کرنا تھا۔

ریٹ میں اضافے کے علاوہ طلبی دباؤ کو معتدل کرنے کے لیے تین اضافی اقدامات کیے گئے۔ اوّل، زری رسد کو سخت کرنے کے لیے بینکوں کے لیے اوسط نقد محفوظ کی شرط میں اضافہ کردیا گیا۔ دوم، پہلی سہ ماہی کے آخر میں صارفی مالکاری کے محتاطیہ ضوابط سخت کیے گئے اور گاڑیوں کے قرضوں اور ذاتی قرضوں میں سکڑاؤ کی

شکل 1.3: ایف بی آر کی مجموعی ٹیکس وصولی میں درآمدی ٹیکسوں کی نمو کا فیصد حصہ* - پہلی ششماہی م س 22ء

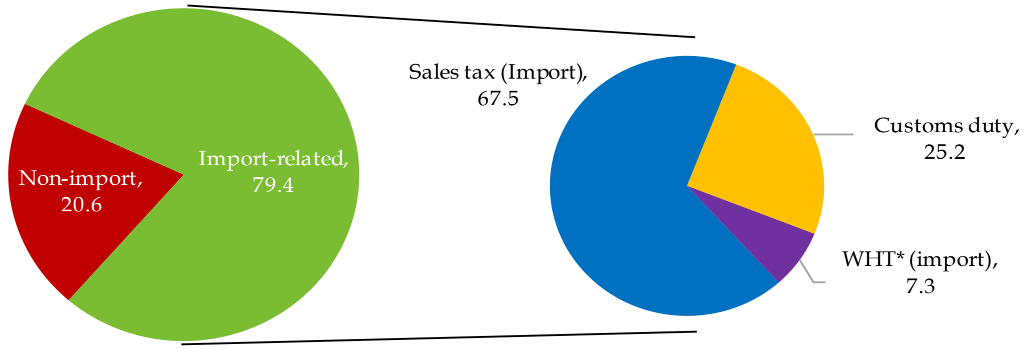

*Import-related taxes include: sales tax (imports), custom duty and Withholding tax (WHT) on imports
Source: Federal Board of Revenue

صورت میں اس کا اثر دوسری سہ ماہی میں نظر آیا۔ سوم، ستمبر 2021ء میں 114 اضافی اشیا پر 100 فیصد کیش مارجن عائد ہوا جس سے ان اشیا کی تعداد 525 ہوگئی۔ مالیاتی پہلو سے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی خسارے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور وہ پچھلے سال کی سطح یعنی جی ڈی پی کے 2.1 فیصد پر رہا۔ تاہم مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بنیادی توازن کم ہو کر جی ڈی پی کا 0.1 فیصد رہ گیا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 0.6 فیصد تھا کیونکہ غیر سودی اخراجات میں اضافے نے ٹیکس محاصل میں بھرپور اضافے کو زائل کر دیا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں غیر سودی اخراجات تیزی سے بڑھے جس کا سبب سماجی تحفظ اور زراعانت کے مصارف تھے۔ پہلی ششماہی میں وفاقی پی ایس ڈی پی میں تقریباً بیس فیصد اضافہ ہوا گو کہ حکومت کی مالیاتی خسارہ کم کرنے کی کوششوں کے باعث دوسری سہ ماہی میں اس میں کمی آئی۔ جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، دوسری سہ ماہی میں کچھ سست نمو کے باوجود مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں ایف بی آر کے ٹیکس 32 فیصد بڑھ گئے کیونکہ معاشی سرگرمیاں بہتر ہوئیں اور پچھلے برس کے مقابلے میں قیمتوں کی عمومی سطح بڑھی۔ تاہم زیادہ تر اضافہ درآمدی ٹیکسوں کی جانب سے آیا جس کی وجہ درآمدی حجم میں وسیع البنیاد اضافہ، اجناس کی عالمی قیمتیں اور روپے کی قدر میں کمی تھی (**شکل 1.3**)۔

پائیدار معاشی نمو کی راہ میں حائل مختلف ساختی رکاوٹوں کے علاوہ، جن کو اسٹیٹ بینک کی سہ ماہی اور سالانہ رپورٹوں میں بار بار اجاگر کیا جاتا رہا ہے، مختلف اقسام کی اصلاحات کی منصوبہ بندی اور عملدرآمد میں سرکاری اور نجی شعبے کی شراکت بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے حصول کی غرض سے باقاعدگی سے سرکاری نجی اشتراک (PPD) معاشی نمو اور ترقی کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے خصوصاً دنیا بھر میں سرکاری منصوبہ بندی نوعیت کے اعتبار سے شراکتی، شمولیتی اور مارکیٹ سے ہم آہنگ ہوگئی ہے۔

اس سلسلے میں اس رپورٹ میں ایک خصوصی سیکشن شامل کیا گیا ہے جس میں ٹریڈ آرگنائزیشنز یعنی تجارتی تنظیموں کے کردار پر زور دیا گیا ہے۔ اس سیکشن میں مقامی تجارتی تنظیموں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے سرکاری نجی اشتراک کو مؤثر بنانے اور اپنے ارکان کو منڈی کی اضافی خدمات فراہم کرنے میں ان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ مسائل کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں حل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ مقامی تجارتی تنظیموں کو کاروباری ماحول کو بہتر بنانے اور ملک کی معاشی نمو اور ترقی میں حصہ ڈالنے کا مقصد پورا ہوسکے۔

معاشی منظرنامہ

توقع ہے کہ معیشت کی نمو مالی سال 22ء کے لیے پیش گوئی کی حدود 5-4 فیصد کے درمیان رہے گی جو پچھلے برس کی نمو 5.6 فیصد سے کم ہے۔ یہ منظرنامہ تین بنیادی

قومی صارف اشاریہ قیمت گرانی مالی سال 22ء میں 11-9 فیصد کی پیش گوئی کی حدود سے تھوڑی متجاوز ہونے کی توقع ہے۔ اس پیش گوئی کو 7 اپریل 2022ء کو ایم پی سی نے اپنے فیصلے میں بڑھایا تھا۔ مارچ 202ء میں ایندھن اور بجلی کی مقررہ قیمتوں کو کم اور منجمد کرنے کے حکومت کے فیصلے سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے خطرات کی خاصی تلافی ہو جاتی ہے۔ تاہم روس اور یوکرین کے درمیان جیو پولیٹیکل کشیدگی کے باعث تیل، غذا اور کھاد کی عالمی قیمتوں کے توقع سے زیادہ بڑھنے سے اضافے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ دونوں ممالک متعدد اجناس بشمول تیل، گیس، گندم، کھاد، دھاتوں اور خوردنی تیل (سورج مکھی کا تیل) کے اہم سپلائرز ہیں۔

تیل برآمد کرنے والے جی سی سی کے ممالک اور ترقی یافتہ معشتوں میں بڑھتی ہوئی آمدنی کے سبب مالی سال 22ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر میں اچھی نمو درج ہونے کی توقع ہے۔ مزید برآں، پاکستانی کارکنوں کی جانب سے رقوم کی ماہانہ آمد بھی کووڈ سے پہلے کے زمانے کی سطح پر لوٹ آئی ہے (**شکل 1.4**)۔

مالی سال 22ء میں برآمدات کی بھی بڑھتے رہنے کی پیش گوئی کی گئی ہے کیونکہ اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں اور چاول کی ریکارڈ پیداوار کے تخمینوں کے ساتھ ساتھ ایندھن اور بجلی کے نرخوں میں کٹوتی برآمد کنندگان کو بین الاقوامی منڈیوں میں مسابقت قائم رکھنے میں مزید مدد دے گی۔ تاہم برآمدی نمو کے امکانات کو ترقی یافتہ ممالک میں پالیسی کی تبدیلی سے خطرات لاحق ہیں کیونکہ اس سے صارفی اخراجات متاثر ہوسکتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی معاشی نمو کی رفتار سست ہو سکتی ہے۔ مزید یہ کہ روس یوکرین جنگ کا اثر بھی یورپی یونین میں طلب میں کمی کا خطرہ پیدا کر رہا ہے کیونکہ یورپی یونین کی توانائی کی تقریباً 40 فیصد رسد روس فراہم کرتا ہے۔

اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ مالی سال 22ء میں درآمدی ادائیگیوں کو بلند سطح پر رکھے گا جس سے مجموعی معاشی سرگرمی پر زری سختی اور طلب گھٹانے کے دیگر ضوابطی اقدامات کے مؤخر اثر کی بنا پر درآمدی حجم میں متوقع کمی کی جزوی

شکل 1.4: جی سی سی جانے والے تارکین وطن کی تعداد

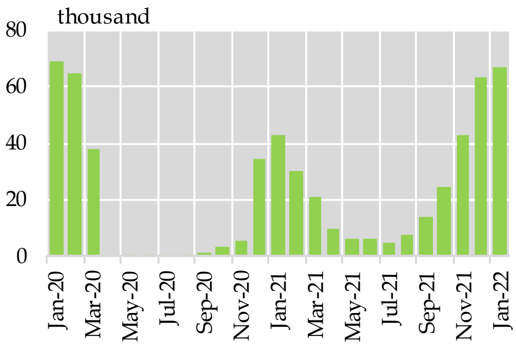

Source: Bureau of Emigration and Overseas Employment

عوامل پر مبنی ہے: اوّل، بعض شعبوں میں صنعتی پیداوار میں سست روی ہو سکتی ہے جس کا جزوی سبب زری سختی کا مؤخر اثر اور مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں کیے جانے والے دیگر ضوابطی اقدامات ہیں۔ خاص طور پر سست روی صارفی مالکاری سے متاثرہ شعبوں میں دیکھی جاسکتی ہے جیسے گاڑیاں اور دیگر صارفی اشیا۔ تاہم برآمدی شعبے متوقع طور پر اسٹیٹ بینک کی مالکاری اسکیموں (ای ایف ایس اور ایل ٹی ٹی ایف) سے بدستور مستفید ہوتے رہیں گے کیونکہ اپریل 2022ء میں اعلان کردہ ای ایف ایس پر شرح سود میں اضافے کا مؤخر اثر ہونے کی توقع ہے۔

دوم، زرعی پیداوار کے بارے میں غیر یقینی ہے۔ ایک جانب خریف کی فصلوں کے تخمینے امید افزا ہیں اور گنے اور چاول کے لیے ریکارڈ کا تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ کپاس کی مناسب نمو متوقع ہے۔ تاہم دوسری جانب گندم کی فصلوں کو درپیش کمزوریوں کے باعث کمی کے خطرات ہیں کیونکہ م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں گندم میں خام مال کا استعمال کم کیا گیا۔ سوم، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی شعبہ خدمات کی نمو کو تحریک فراہم کرتی رہے گی جبکہ درآمدی نمو بھی سہارا دے گی۔

جہاں تک مالیاتی امور کا تعلق ہے، جی ایس ٹی کی اصلاح اور بعض کیسز میں مستثنیات کا خاتمہ مالی سال 22ء کے مالیاتی خسارے کے لیے اچھا شگون ہے۔ تاہم تیل سمیت اجناس کی توقع سے زائد قیمتیں مارچ 2022ء میں حکومت کے ایندھن اور بجلی کی قیمتیں منجمد کرنے کے فیصلے کے پیش نظر سبسڈیز پر حکومت کا خرچ بڑھا سکتی ہیں۔

تلافی ہو جائے گی۔ نتیجے کے طور پر پیش گوئی کے مطابق جاری کھاتے کا خسارہ متوقع طور پر بڑھ کر جی ڈی پی کے لگ بھگ 4 فیصد تک پہنچ جائے گا۔

تاہم بیرونی کھاتے کا دباؤ قابو میں رہنے کی توقع ہے۔ کچھ بڑی درآمدی اشیا جیسے کووڈ 19 ویکسین اور توانائی کی درآمدات (تیل اور ایل این جی) زیادہ تر بشکل جنس درآمد کی جاتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ادائیگی بین البینک زرمبادلہ منڈی کے بجائے بیرونی ذرائع سے کی جاتی ہے۔ ان خریداریوں میں بیرونی مالکاری مالی کھاتے میں درج کی جاتی ہے۔ مزید بر آں، فروری 2022ء میں ای ایف ایف کے چھٹے جائزے کی تکمیل سے آئی ایم ایف سے ایک ارب ڈالر ملے جبکہ پاکستان نے جنوری 2022ء میں ایک ارب ڈالر کے صکوک بھی جاری کیے۔ یہ امکان بھی ہے کہ پاکستان کی کثیر فریقی اور کمرشل مالکاری تک رسائی برقرار رہے گی جس سے اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر کو قائم رکھنے میں مدد ملے گی۔

2 حقیقی شعبہ

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران معیشت میں وسیع البنیاد نمو دکھائی دی ۔ زرعی شعبے میں، خریف کی اہم فصلوں جیسے کپاس، چاول اور گنّے کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتر رہی؛ تاہم ربیع کے موسم میں شعبۂ فصل کے اظہاریے گندم کے رقبے میں کچھ کمی کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ صنعت میں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) کی سرگرمیاں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں تیز رہیں، کیونکہ گاڑیوں، تیار ملبوسات اور فولاد جیسے شعبوں نے مضبوط ترقی کی ۔ تاہم، دوسری سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی(ایل ایس ایم) کی نمو اور طلب کے بلند تعدد کے اظہاریے جیسے سیمنٹ کی ترسیلات اور پٹرولیم مصنوعات کی فروخت کسی قدر معتدل رہی ۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی مجموعی معقول کارکردگی سے خدمات کے شعبے کی نمو کو تحریک ملی، جیسا کہ درآمدی نمو اور ایف ایم سی جی فرموں، کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت جیسے نیابتی اظہاریوں (proxy indicators) سے ظاہر ہوتا ہے ۔ لیبر مارکیٹ میں بھی استحکام کے آثار ظاہر ہوئے، کیونکہ تمام صنعتوں میں مزید ملازمین کی خدمات حاصل کی گئیں اور کاروباری برادری روزگار کے امکانات کے بارے میں پرامید رہی ۔

2.1 اقتصادی نمو

حقیقی شعبے کے بارے میں دستیاب معلومات سے پتا چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کے دوران حاصل ہونے والی نمو کی رفتار مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں مزید بڑھ گئی۔ زراعت میں، چاول، گنّے اور مکئی کی متوقع ریکارڈ پیداوار کے ساتھ فصل کے شعبے کی کارکردگی گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتر رہی۔ صنعتی شعبے میں، دوسری سہ ماہی کے دوران ظاہر ہونے والی کچھ سست روی کے باوجود بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی سرگرمیوں نے اپنی مثبت رفتار کو برقرار رکھا۔ درآمدات میں اضافے کے ساتھ ساتھ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی کارکردگی کا خدمات کے شعبے پر سازگار اثر پڑا۔ دریں اثنا، زیرِ جائزہ مدت کے دوران صنعتی کارکنوں کی تعداد اور اجرت میں اضافے کے باعث اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار سروے میں بھی لیبر مارکیٹ میں مجموعی رجائیت کی عکاسی ہوئی۔

زرعی شعبے میں، خریف کی فصلوں (کپاس، چاول اور گنا) کا گذشتہ برس کی پیداواری سطحوں سے زائد رہنے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ چاول اور گنے کی نمو بنیادی طور پر زیرِ کاشت رقبے میں اضافے کی وجہ سے ہوئی۔ یافت میں بہتری کی وجہ سے کپاس کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ موسمِ خریف کے برخلاف موسمِ ربیع کا پہلا نصف متعدد مسائل سے دوچار رہا۔ خام مال کے محاذ پر، کاشتکاروں کو آبپاشی کے پانی کی قلت اور کھاد، بجلی اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے کا سامنا کرنا پڑا۔ مزید برآں، بوائی کی مدت میں معمول سے کم بارش نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران صورت حال کو مزید پیچیدہ بنادیا۔ نتیجتاً، گندم (ربیع کے موسم کی اہم فصل) کے زیرِ کاشت رقبے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کمی واقع ہوئی۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں 7.5 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.5 فیصد تھا۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران شعبہ وار نمو میں حصہ ڈالنے والی معاون پالیسیوں کے ساتھ ساتھ طلب میں ہونے والا اضافہ اس کی وجہ تھا۔ خاص طور پر، زیرِ جائزہ مدت کے بیشتر حصے میں گاڑیوں کے شعبے نے ٹیکس میں نرمی اور سازگار زری پالیسی سے استفادہ کیا، جس سے گاڑیوں کی طلب بڑھ گئی۔[1] شعبۂ ٹیکسٹائل نے اپنی پیداوار کو بڑھانے کے لیے رعایتی مالی اسکیموں (جیسے ٹی ای آر ایف اور ایل ٹی ایف ایف) سے سرمایہ حاصل کیا۔ شعبۂ ٹیکسٹائل کے قدرِ اضافی کے حامل زمرے میں نمایاں نمو ہوئی، جیسا کہ تیار ملبوسات کی مضبوط بیرونی طلب کے ردعمل میں، پہننے والے ملبوسات کے ذیلی شعبے کی بڑھتی ہوئی پیداوار سے ظاہر ہے۔ دریں اثنا، فولاد کے شعبے میں تعمیراتی اور

---

[1] بالخصوص، زری پالیسی کمیٹی نے جولائی 2021ء میں پالیسی ریٹ کو 7 فیصد پر برقرار رکھا تھا، جس کے بعد پالیسی ریٹ میں 20 ستمبر کو 25 بیسس پوائنٹ (بی پی ایس)؛ 19 نومبر کو 150 بی پی ایس؛ اور 14 دسمبر کو 100 بی پی ایس اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ، زیرِ جائزہ مدت کے دوران مجموعی طور پر 275 بیسس پوائنٹس اضافے کے ساتھ ریٹ بڑھ کر 9.75 فیصد ہو گیا۔

مکاناتی سرگرمیوں کے لیے دی گئی مراعات کے ساتھ ساتھ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلند پی ایس ڈی پی اخراجات سے مثبت اضافہ دیکھنے میں آیا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں موسم خریف کے دوران زراعت اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مثبت نمو کا خدمات کے شعبے کی سرگرمیوں پر ساز گار اثر پڑا۔ درآمدات میں نمایاں اضافے کے ساتھ تھوک اور خردہ شعبوں نے ان پیش رفتوں سے استفادہ کیا۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں بھی سرگرمی تیز ہوئی، جیسا کہ کمرشل گاڑیوں اور پٹرولیم مصنوعات کی فروخت سے ظاہر ہے۔ مالیات اور بیمہ اور رئیل اسٹیٹ کی سرگرمیوں کے اظہاریے بھی ان شعبوں میں نمو ظاہر کرتے ہیں۔

معیشت کے دیگر شعبوں میں نمو کی طرح، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران لیبر فورس کے لیے ملازمت کے مواقع بھی زیادہ تھے۔ نیابتی اظہاریے جیسے صنعتی روزگار، اسٹیٹ بینک کے اعتماد کے سروے، اور اجرت کی شرح کے اعداد و شمار لیبر مارکیٹ میں مثبت رجحانات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران سندھ اور پنجاب دونوں میں صنعتی شعبے میں روزگار میں اضافہ ہوا۔ اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد کے سروے کے مطابق، ملازمت کی منڈی کے بارے میں بڑھتی ہوئی رجائیت شعبۂ خدمات کے مقابلے میں صنعتی شعبے میں زیادہ واضح تھی۔ مزید برآں، خدمات کے شعبے کے مقابلے میں صنعتی شعبے کے ملازمین کی اجرتوں میں نسبتاً بہتر اضافہ ہوا۔

ان پیش رفتوں کے علاوہ، پاکستان دفتر شماریات نے مالی سال 16ء کی نئی اساس پر گذشتہ 5 برسوں کے قومی کھاتوں کے اعداد و شمار جاری کیے۔ نئے تخمینوں کی بنیاد پر مالی سال 21ء کے دوران معیشت میں 5.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 1.0 فیصد تخفیف ہوئی تھی (**باکس 2.1**)۔

باکس 2.1: قومی آمدنی کے کھاتوں (این آئی اے) کی نو اساس بندی

پاکستان دفتر شماریات نے این آئی اے کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کو شائع کیا جس میں باقاعدہ نظر ثانی کے علاوہ جامع نظر ثانی بھی شامل تھی۔ اگرچہ سالانہ بنیادوں پر باقاعدگی سے نظر ثانی کی جاتی ہے[2]، تاہم این آئی اے کی تالیف کے لیے بنیادی سال کی تبدیلی کے وقت اہم تبدیلیاں کی جاتی ہیں۔[3] یہ جامع تبدیلیاں تیار کردہ اشیا/ خدمات کی تعداد اور پیداواری اکائیوں اور خدمات کے فراہم کنندگان کی تعداد میں تبدیلی سے پیدا ہونے والی بین السطور اقتصادی سرگرمی میں منتقلی کے تصفیے کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ 2005-06ء میں این آئی اے کے تخمینے کی گذشتہ نو اساس بندی جسے مالی سال 13ء میں متعارف کرایا گیا تھا، کے بعد معاشی سرگرمیوں کی سطح میں نمایاں توسیع ہوئی جس کی عکاسی مالی سال 17ء تا 21ء کے دوران جی ڈی پی کی حقیقی نمو میں اوسطاً 0.4 فیصد اضافے سے ہوئی۔

اپنی تازہ ترین نظر ثانی میں، پاکستان دفتر شماریات نے اساسی سال کو مالی سال 06ء سے مالی سال 16ء میں تبدیل کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں گذشتہ 5 برسوں کے معاشی نمو کے اعداد و شمار پر نظر ثانی کی گئی (**شکل 2.1.1**)۔ نو اساسی کے عمل اور معیشت کی کوریج کو بہتر بنانے کے لیے، پاکستان دفتر شماریات نے مختلف مردم شماریاں، سروے اور تحقیقات کیں: اشیا سازی کی صنعت کی کاسینسس، بجلی کا سینسس، ایکسپلوریشن کمپنیوں کا سینسس؛ کرایہ داری سروے، گھرانوں کی مربوط آمدنی، اور کھپت کے سروے، چھوٹی اور گھریلو اشیا سازی کی صنعتوں پر سروے اور دیگر نجی خدمات پر سروے۔

[2] مارچ کے اختتام پر این آئی اے کے الحاق کے وقت، چوتھی سہ ماہی (اپریل تا جون) کے ڈیٹا کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ جیسے ہی چوتھی سہ ماہی کا ڈیٹا دستیاب ہوتا ہے، پاکستان دفتر شماریات حقیقی معاشی سرگرمی کی عکاسی کرنے کے لیے اپنے این آئی اے ڈیٹا سیٹ میں ردوبدل کرتا ہے۔

[3] پاکستان دفتر شماریات کی نگراں کونسل نے 2013ء میں این آئی اے کی ہر 10 سال بعد نو اساس بندی کے لیے ایک پالیسی ہدایت جاری کی۔

شکل 2.1.1: شرحِ نمو کا موازنہ: پرانی اساس بمقابلہ نئی اساس

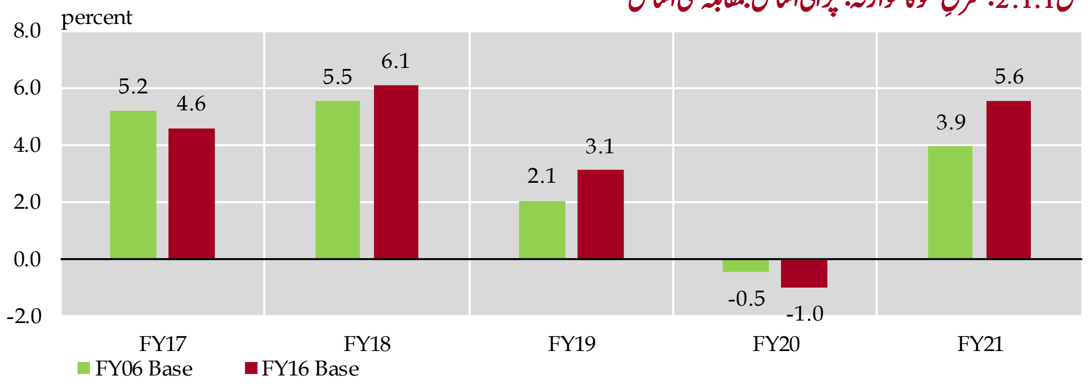

Source: Pakistan Bureau of Statistics

زرعی شعبے میں پودوں کی نرسریوں، شہد کی مکھیوں، کپاس کی جننگ، جنگلات اور ماہی گیری کے حصے کا مطالعے کے ذریعے دوبارہ جائزہ لیا گیا۔ صنعتی شعبے کے لیے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کوریج کو بڑھایا گیا اور نئی صنعتیں جیسے پانی کی رسد، سمندری نمک اور ہائیڈرو آئی پی پی کو شامل کیا گیا۔[4] خدمات کے شعبے میں، رہائش اور کھانے کی خدمات (ہوٹل اور ریستوران)، معلومات اور مواصلات کی صنعتوں اور تعلیم، انسانی صحت اور رفاہِ عام کی سرگرمیوں کا تخمینہ الگ الگ نو اساسی کھاتوں میں لگایا گیا۔

جدول 2.1.1: شعبہ وار حصص اور حقیقی جی ڈی پی نمو

	حقیقی جی ڈی پی میں فیصد حصہ			شرحِ نمو (فیصد)		نمو کا حصہ (فیصد)	
اساس مالی سال 16ء							
	مالی سال 19ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء
زراعت	22.4	23.5	23.1	3.9	3.5	0.87	0.82
صنعت	19.5	18.5	18.9	-5.8	7.8	-1.13	1.44
خدمات	58.1	57.9	58.0	-1.3	5.7	-0.76	3.30
حقیقی جی ڈی پی	**100**	**100**	**100**	**-1.0**	**5.6**	**-1.0**	**5.6**
اساس مالی سال 06ء							
	حقیقی جی ڈی پی میں فیصد حصہ			شرحِ نمو (فیصد)		نمو کا حصہ (فیصد)	
	مالی سال 19ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء
زراعت	18.7	19.4	19.2	3.3	2.8	0.6	0.5
صنعت	19.9	19.2	19.1	-3.8	3.6	-0.7	0.7
خدمات	61.4	61.4	61.7	-0.6	4.4	-0.3	2.7
حقیقی جی ڈی پی	**100**	**100**	**100**	**-0.5**	**3.9**	**-0.5**	**3.9**

ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

[4] بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے لیے، پاکستان دفترِ شماریات نے 23712 اشیاساز اداروں سے حاصل کردہ معلومات کا استعمال کیا۔ قبل ازیں، مالی سال 06ء کی اساس پر کیو آئی ایم انڈیکس میں 112 اشیا کا احاطہ کیا گیا تھا جن کا مجموعی وزن 70.3 فیصد تھا۔ اب اس پر نظرِ ثانی کی گئی ہے تاکہ مالی سال 16ء کے نو اساس شدہ کیو آئی ایم میں 123 اشیا شامل ہوں جن کا کل وزن 78.4 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ، ملبوسات، تولیہ، فرنیچر اور فٹ بال کو نو اساس شدہ کیو آئی ایم کے حساب میں شامل کیا گیا ہے۔

اس جامع نظر ثانی کے نتیجے میں، جی ڈی پی میں زراعت، صنعت اور خدمات کے حصے کی مقدار بدل گئی ہے۔ اگرچہ زراعت اور خدمات کا حصہ بڑھ گیا تاہم این آئی اے کی نئی اساس میں صنعت کا حصہ کم ہو گیا۔ **جدول 2.1.1** زیرِ جائزہ مدت میں تبدیلی کے بعد اس رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔

اساسی سال میں تبدیلی کے نتیجے میں این آئی اے کی جامع نظر ثانی ایک بروقت پیش رفت ہے۔ متعدد نئے شعبوں کی شمولیت سے جی ڈی پی کے تخمینوں کی کوریج اور صحت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ شعبے کے مخصوص مسائل پر پالیسی فیصلوں اور ان شعبوں کی قلیل مدتی اور وسط مدتی حرکیات کے تجزیے میں بھی سہولت فراہم کرتا ہے۔ تاہم اساسی سال میں ہونے والی نظر ثانی میں مزید بہتری کی گنجائش باقی ہے۔ نئے لائیو اسٹاک اور چھوٹے پیمانے کی صنعت کی شماریوں سے این آئی اے کی صحت میں مزید اضافہ ہوگا۔

2.2 زراعت

ایک خوش آئند موسم خریف کے بعد، شعبۂ فصل کو ربیع کے موسم میں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ گذشتہ برس کی فصل کے مقابلے میں سندھ اور پنجاب دونوں میں گندم کے زیرکاشت رقبے میں کمی آئی۔ رقبے میں کمی کی اہم وجوہات یہ ہیں: پانی کی ناکافی دستیابی، بلند پیداواری لاگت، اور گنے کی تاخیر سے کٹائی۔

شکل 2.1: ربیع کے دوران آب پاشی کے پانی کی رسد (اکتوبر تا دسمبر)

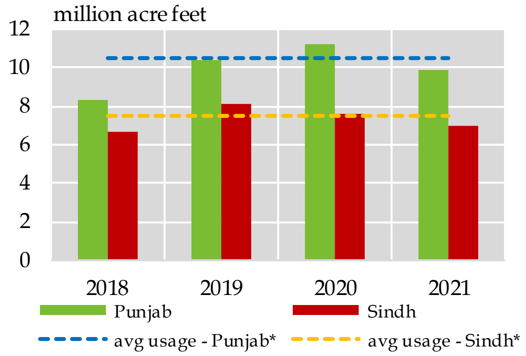

* Ten-year average system usage

Source: Indus River System Authority

خام مال کے لحاظ سے، بوائی کی مدت کے دوران نہری پانی کی دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم تھی۔ مزید برآں زیرِ جائزہ مدت کے دوران کھاد کا استعمال بھی کم رہا۔ دوسری طرف، گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم میں 3.9 فیصد اضافہ ہوا، جس کی بنیادی وجہ نان فارم کے شعبے میں بلند قرض گیری تھی۔

خام مال:

ربیع مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران آبپاشی کے پانی میں کمی دیکھی گئی۔ پنجاب اور سندھ میں نہری پانی کا اخراج، جو مجموعی طور پر گندم کے زیرکاشت رقبے کے 85 فیصد سے زائد تھا، جو 16.9 ملین ایکڑ فٹ رہا، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 10 فیصد کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید یہ کہ پنجاب اور سندھ میں آبپاشی کے پانی کا اخراج طویل مدتی اوسط سے بھی کم تھا (**شکل 2.1**)۔ اس کی وجہ گذشتہ برس کے مقابلے میں 2021ء کے دوران ریکارڈ کی گئی کم بارش تھی۔[5]

کھاد کے استعمال کے حوالے سے، گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں یوریا اور ڈی اے پی کی کھپت میں بالترتیب 7.7 فیصد اور 14.1 فیصد کمی واقع ہوئی (**شکل 2.2**)۔ ڈی اے پی کی کھپت میں کمی کی بنیادی وجہ بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کے باعث اس کی قیمت میں ہونے والا اضافہ تھا (**شکل 2.3**)۔ بالخصوص، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ڈی اے پی کے 50 کلو تھیلے کی قیمت دوگنی ہو کر تقریباً 7760 روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ برس میں یہ 3982 روپے درج کی گئی تھی۔

یوریا کے حوالے سے، زیرِ جائزہ مدت کے دوران بہت سے عوامل کے نتیجے میں پیداوار میں کمی واقع ہوگئی۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یوریا کی پیداوار میں ہونے والی کمی مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پست دستیابی

[5] 2021ء کے دوران، قومی سالانہ اوسط بارش 242.3 ملی میٹر تھی، جو اوسط سے 18.6 فیصد کم تھی۔ (ماخذ: 2021ء میں پاکستان کی موسمیاتی کیفیت، محکمۂ موسمیات پاکستان، حکومت پاکستان۔)

شکل 2.2 الف: دوسری سہ ماہی کے دوران یوریا کا استعمال اور قیمت

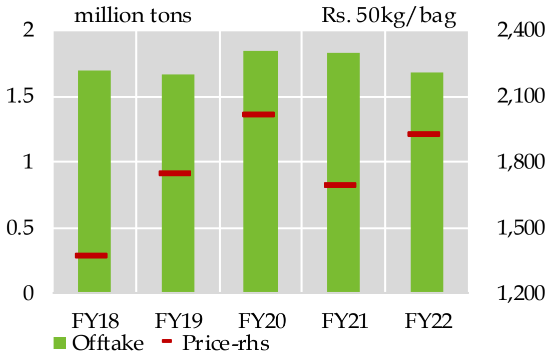

شکل 2.2 ب: دوسری سہ ماہی کے دوران ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت

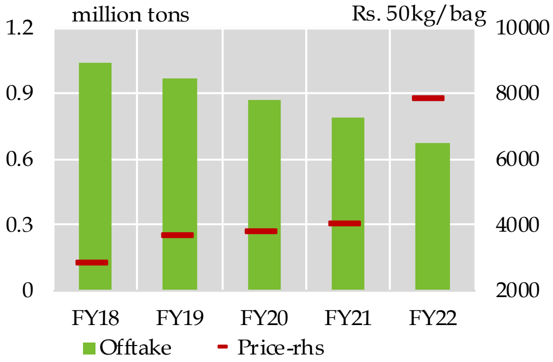

Source: National Fertilizer Development Centre

کا باعث بنی۔[6] خاص طور پر، موجودہ موسمِ ربیع کا آغاز 0.1 ملین میٹرک ٹن (ایم ایم ٹی) کے ابتدائی ذخائر کے ساتھ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 0.5 ملین میٹرک ٹن تھا۔ مزید بر آں، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران یوریا کی کل دستیابی 2.0 ملین میٹرک ٹن تھی جبکہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں 3.4 ملین میٹرک ٹن تھی۔[7]

علاوہ ازیں، عالمی رسد میں کمی کی وجہ سے، 2021ء کی دوسری ششماہی کے دوران یوریا کی بین الاقوامی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 2.3**)۔ اس نے مقامی اور بین الاقوامی منڈیوں کے درمیان قیمتوں میں کافی فرق پیدا کیا۔ اس فرق کے نتیجے میں یوریا کی ذخیرہ اندوزی[8] اور پڑوسی ممالک کو اسمگلنگ ہوئی، جس نے مقامی طور پر یوریا کی رسد کو مزید کم کر دیا اور ثانوی مارکیٹ کی قیمتوں کو بڑھا دیا۔[9]، [10] قلیل رسد کے پیشِ نظر، ثانوی منڈی میں قیمتیں کافی بڑھ گئیں، جس سے کاشتکاروں کے لیے یوریا کا استعمال مہنگا ہو گیا۔

زرعی ہنگامی پروگرام کے ذریعے کاشتکاروں کو امداد حاصل ہوئی۔ گندم کی فصل کی پیداوار بڑھانے کے لیے کاشتکاروں کو کیڑے مار ادویات / جڑی بوٹی مار ادویات کے استعمال پر 250 فی ایکڑ (پانچ ایکڑ اراضی تک) سبسڈی فراہم کی گئی تھی۔[11]

---

6 یہ بنیادی طور پر پلانٹ کی دیکھ بھال کے لیے عارضی بندش اور دو چھوٹے پیمانے کے کھاد کے پلانٹس کو گیس کی سپلائی میں کمی کی وجہ سے ہوا۔

7 ماخذ: ایم این ایف ایس آر

8 حکومتِ پنجاب کی جانب سے کھاد کے ذخیرہ اندوزوں کی سرکوبی، بتاریخ 11 نومبر 2021ء؛ درج ذیل لنک پر دستیاب ہے جسے آخری بار 20 اپریل 2020ء کو دیکھا گیا تھا۔ (www.punjab.gov.pk/node/4660)

9 ماخذ: 'پاکستان کسٹم، (ایف بی آر) نے 7.2 ملین روپے مالیت کی یوریا کھاد کی افغانستان کو اسمگلنگ کی کوشش ناکام بنادی؛ درج ذیل لنک پر دستیاب ہے جسے آخری بار 20 اپریل 2020ء کو دیکھا گیا تھا۔ (www.fbr.gov.pk/pakistan-customs-fbr-foils-an-attempt-of-smuggling-of-urea-fertilizers-to-afghanistan-worth-rs-7/173311)

10 مارکیٹ ذرائع کے مطابق، اشیا سازوں کے لیے 1725 روپے فی بیگ کی برقراری قیمت کے مقابلے میں کاشت کاروں کو یوریا 2200 سے 2600 روپے فی بیگ میں مل رہا تھا۔

11 پنجاب میں، کیڑے مار ادویات / جڑی بوٹی مار ادویات کے پیک کے اندر واؤچرز کے ذریعے سبسڈی تقسیم کی گئی۔ رجسٹرڈ کاشت کار اپنے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ نمبر کے ساتھ واؤچر پر چھپے ہوئے نمبرز کو مختصر کوڈ پر بھیج کر سبسڈی حاصل کر سکتے ہیں اور نامزد برانچ لیس بینکاری آپریٹرز سے سبسڈی وصول کر سکتے ہیں۔ اس طرح سبسڈی کا فائدہ براہ راست کاشتکاروں تک پہنچایا گیا۔ (ماخذ: محکمہ زراعت، حکومت پنجاب)

مزید یہ کہ گندم کے بیج کی منظور شدہ اقسام کے 10 لاکھ تھیلے بھی 1200 روپے فی بیگ سبسڈی پر فراہم کیے گئے۔[12]

شکل 2.3: یوریا اور ڈی اے پی کی عالمی قیمتیں

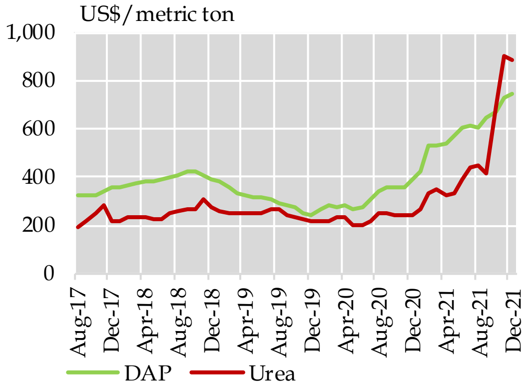

Source: World Bank

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی زرعی قرضوں کی تقسیم میں 3.9 فیصد اضافہ ہوا۔(**جدول 2.1**) اس کی بنیادی وجہ نان فارم شعبے کی جانب سے قرضے کا استعمال تھا، کیونکہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گلہ بانی اور مرغبانی کے قرضے گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بالترتیب 9.8 فیصد اور 14.9 فیصد بڑھ گئے۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ خام مال، جیسے مرغیوں کے دانے کی قیمتوں میں اضافے کو قرار دیا گیا(**شکل 2.4**)۔[13]

تاہم، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران فارم کے شعبے کے قرضوں میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 2.9 فیصد تخفیف ہوئی کیونکہ پیداوار سے متعلق قرضوں میں 4.0 فیصد کی آئی تھی۔ تاہم، زیرِ جائزہ مدت کے دوران ٹریکٹروں کی خریداری کے لیے قرضے بڑھتے رہے، کیونکہ کاشتکاروں نے جنوری

جدول 2.1: زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے

	سہ1مالی سال21ء	سہ1مالی سال22ء	سہ2مالی سال21ء	سہ2مالی سال22ء	شش1مالی سال21ء	شش1مالی سال22ء
فارم شعبہ						
الف۔پیداوار	113.8	136.3	193.2	158.4	307	294.7
ب۔ترقیاتی	5.6	8.1	16.7	16.8	22.3	24.9
ٹریکٹر	0.6	1.7	1.0	2.9	1.6	4.6
ج۔مجموعی فارم کا شعبہ(الف+ب)	119.4	144.4	209.9	175.2	329.3	319.6
نان فارم شعبہ						
گلہ بانی/ڈیری	71.2	81.7	89.6	94.9	160.8	176.6
مرغبانی	49.5	55.3	52.5	61.9	102	117.2
دیگر	14.4	10.5	10.4	17.1	24.8	27.6
د۔مجموعی نان فارم کا شعبہ	135.1	147.5	152.5	173.7	287.6	321.2
مجموعی زرعی قرضہ(ج+د)	**254.5**	**291.9**	**362.4**	**348.9**	**616.9**	**640.8**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

12 محکمۂ زراعت، حکومتِ پنجاب۔

13 پولٹری کے شعبے میں براہ راست لاگت کا سب سے بڑا حصہ خام مال ہے جو کل پیداواری لاگت کا تقریباً 71 فیصد ہے۔(ماخذ: پی اے سی آر اے)۔

2021ء میں حکومت کی جانب سے شروع کی گئی کامیاب جوان کامیاب کسان ٹریکٹر لون اسکیم سے استفادہ کیا تھا۔

شکل 2.4: پولٹری فیڈ کے خام مال کی قیمتیں

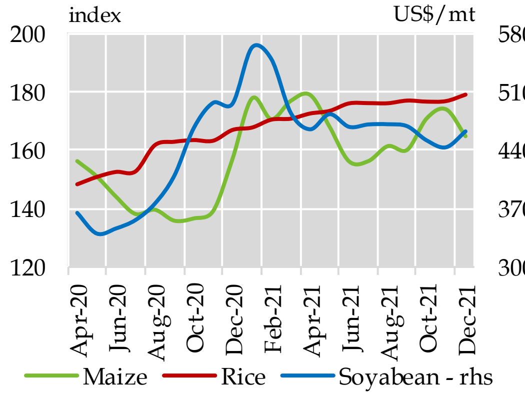

Source: Pakistan Bureau of Statistics and World Bank

پیداوار

گندم:

ربیع مالی سال 22ء کے لیے، حکومت نے 9.2 ملین ہیکٹر کے رقبے میں 28.9 ملین میٹرک ٹن گندم کی پیداوار کا ہدف مقرر کیا (**جدول 2.2**)۔ اس ہدف کے حصول کا بیشتر انحصار بہتر یافت پر ہے، کیونکہ ہدفی رقبہ گذشتہ برس کے 9.1 ملین ہیکٹر کی سطح کے تقریباً برابر تھا۔

ابتدائی تخمینوں سے پتا چلتا ہے کہ پنجاب اور سندھ میں بوائی کا رقبہ گذشتہ موسم ربیع کے کاشتہ رقبے سے کم تھا (**جدول 2.3**)۔ بالخصوص، گذشتہ برس کے مقابلے میں دونوں صوبوں کے فصل کے زیرکاشت رقبے میں 2.6 فیصد کمی واقع ہوئی۔ رقبے میں کمی کی ایک وجہ نہری پانی کی کمی تھی (**شکل 2.1**)۔ مزید برآں، بارانی علاقوں میں بوائی کے مہینوں کے دوران موسم بھی خشک رہا، جس سے گندم کے کاشتکاروں کے لیے حالات نسبتاً مشکل ہوگئے (**شکل 2.5**)۔[14]

بالخصوص پنجاب میں کاشت میں کمی کا ایک اور عامل لاگت کے مقابلے میں گندم کی پست امدادی قیمت ہو سکتی ہے۔ وفاقی حکومت نے مالی سال 22ء کے موسم ربیع کے لیے گندم کی امدادی قیمت 1950 روپے فی من (40 کلو گرام) کا اعلان کیا۔[15] نئی قیمت گذشتہ برس کی 1800 روپے کی امدادی قیمت سے 150 روپے زائد ہے؛ تاہم، کاشتکاروں نے خدشات کا اظہار کیا کہ اعلان کردہ قیمت کھاد، بجلی اور ڈیزل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے مقابلے میں ناکافی ہے۔[16] آخراً، سندھ میں گنے کی کٹائی میں تاخیر ہوئی جس کے نتیجے میں گندم کی فصل کی بوائی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔[17]

جدول 2.2: گندم کی فصل

رقبہ ملین ہیکٹرز میں، پیداوار ملین میٹرک ٹن میں

	رقبہ		پیداوار	
	مال سال21ء	مالی سال22ء	مال سال21ء	مالی سال22ء ہ
پنجاب	6.7	6.6	20.9	21.9
سندھ	1.2	1.2	4.0	4.2
خیبر پختونخوا	0.8	0.9	1.2	1.5
بلوچستان	0.5	0.6	1.2	1.2
پاکستان	**9.18**	**9.21**	**27.3**	**28.9**

ہ: ہدف

ماخذ: ایف سی اے، پی بی ایس

زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے پیش نظر، گندم کے پیداواری ہدف کا حصول بنیادی طور پر بہتر یافتوں پر منحصر ہوگا۔ پنجاب میں 10 ملین ایکڑ رقبے پر گندم کے بیج کی منظور شدہ اقسام کا استعمال بلند یافت کے حصول میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ گندم کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کے ذریعے نفع آوری میں اضافے کے قومی پروگرام کے تحت کاشتکاروں کو 50 فیصد سبسڈی پر جدید زرعی

[14] ماہانہ ایگرو میٹ بلیٹن، نیشنل ایگرو میٹ سنٹر، محکمۂ موسمیات پاکستان۔ جلد: 11-2021ء، نومبر، 2021ء۔

[15] اس کے برعکس، ربیع مالی سال 22ء کے لیے حکومتِ سندھ نے گندم کی امدادی قیمت 2200 روپے فی من (40 کلو گرام) کا اعلان کیا۔

[16] اناج اور دانے کی اپ ڈیٹ، رپورٹ نمبر پی کے 2021ء–0018، بتاریخ: 04 جنوری 2022ء۔ محکمۂ زراعت ریاستہائے متحدہ (یو ایس ڈی اے)

[17] ماخذ: کراپ رپورٹنگ سینٹر، حکومتِ سندھ۔

مشینری فراہم کی جارہی ہے جس سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔[18، 19] 22ء موسم ربیع کے لیے ٹماٹر کی پیداوار 622 ہزار ٹن مقرر کی گئی، جو گذشتہ برس کی 592 ہزار ٹن پیداوار کے مقابلے میں 5.1 فیصد زائد تھی جبکہ آلو کے لیے یافت کو بڑھا کر بلند پیداوار حاصل کرنے کا ہدف طے کیا گیا (**جدول 2.4**)۔

جدول 2.3: پنجاب اور سندھ میں گندم کی فصل کے لیے رقبے کے تخمینے

ہزار ہیکٹرز

پنجاب				سندھ			
ضلع	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء*	نمو	ضلع	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء*	نمو
بہاولپور	1,024.6	997.9	-2.6	سانگھڑ	110.9	112.7	1.6
ڈی جی خان	966.4	947.4	-2.0	نوشہرو فیروز	107.9	110.4	2.3
گوجرانوالہ	939.3	970.4	3.3	گھوٹکی	111.8	108.8	-2.7
فیصل آباد	785.9	728.4	-7.3	خیرپور	106.7	106.8	0.1
ملتان	758.4	737.7	-2.7	بینظیر آباد	92.5	90.3	-2.4
سرگودھا	735.7	714.7	-2.9	دادو	83.7	79.1	-5.5
راولپنڈی	630.9	603.4	-4.4	میرپور خاص	64.1	64.5	0.6
لاہور	517.6	520.0	0.5	شہداد کوٹ	55.9	56.1	0.4
ساہیوال	387.3	339.9	-12.2	دیگر	565.1	449.7	-20.4
پنجاب	**6,746.0**	**6,559.8**	**-2.8**	**سندھ**	**1,202.5**	**1,178.3**	**-2.0**

* ابتدائی تخمینے

ماخذ: کراپ رپورٹنگ سروسز، حکومتِ پنجاب اور حکومتِ سندھ

چھوٹی فصلیں

چھوٹی فصلوں میں، مالی سال 22ء کے موسم ربیع کے اہداف میں پیاز، چنے اور ٹماٹر کے رقبے اور پیداوار دونوں میں اضافے کا تصور شامل تھا۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کے موسم ربیع کے دوران 162 ہزار ہیکٹر کے رقبے پر پیاز کی فصل کا پیداواری ہدف 15 فیصد نمو کے ساتھ 2.4 ملین ٹن رکھا گیا۔ اسی طرح مالی سال آلو کے حوالے سے، پنجاب میں زیرِ کاشت رقبے کے ابتدائی تخمینوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 35.8 فیصد کا نمایاں اضافہ ظاہر کیا گیا۔[20] رقبے میں اضافے کی وجہ آلو کی بین الاقوامی طلب میں اضافے کو قرار دیا جاسکتا ہے جس سے کاشتکاروں کو فصل کے لیے زیادہ رقبہ مختص کرنے اور بہتر منافع کمانے کی ترغیب مل رہی ہے۔[21، 22] چونکہ آلو کی پیداوار میں صوبے کا حصہ 80 فیصد سے زائد ہے،

[18] ماخذ: 'حکومتِ پنجاب کاشت کاروں کو گندم کی کاشت کے لیے وسائل فراہم کرنے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کررہی ہے' پریس ریلیز بتاریخ 3-نومبر-2021ء۔ درج ذیل لنک پر دستیاب ہے جسے آخری بار 15 اپریل 2020ء کو دیکھا گیا تھا۔ (www.punjab.gov.pk/node/4646)

[19] سپارکو کے مطابق آبپاشی والے علاقوں میں گندم کی صورتِ حال بالعموم بروقت بوائی کے لیے بہتر ہوتی ہے تاہم تاخیر سے بوائی والے علاقوں میں اس کی نمو میں دباؤ دیکھا گیا ہے۔ (ماخذ: پاک ایس سی ایم ایس بلیٹن، جلد 12، شمارہ 02، سلسلہ نمبر 1134-فروری 2022ء)

[20] ماخذ: کراپ رپورٹنگ سینٹر، حکومتِ پنجاب

[21] مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران آلو کی برآمد میں (کوانٹم کے لحاظ سے) گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 13.4 فیصد نمو دیکھی گئی۔ مزید برآں، مالی سال 21ء کے دوران پاکستان نے 8.4 فیصد کی سال بسال نمو کے ساتھ 395.2 ملین کلو آلو برآمد کیے تھے جبکہ مالی سال 20ء کے دوران 364.8 ملین برآمد کیے گئے تھے۔ (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)

[22] سبزیوں اور دالوں کا منظر نامہ: نومبر 2021ء، اکنامک ریسرچ سروس، وی جی ایس 367، یو ایس ڈی اے

لہٰذا رواں سال ہدف سے زیادہ فصل کا امکان ہے، جس سے برآمد کے لیے فاضل مقدار باقی رہ جائے گی۔

شکل 2.5: مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران معمول* سے کم بارشیں

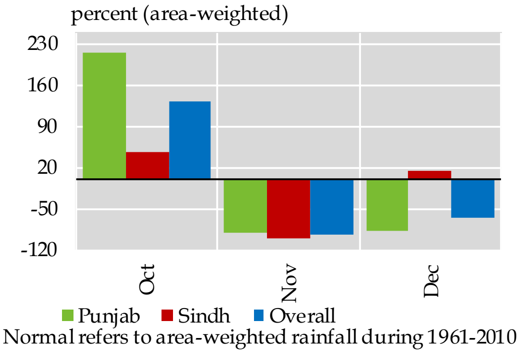

* Normal refers to area-weighted rainfall during 1961-2010 (base)

Source: Pakistan Meteorological Department

دریں اثنا، پنجاب میں چنے کی فصل کے رقبے میں گزشتہ برس کے مقابلے میں 6.6 فیصد کمی دیکھی گئی۔ چنے کے رقبے میں کمی پنجاب کے جنوبی حصے میں زیادہ نمایاں تھی، کیونکہ ان علاقوں کے کاشتکار آلو کی کاشت کی طرف منتقل ہوگئے۔

جدول 2.4: چھوٹی فصلیں (ربیع)

رقبہ ہزار ہیکٹرز میں؛ پیداوار ہزار ٹن میں؛ نمو فیصد میں

	مالی سال 21ء کی پیداوار		مالی سال 22ء کا ہدف		نمو	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
آلو	234.4	4,681	226.1	6,029	-3.5	28.8
پیاز	153.8	2,099.8	162	2,422	5.3	15.3
چنا	872.7	251.2	989	560	13.3	122.9
ٹماٹر	50.2	591.9	52	622	3.6	5.1

ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق؛ ایف سی اے، پی بی ایس

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی[23]

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) میں 7.5 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 1.5 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 2.5**)۔ یہ نمو رواں مالی سال کی پہلی ششماہی کی دونوں سہ ماہیوں میں واضح تھی۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی اور مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 22 میں سے 17 شعبوں میں مثبت نمو درج کی گئی، جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں 9 شعبوں اور مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 11 شعبوں میں نمو ہوئی تھی (**شکل 2.6**)۔ خاص طور پر، گاڑیوں کے شعبے اور ملبوسات کے شعبے (بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں ایک نیا اضافہ - باکس 2.2) کا حصہ سب سے نمایاں رہا۔

شکل 2.6: ایل ایس ایم میں مثبت اور منفی نمو کے شعبے

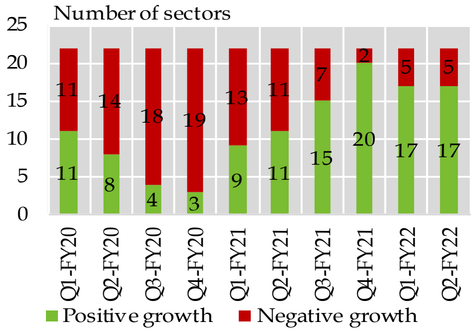

Source: PBS

زیرِ جائزہ مدت کے دوران اساسی اثر نے بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) کی نمو کو بھی بڑھا دیا، اگست 2020ء میں درج کی گئی 9.4 فیصد کی کمی کے مقابلے میں اگست 2021ء کے دوران 18.8 فیصد نمو درج کی گئی (**شکل 2.7**)۔[24] نتیجتاً، پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) کی نمو میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں نمایاں بحالی دکھائی دی۔ تاہم، پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں نمو معتدل رہی تھی۔

[23] اساسی سال 16-2015ء کے لیے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کا تجزیہ جنوری 2022ء تک کے عارضی کیو آئی ایم ڈیٹا پر مبنی ہے، جو پاکستان دفترِ شماریات نے اس وقت دستیاب اساسی سال 06-2005ء کے کیو آئی ایم ڈیٹا کے مطابق مارچ 2022ء میں جاری کیا تھا۔

[24] حوالے کے لیے، اگست 2020ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں تنزل کی بنیادی وجہ، بالخصوص کراچی کے صنعتی مرکز میں مون سون کی شدید بارشوں اور اس کے نتیجے میں آنے والے سیلاب، جیسے عوامل تھے۔

جدول 2.5: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں نمو

فیصد، سال بسال

	وزن	ش1		سہ1		سہ2	
		مالی سال21ء	مالی سال22ء	مالی سال21ء	مالی سال22ء	مالی سال21ء	مالی سال22ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	**78.4**	**1.5**	**7.5**	**-2.6**	**9.7**	**5.5**	**5.5**
جس میں سے							
ٹیکسٹائل	18.2	4.0	3.4	-1.9	6.5	10.1	0.6
غذا	10.7	48.0	1.3	46.8	3.0	48.7	0.3
کوئلہ اور پٹرولیم مصنوعات	6.7	3.9	0.7	1.5	6.1	6.3	-4.2
کیمیکلز	6.5	9.4	3.3	5.4	1.5	13.5	4.9
کیمیکل مصنوعات	2.5	12.6	16.9	11.8	17.8	13.3	16.2
کھادیں	3.9	7.6	-4.5	2.2	-7.3	13.6	-1.7
پہننے والے ملبوسات	6.1	-40.8	20.5	-44.8	20.3	-36.7	20.6
ادویات	5.2	11.1	-5.0	13.1	4.7	9.4	-13.9
غیر دھاتی معدنی مصنوعات	5.0	14.8	1.8	17.7	1.2	12.4	2.3
مشروبات	3.8	-4.2	4.5	-2.3	6.0	-6.7	2.3
لوہے اور فولاد کی مصنوعات	3.4	-12.1	18.4	-17.6	18.7	-6.5	18.1
گاڑیاں	3.1	3.4	69.4	-20.5	86.0	36.3	56.0
تمباکو	2.1	14.6	21.6	31.2	16.7	0.9	26.9
برقی آلات	2.0	-17.4	-2.6	-15.5	-3.7	-19.7	-1.2
کاغذ اور گتہ	1.6	-2.7	8.3	-2.2	11.3	-3.2	5.5
چرمی مصنوعات	1.2	-42.4	6.1	-44.5	13.5	-40.5	-0.1

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 2.7: اشیاسازی کا ماہانہ مقداری اشاریہ (کیو آئی ایم)

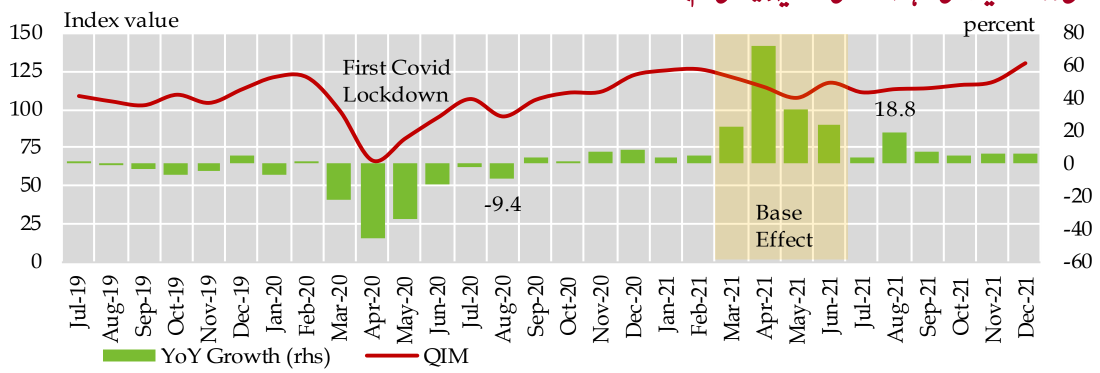

Source: Pakistan Bureau of Statistics

نمو آور پالیسیوں نے بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) کے مثبت محرکات کو فعال کیا۔ گاڑیوں کے شعبے نے معاون مالیاتی اور زری پالیسیوں سے استفادہ کیا۔ ان میں ٹیکس کی پست شرحوں اور سازگار زری پالیسی ماحول شامل تھا؛ بالخصوص مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مؤخر الذکر کا اطلاق کیا گیا۔ اسی طرح، ملبوسات کے شعبے نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں جیسے ٹرف اور ایل ٹی ایف ایف سے استفادہ کیا، جس کی عکاسی تیار ملبوسات کی بلند نمو اور برآمدات سے ہوئی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں تعمیراتی شعبے کو فراہم کردہ مراعات اور سرکاری شعبے کے بلند ترقیاتی اخراجات سے استفادے کے باعث فولاد کے شعبے کی پیداوار میں بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں بحالی آئی۔

باکس 2.2: اشیاسازی کے نواساس شدہ مقداری اشاریے کی توسیع شدہ کوریج اور اثر

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے مقداری اشاریے (کیو آئی ایم) میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں ہونے والی تبدیلیوں کو ماہانہ اور مجموعی بنیادوں پر ماپا جاتا ہے۔ پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) نے حال ہی میں اشیاسازی کی صنعتوں کی مردم شماری (سی ایم آئی) 16-2015 کا استعمال کرتے ہوئے کیو آئی ایم کو دوبارہ ترتیب دیا ہے۔ نواساس بندی کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ ساختی تبدیلیوں کو گرفت میں لیا جائے جو اشیاسازی کے شعبے میں ناگزیر طور پر رونما ہوتی ہیں، کیونکہ کچھ نئی قسم کی صنعتیں سامنے آتی ہیں اور کچھ سائز اور تقابلی اہمیت کے لحاظ سے سکڑ جاتی ہیں۔ قبل ازیں، کیو آئی ایم کا حساب کل 112 اشیا سے لگایا جارہا تھا جن کا مجموعی وزن 70.3 فیصد تھا، جو سی ایم آئی 06-2005ء سے اخذ کیا گیا تھا۔ نواساس بندی کے بعد اشیا کی کوریج کو 123 تک بڑھا دیا گیا ہے جبکہ اشاریے کا وزن بڑھ کر 78.4 فیصد ہو گیا ہے۔

جدول 2.2.1: نواساس شدہ کیو آئی ایم میں شامل اشیا

شے کا نام	پرانا وزن	نیا وزن	تبدیلی
	نئی اشیا		
ملبوسات	-	6.08	-
ٹیری ٹاولز اور باتھ روب	-	0.59	-
فرنیچر	-	0.51	-
فٹ بالز	-	0.32	-
	نئی اشیا (جلی حروف میں) کی شمولیت کے بعد تبدیل شدہ زمرے		
گندم اور **چاول کی پسائی**	1.01	3.66	2.65
چینی، **بیکری کی مصنوعات اور چاکلیٹ اور مٹھائیاں**	3.54	3.43	-0.12
جوس، سیرپ اور اسکواش اور **محفوظ شدہ دودھ**	0.20	2.21	2.01
سوفٹ ڈرنک اور **منرل واٹر**	0.90	1.63	0.73
بل دار کاغذ / گتے کے ڈبے کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات میں: شامل کیا گیا وزن	2.31	1.63	-0.69
برقی موٹریں (**بشمول انسولیٹڈ وائر اور کیبل**)	0.71	0.43	-0.28
کیڑے مار ادویات: وزن کھادوں میں تقسیم ہو گیا ہے		دستیاب نہیں	
موٹر گاڑیوں کے حصے اور لوازمات: وزن گاڑیوں میں تقسیم ہو گیا ہے		دستیاب نہیں	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کیو آئی ایم میں شامل نئی اشیا میں، قابل ذکر اضافہ گارمنٹس کے نئے زمرے میں ویئرنگ اپیرل کا ہے، جس کا وزن 6.08 فیصد ہے (**جدول 2.2.1**)۔ پی بی ایس نے ملبوسات / تیار ملبوسات، تولیے، فرنیچر، اور فٹ بالز کی برآمدی مقدار کو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار کے لیے بطور پراکسی استعمال کیا ہے۔[25] اس سے کیو آئی ایم کی نئی اساس کی نمو کو مزید نمائندہ بنانے کا موقع ملے گا۔ خاص طور پر ٹیکسٹائل جیسی صنعتوں کے لیے، 06-2005ء کی اساس (جو بڑی حد تک پست قدرِ اضافی کے زمرے کا احاطہ کرتی ہے) سے تخمینہ شدہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو بعض اوقات ٹیکسٹائل شعبے کی برآمدات، بالخصوص قدرِ اضافی کی حامل اشیا کی نمو سے متصادم رہی تھی۔ نو اساس شدہ کیو آئی ایم اس تضاد کو دور کرنے میں مدد کرے گی۔

نئے فریم کو استعمال کر کے کوریج کو بھی بہتر بنایا گیا ہے۔ سابقہ سی ایم آئی کا انعقاد شعبۂ افرادی قوت وصنعت کے فریم کا استعمال کرتے ہوئے کیا گیا تھا، جو کچھ زمروں کے لیے نامکمل تھا۔ اس کے برعکس، سی ایم آئی 16-2015ء کے لیے استعمال کیا گیا پاکستان دفترِ شماریات کا بزنس رجسٹر، جس سے کیو آئی ایم کے لیے حتمی اوزان حاصل کیے گئے، انتظامی ذرائع کی ایک وسیع ترصف پر مبنی ہے، جیسے سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی)، فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر)، ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ انسٹی ٹیوشن (ای او بی آئی)، پاکستان اسٹاک ایکسچینج (پی ایس ایکس)، اور صوبائی شعبۂ افرادی قوت وصنعت۔ نتیجتاً، سی ایم آئی 16-2015ء میں احاطہ کیے گئے اشیا ساز اداروں کی تعداد بڑھ کر 42578 ہوگئی، جبکہ 06-2005ء میں اس طرح کے 8680 اداروں کا احاطہ کیا گیا تھا– تقریباً پانچ گنا اضافہ۔ مزید یہ کہ اب کیو آئی ایم کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے بلوچستان کے ساتھ ساتھ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری (آئی سی ٹی) پر مبنی صنعتوں سے بھی کافی مقدار میں ڈیٹا اکٹھا کیا جائے گا، جیسا کہ کیو آئی ایم کے صوبہ وار نمونے کے ڈیزائن میں ظاہر ہوتا ہے۔ پاکستان دفترِ شماریات کا علاقائی دفتر راولپنڈی آئی سی ٹی سے ڈیٹا اکٹھا کرے گا، جبکہ صوبائی ادارہ شماریات، بلوچستان اور علاقائی دفتر کراچی پاکستان دفترِ شماریات بلوچستان سے ڈیٹا اکٹھا کرے گا۔

نئی اساس کا استعمال کرتے ہوئے، بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) کی شرح نمو گذشتہ 5 برسوں میں سے دو میں بلند تر ہے، یعنی مالی سال 18ء اور مالی سال 19ء (**شکل 2.2.1**)۔ تاہم، نئی اساس کا استعمال کرتے ہوئے مالی سال 21ء کے دوران نمو نسبتاً کم رہی۔ بلکہ، نو اساس بندی سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 20ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) میں کمی جو ابتدائی، سخت کووڈ لاک ڈاؤن کی وجہ سے شروع ہوئی– پہلے کے اندازے سے زیادہ تیز تھی۔ اسی طرح، مالی سال 21ء کے دوران بحالی ان تخمینوں کے مقابلے میں کچھ کم تھی جو پہلے پرانے کیو آئی ایم بیس کے ساتھ لگائے گئے تھے۔

شکل 2.2.1: سالانہ کیو آئی ایم کی شرحِ نمو

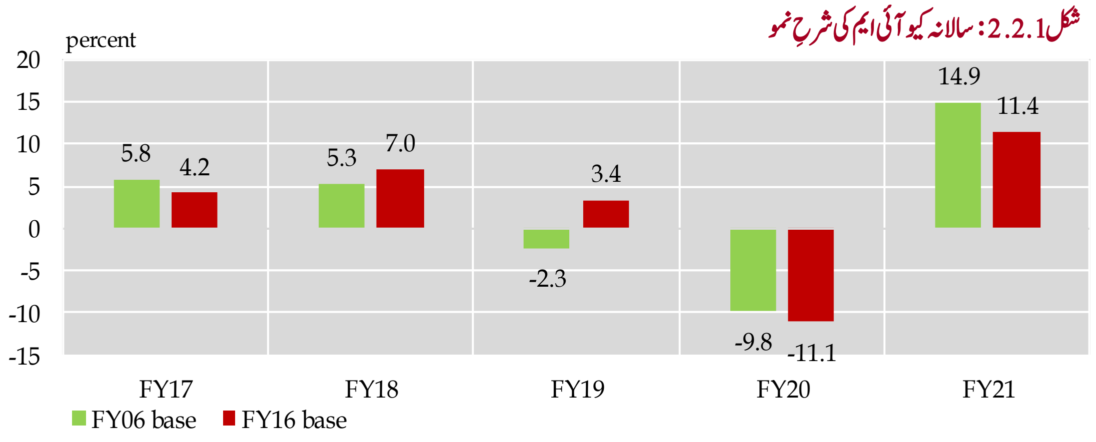

Source: PBS

25 دیگر اشیا، جن کا وزن موجودہ زمروں میں شامل کیا گیا ہے، ان میں بیکری کی مصنوعات اور چاکلیٹ اور چینی کی مٹھائیاں؛ چاول کی پسائی (rice milling)؛ منرل واٹر؛ خشک دودھ؛ غیر مسطح کاغذ / پیپر بورڈ کے ڈبے؛ کیڑے مار ادویات؛ موصل تار اور کیبل؛ اور موٹر گاڑیوں کے پرزے اور لوازمات شامل ہیں۔

مزید یہ کہ نو اساس بندی کا اثر موجودہ جائزہ مدت کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کارکردگی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ری بیسڈ انڈیکس میں متعارف کرائے گئے چار نئے زمروں – یعنی گارمنٹس، تولیے، فرنیچر، اور فٹ بالز – کو خارج کردیں تو بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو نمایاں طور پر تبدیل ہوجاتی ہے۔ خاص طور پر، بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں اس صورت میں سست روی کو ظاہر ہوتی ہے اور وہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 7.1 فیصد نمو سے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4.5 فیصد نمو کو ظاہر کرتی ہے(**شکل 2.2.2**)۔ درحقیقت، اکیلے ملبوسات کی ایک بھاری وزن والی شے تصویر کو نمایاں طور پر تبدیل کرتی ہے، یہ دیکھتے ہوئے کہ یہ ریڈی میڈ ملبوسات کی برآمدی مقدار سے منسلک ہے، جس میں دوادوار کے دوران تیزی سے تبدیلی دیکھنے میں آئی۔[26]

شکل 2.2.2: ایل ایس ایم کی نمو پر نئی اشیا کا اثر

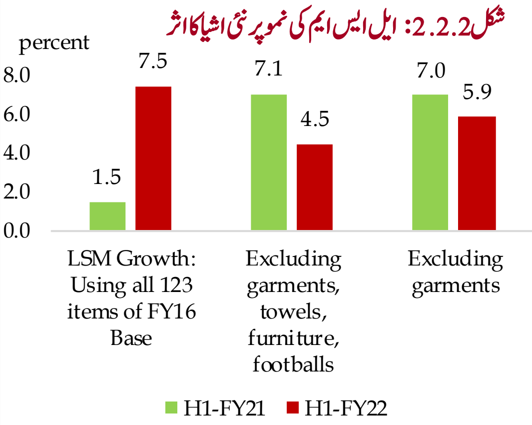

Source: PBS

گاڑیوں کی صنعت

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گاڑیوں کے شعبے میں 69.4 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.4 فیصد تھی۔ مالی سال 22ء کے بجٹ میں گاڑیوں کے شعبے کے لیے ٹیکس میں نرمی کے اقدامات، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے بیشتر حصے میں برقرار رکھی گئی سازگار زری پالیسی، معاشی سرگرمیوں میں وسیع تر اضافہ، کارکنوں کی ترسیلات زر، اور بہتر زرعی آمدنی مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران شعبے کی نمو کو بڑھانے والے بنیادی عوامل میں شامل تھے۔ خاص طور پر، بجٹ میں ٹیکس مراعات کے ضمن میں، حکومت نے 3000 سی سی تک کی گاڑیوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں 2.5 فیصد کمی کی، 1,000 سی سی تک کی گاڑیوں کے لیے جنرل سیلز ٹیکس کو 17.0 فیصد سے کم کرکے 12.5 فیصد کردیا، نیز مقامی طور پر تیار کردہ 850 سی سی یا اس سے کم کی کاروں کو ویلیو ایڈڈ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیے جانے کی اجازت بھی دی۔ مزید برآں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران سازگار زری پالیسی ماحول گاڑیوں کے قرضوں میں 45.5 ارب روپے کے بہاؤ کا موجب بنا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ قرضے 45.3 ارب روپے تھے۔[27]

گاڑیوں کے زمرے میں، کار اور جیپ کی پیداوار نے پالیسی تعاون کا مثبت رد عمل دیا۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کاروں اور جیپوں کی پیداوار میں 72.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.1 فیصد اضافہ ہوا تھا، نیز رواں مالی سال کی دونوں سہ ماہیوں کے دوران کاروں کی پیداوار میں نمایاں توسیع ہوئی (**جدول 2.6**)۔

مذکورہ بالا عوامل سے پیدا ہونے والی مثبت رفتار نے زیرِ جائزہ مدت کے دوران دیگر پالیسی اقدامات اور پیشرفتوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی رکاوٹوں کو ماند کردیا۔ خاص طور پر، اسٹیٹ بینک نے درآمدات کو روکنے کے لیے ستمبر 2021ء سے کار مالکاری پر پابندیاں متعارف کرائیں۔[28] ستمبر تا دسمبر 2021ء کے درمیان پالیسی کی شرح میں مجموعی طور پر 275 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا گیا، جس سے کار مالکاری کی لاگت میں بھی اضافہ ہوا۔ مزید برآں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران شرح مبادلہ میں 10.7 فیصد کمی واقع ہوگئی، جبکہ خام مال کی قیمتوں میں اضافے اور مال برداری کے اخراجات نے اشیاسازی کی لاگت کو بڑھادیا۔ ان پیش

26 کوانٹم کے لحاظ سے، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیار ملبوسات کی برآمدات میں 20.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 40.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔

27 قبل ازیں مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کی مالکاری میں تیزی دکھائی دی تھی، تاہم زری سختی اور محتاطیہ ضوابط میں ردوبدل کے نتیجے میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران یہ معتدل ہوگئی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3۔

28 تفصیلات کے لیے دیکھیے، اسٹیٹ بینک کی 23 ستمبر 2021ء کی پریس ریلیز بعنوان 'اسٹیٹ بینک نے درآمد اور طلب کی نمو کو معتدل رکھنے کے لیے صارفی قرضوں کے محتاطیہ ضوابط پر نظرِ ثانی کردی'۔

رفتوں نے زیرِ جائزہ مدت کے دوران گاڑی سازوں کے قیمتوں میں اضافے کے فیصلے میں کردار ادا کیا، جبکہ عالمی سیمی کنڈکٹر چپ کی کمی نے بھی مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کچھ ماڈلز کی تاخیر سے ترسیل میں اہم کردار ادا کیا۔

اسی مدت میں 6.4 ارب روپے تھا۔ آخراً، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پی ایس ڈی پی اخراجات میں 40.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 11.8 فیصد کمی ہوئی تھی، جس کے باعث بڑے پیمانے کے انفراسٹرکچر کے منصوبوں کی تعمیراتی سرگرمی میں اضافے کی توقع ہے۔

جدول 2.6: گاڑیوں کی پیداوار

گاڑیوں کی تعداد؛ سال بسال نمو فیصد میں

	مال سال21ء		مالی سال22ء		نمو مالی سال22ء	
	سہ1	سہ2	سہ1	سہ2	سہ1	سہ2
تمام کاریں	**27,574**	**34,467**	**51,752**	**55,490**	**87.7**	**61.0**
800 سی سی سے کم	5,789	10,612	15,792	19,645	172.8	85.1
800 سے 1000 سی سی تک	5,335	6,702	13,698	9,615	156.8	43.5
1000 سی سی سے زائد	16,450	17,153	22,262	26,230	35.3	52.9
جیپ/ایس یو ویز	**1,655**	**2,452**	**3,653**	**3,137**	**120.7**	**27.9**
ہلکی کمرشل گاڑیاں	3,708	5,090	6,790	7,426	83.1	45.9
ٹرک	769	788	1,516	1,271	97.1	61.3
بس	125	156	116	140	(7.2)	(10.3)
ٹریکٹر	11,258	12,129	12,533	14,412	11.3	18.8
2 اور 3 پہیے والی گاڑی	449,306	500,444	452,648	486,875	0.7	(2.7)

ماخذ: پاکستان آٹوموٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن

تاہم، گاڑیوں کی طلب اور پیداوار مضبوط رہی۔ یہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران الگ الگ پرزوں کی شکل میں (سی کے ڈی) اور نیم ساختہ شکل (ایس کے ڈی) گاڑیوں کی کٹس کی درآمدات میں اضافے سے ظاہر ہوا (**شکل 2.8**)۔

تعمیرات سے منسلک صنعت

تعمیرات سے منسلک شعبوں نے حکومت کے مراعاتی پیکیج کے ساتھ ساتھ میرا پاکستان میرا گھر اسکیم کے فروغ سے استفادہ جاری رکھا۔ اسٹیٹ بینک نے جولائی 2020ء میں بینکوں کو مکاناتی اور تعمیراتی قرضوں کے لازمی اہداف تفویض کرکے ان کاوشوں کی حوصلہ افزائی کی۔[29] نتیجتاً مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہاؤس بلڈنگ فنانس کا قرضہ بڑھ کر 40.2 ارب روپے ہوگیا، جو کہ گذشتہ برس کی

سیمنٹ

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کے شعبے کی پیداوار میں 1.8 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 14.8 فیصد تھا۔

اے پی سی ایم اے کے اعداد و شمار کے مطابق، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کی کل ترسیل میں 4.1 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 15.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ بنیادی طور پر مال برداری کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور افغانستان سے طلب میں کمی کے باعث رواں مدت کے دوران سیمنٹ کی برآمدی مقدار میں 32.5 فیصد کمی کی وجہ سے ہوا، جبکہ گذشتہ

[29] تفصیل کے لیے اسٹیٹ بینک کا آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 10 برائے 2020ء بتاریخ 15 جولائی 2020ء اور مذکورہ موضوع پر اس کے بعد والے سرکلر ملاحظہ فرمائیے۔

برس 14.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔[30]، [31] درحقیقت، مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی سے لے کر مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی تک مسلسل 7 سہ ماہیوں میں سیمنٹ کی ترسیلات کی مجموعی نمو میں مثبت حصے کے بعد، رواں مالی سال میں منفی برآمدات مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے بعد سب سے زیادہ تھیں (**شکل 2.9**)۔

شکل 2.8: گاڑیوں کی الگ الگ پرزوں کی شکل / نیم ساختہ شکل میں سہ ماہی درآمدات

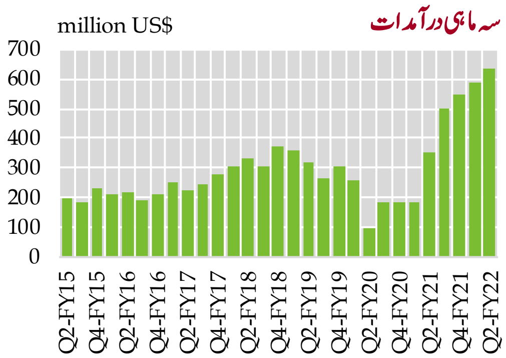

Source: PBS

دوسری طرف، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مقامی سیمنٹ کی ترسیلات میں صرف 1.9 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 15.9 فیصد تھا۔ اس زمرے میں، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران جنوبی خطے میں مقامی ترسیل میں 13 فیصد کمی ہوئی تھی جو موجودہ مدت کے دوران بڑھ کر 15.2 فیصد تک پہنچ گئی۔ اس بحالی کو ترقیاتی منصوبوں، جیسے کہ کراچی ٹرانسفارمیشن پلان (کے پی ٹی) کے لیے تعمیراتی سرگرمیوں سے مدد ملی۔[32]، [33] اس کے برعکس، ششماہی جائزے کی مدت کے دوران شمالی خطے کی ترسیلات میں 0.3 فیصد کمی دیکھی گئی جبکہ گذشتہ برس 20.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

مقامی ترسیلات میں سست روی کے جزوی اثر کے باعث سیمنٹ کی مقامی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہو گیا۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران شہری علاقوں میں 50 کلوگرام سیمنٹ کے تھیلے کی قیمت میں 21.3 فیصد اور دیہی علاقوں میں 25.8 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.1 فیصد اور 1.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔ کوئلہ جیسے خام مال کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں کمی نے سیمنٹ کی قیمتوں پر دباؤ بڑھا دیا۔

فولاد

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولاد کے شعبے میں 18.4 فیصد نمو دکھائی دی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 12.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔

فولاد کی پیداوار میں اضافہ طلب سے متعلق عوامل کا جزوی ردعمل ہے۔ چپٹے فولاد کی طلب کو گاڑیوں (جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے) اور ملکی آلات جیسے شعبوں کی مضبوط ترقی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ آلات میں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران فریج، ڈیپ فریزر، اور ایئرکنڈیشنرز کی تیاری میں بالترتیب 41.5 فیصد، 13.8 فیصد، اور 79.6 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 28.3 فیصد، منفی 8.7 فیصد، اور 32.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران چپٹے فولاد میں 8.8 فیصد نمو درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 26.2 فیصد کمی ہوئی تھی (**شکل 2.10**)۔

---

30 سیمنٹ کی برآمدات پر مال برداری کی شرحوں کے اثرات کو اس تناظر میں رکھنے کے لیے، بالٹک ڈرائی انڈیکس (ڈی بی آئی)- جو ڈرائی بلک کارگو جیسے بلک مال بردار جہازوں پر سیمنٹ کی نقل و حمل کی قیمت کا پتہ لگاتا ہے- نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران، 103.8 فیصد کا اضافہ درج کیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 19.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔ اس میں 7 اکتوبر 2021ء کی 5670 کی بلند ترین انڈیکس ویلیو بھی شامل ہے- جو ستمبر 2008ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ وسعت کے لحاظ سے، بلک فریٹ ریٹس میں اضافے کو بنیادی طور پر کووڈ19 کے ابتدائی دھچکوں اور لاک ڈاؤن کے بعد معیشتوں کے دوبارہ کھلنے سے منسوب کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے مئی 2020ء کے وسط میں ڈی بی آئی 393 پر کریش ہو گیا تھا۔

31 بالخصوص، مالی سال 22 کی پہلی ششماہی کے دوران افغانستان کو سیمنٹ کی برآمدات 54.1 فیصد کم ہو کر 543888 میٹرک ٹن رہ گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1185566 میٹرک ٹن تھی۔

32 کے ٹی پی بڑے پیمانے کے ترقیاتی منصوبوں پر مشتمل ہے جیسے کراچی سرکلر ریلوے اور گریٹر کراچی بلک واٹر سپلائی جو تین سال کی مدت میں تیار کی جائے گی، نیز ندیوں اور نالوں کی تیزی سے بحالی اور سڑکوں اور ایکسپریس ویز کی تیاری کے منصوبے کی تکمیل جون 2022ء تک طے کی گئی ہے۔ ماخذ: پلاننگ کمیشن، سالانہ منصوبہ 22-2021ء۔

33 نائی گج ڈیم، سندھ؛ ناؤلونگ ڈیم اور وندر ڈیم، بلوچستان؛ رائنی کینال، سندھ؛ اور جنوبی بلوچستان پیکج کے تحت منصوبے سالانہ منصوبہ 22-2021ء میں بیان کیے گئے جنوب میں پانی کے شعبے کے کچھ قابل ذکر ترقیاتی منصوبوں میں شامل ہیں۔

شکل 2.9: سیمنٹ کی ترسیلات کی نمو میں حصہ

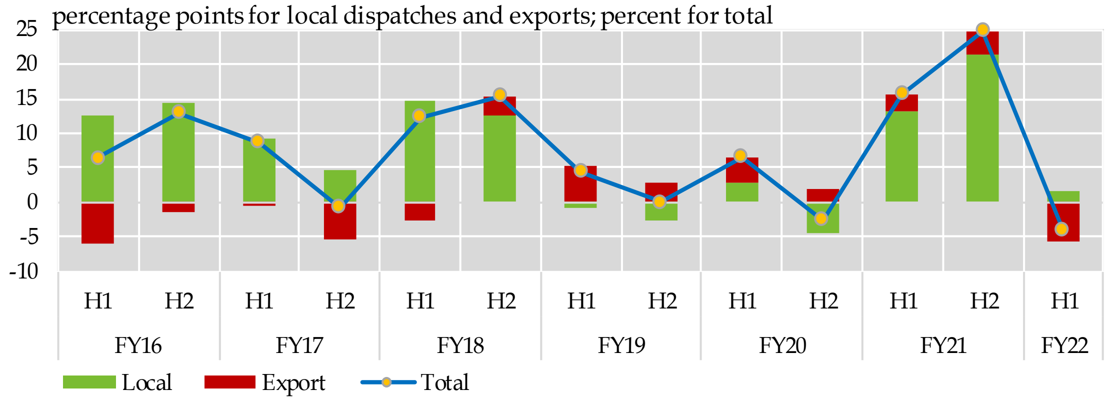

Source: APCMA

اسی اثنا میں، لمبے فولاد کی طلب بلند پی ایس ڈی پی اخراجات اور انفرا سٹرکچر بشمول ڈیم (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا) کی تیاری سے منسلک رہی۔ فولاد سازوں نے متوقع طلب کو پورا کرنے کے لیے خود کو تیار رکھا اور استعداد میں توسیع کا کام جاری رکھا۔[34] مزید بر آں، واقعاتی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے، درجہ بند فولاد سازوں نے حال ہی میں چھوٹی فرموں کے مقابلے میں کچھ مارکیٹ شیئر حاصل کیا جس کی وجہ مع دیگر وجوہات ان کی درجہ بندی بارز کی بلند تر مصنوعات کے طور پر برانڈنگ تھی۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں طویل فولاد کے زمرے میں 36.7 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 39.1 فیصد توسیع ہوئی تھی۔

کھاد کی صنعت

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کے شعبے میں 4.5 فیصد کی کمی درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 7.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

این ایف ڈی سی کے اعداد و شمار کے مطابق، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران یوریا کی پیداوار میں 5.0 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔ یوریا بنانے والے بڑے اداروں کے حوالے سے، یہ کمی بنیادی طور پر پلانٹ کی مرمت اور جدت کاری (اپ گریڈ) کے لیے عارضی تعطل سے پیدا ہوئی۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان کی پیداوار 2.8 ملین ٹن رہی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 2.9 ملین ٹن تھی (**شکل 2.11**)۔ دوسری طرف، گیس کی رسد میں خلل سے بالخصوص مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یوریا بنانے والے چھوٹے اداروں کی پیداوار متاثر ہوئی۔ اس سے ان کی پیداوار میں 12.6 فیصد کمی آئی، جو مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے 322158 ٹن سے گھٹ کر موجودہ مدت میں 281714 ٹن رہ گئی۔

شکل 2.10: پہلی ششماہی کے دوران فولاد کے شعبے میں نمو

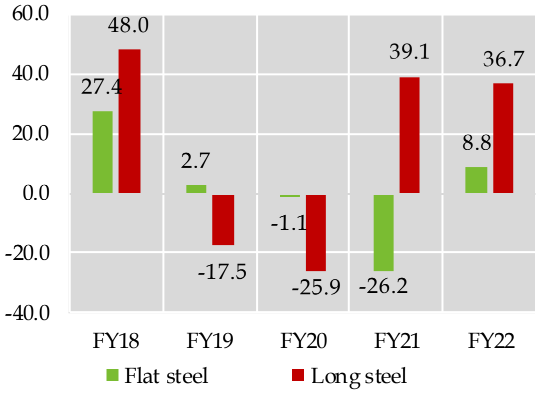

Source: PBS

[34] استعداد میں توسیع کے حوالے سے حالیہ پیش رفت میں آغا اسٹیلز مائیکرو مل ڈینیلی (ایم آئی ڈی اے) پلانٹ اور گرڈرری رولنگ مل کا مغل اسٹیل کا بی ایم آر شامل ہیں۔ ماخذ: 31 دسمبر 2021ء کو اختتام پذیر ہونے والی ششماہی مدت کے لیے کمپنی کی مالی رپورٹس۔

شکل 2.11: بڑے اور چھوٹے یونٹوں کی جانب سے یوریا کی پیداوار، پہلی ششماہی

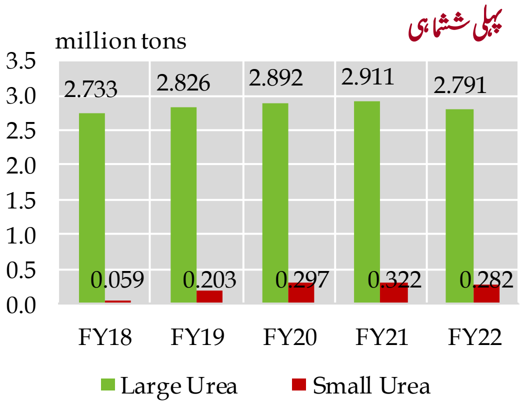

Source: National Fertilizer Development Centre

دریں اثناء، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران یوریا کے علاوہ دیگر کھادوں کی پیداوار میں 2.8 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 54.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔[35] اس ذیلی گروپ میں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے این پی (نائٹروفاسفیٹ) کھاد کی پیداوار میں معمولی کمی واقع ہوئی (**شکل 2.12**)۔

شکل 2.12: کھاد کی پیداوار (علاوہ یوریا)، پہلی ششماہی

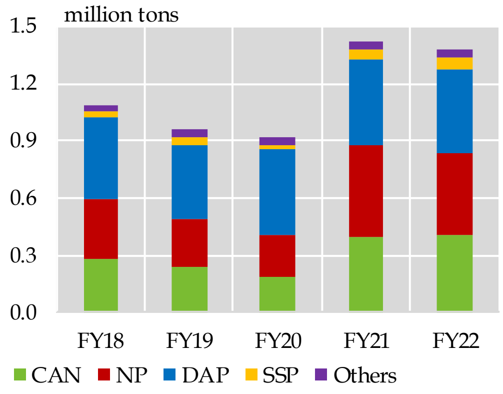

Source: NFDC

ملبوسات (wearing apparel)

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملبوسات کی تیاری میں 20.5 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں منفی 40.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مقدار کے ماہانہ اشاریے کی نو اساس بندی کے بعد یہ شعبہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کوریج میں ایک نیا اضافہ ہے۔

ملبوسات کی پیداوار میں نمایاں بہتری کی بنیادی وجہ پاکستان کے برآمدی مقامات کی مضبوط طلب ہے (ٹیکسٹائل برآمدات پر مزید بحث کے لیے دیکھیے **باب 5**)۔ خاص طور پر، قدر کے لحاظ سے، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملبوسات کی برآمدات میں 23.1 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

یہ پیش رفت ٹیکسٹائل کے شعبے میں جاری توسیع سے بھی ہم آہنگ ہے کیونکہ یہ صنعت مالی سال 22ء کے لیے اپنے 21 ارب ڈالر کے برآمدی ہدف کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات 436.4 ملین ڈالر ہو گئیں، جو ششماہی بنیاد پر تاریخ کی بلند سطح تھی۔[36] مزید برآں، ٹیکسٹائل فرموں نے بھی معین سرمایہ کاری کے لیے اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ (نجی شعبے کے قرضے پر مزید بحث کے لیے دیکھیے **باب 3**)۔

پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کے شعبے کی نمو کم ہو کر 0.7 فیصد رہ گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

اس کی بنیادی وجہ ملکی ریفائننگ کے لیے خام مال کی درآمد کے مقابلے میں بہتر پیٹرولیم مصنوعات کی زیادہ درآمد سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار 29

---

[35] یوریا کے علاوہ مقامی طور پر تیار کی جانے والی کھادوں میں ڈائمونیم فاسفیٹ (ڈی اے پی)، کیلشیم امونیم نائٹریٹ (سی اے این)، نائٹروفاسپیٹ (این پی)، سنگل سپر فاسفیٹ (ایس ایس پی)، اور این پی کے کھاد شامل ہیں۔

[36] حوالے کے لیے، آخری مرتبہ ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات نے ششماہی بنیادوں پر 400 ملین ڈالر کا ہندسہ عبور کیا تھا، جب مالی سال 06 کی پہلی ششماہی میں یہ 417.9 ملین ڈالر ہوئی تھیں۔

فیصد اضافے سے بڑھ کر 9.2 ملین میٹرک ٹن ہو گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 7.1 ملین میٹرک ٹن تھی (**شکل 2.13**)۔ اس کے ساتھ ہی، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں خام پیٹرولیم کی درآمدات بلحاظِ حجم میں 0.7 فیصد کی کمی واقع ہوگئی۔

شکل 2.13: پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار

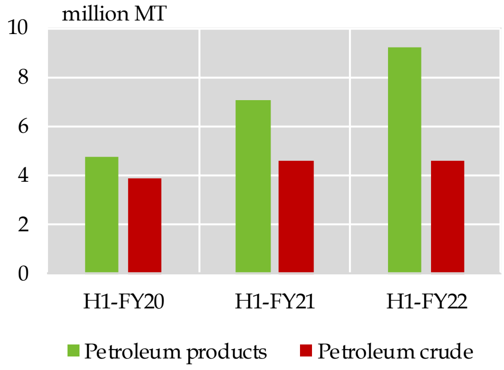

Source: PBS

ریفائنڈ (صاف شدہ) مصنوعات کی بڑھتی ہوئی درآمد کی وجہ استعداد کے مسائل ہیں۔ متعدد آئل ریفائنریز اب بھی مارکیٹ کی بدلتی ہوئی حرکیات اور ضوابطی اقدامات سے ہم آہنگی کی طرف گامزن ہیں جس کے لیے انہیں اپنے پلانٹس کو اپ گریڈ کرنے اور یورو-وی سے ہم آہنگ ایندھنوں کے مطابق پیداوار کو دوبارہ ترتیب دینے اور فرنس آئل سے احتراز کی ضرورت ہے۔[37]

مزید برآں، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران خاص طور پر آئی پی پیز کی جانب سے پست طلب کے باعث فرنس آئل کی پیداوار متاثر ہوئی۔ آئی پی پیز نے ریفائنریوں سے فرنس آئل خریدنے سے گریز کیا، جس کی وجہ سے اس کے ذخائر بہت زیادہ بڑھ گئے، اور کچھ ریفائنریوں نے ذخیرہ کرنے کی محدود گنجائش کے پیش نظر اپنے آپریشنز معطل کر دیے۔[38] نتیجتاً، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران فرنس آئل کی پیداوار میں 14.8 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 13.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔

شکل 2.14: غذائی شعبے کے منتخب اجزا کی نمو

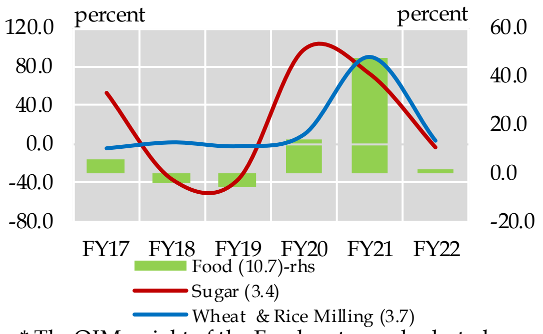

* The QIM weight of the Food sector and selected subsectors is given in parentheses

Source: PBS

ایک اور ممکنہ عامل یہ ہے کہ نظر ثانی شدہ چین پاکستان فری ٹریڈ ایگریمنٹ (سی پی ایف ٹی اے) کے تحت کسٹم ڈیوٹی سے استثنیٰ کے بعد چین سے پیٹرول کی درآمد او ایم سیز کے لیے منافع بخش بن گئی ہے۔ اس سے چین سے موٹر اسپرٹ کی درآمدات بلحاظِ حجم میں پانچ گنا سے زائد اضافے کی وضاحت میں بھی مدد ملے گی، جو مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 0.3 ملین میٹرک ٹن سے بڑھ کر مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.6 ملین میٹرک ٹن ہو گئی۔[39، 40]

37 پس منظر کے لیے، دیکھیے، اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 21ء میں باکس 2.1 (نہایت کم سلفر والے فیول (یو ایل ایس ایف) کی آمد اور گاڑیوں اور پیٹرولیم کی ملکی صنعتوں پر اس کے اثرات)۔

38 مثال کے طور پر، نومبر 2021ء سے بلند سلفر والے فرنس آئل کی مانگ میں کمی کی وجہ سے پاکستان ریفائنری لمیٹڈ (پی آر ایل) کو دسمبر 2021ء میں 16 دنوں کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔ ماخذ: پاکستان ریفائنری لمیٹڈ کی ششماہی رپورٹ برائے دسمبر 2021ء۔

39 چین سے موٹر اسپرٹ کی درآمدات کے حصے میں نمایاں اضافہ ہوا جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 33 فیصد ہو گیا جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 7 فیصد تھا۔

40 اس تیزی سے اضافے کے ساتھ کچھ واقعاتی شواہد جو کچھ متعلقہ فریقوں کے قابل اعتراض ٹرانسفر پرائسنگ یا اوور انوائسنگ میں ملوث ہونے کا امکان ظاہر کرتے تھے، کے باعث حکومت جنوری 2022ء میں پیٹرولیم کی درآمدات کے لیے سی پی ایف ٹی اے کے ممکنہ غلط استعمال کی تحقیقات شروع کرنے پر آمادہ ہو گئی۔

جدول 2.7: شعبۂ خدمات کے اظہاریے

	مالی سال 21ء			مالی سال 22ء		
	سہ1	سہ2	شش1	سہ1	سہ2	شش1
تھوک اور خردہ تجارت						
قرضوں کا شعبہ جاتی استعمال*– بہاؤ (ارب روپے)	17.7	12.5	30.2	21.5	33.9	55.4
درآمدات (ارب ڈالر)[الف]	11.3	13.2	24.5	18.7	22.1	40.8
نمو	*0.8*	*9.8*	*5.4*	*65.8*	*68.0*	*67.0*
بڑے پیمانے کی اشیا سازی (سال بسال نمو)	-2.6	5.5	1.5	9.7	5.6	7.5
زرعی قرضہ (اجرا–ارب روپے)	254.6	362.3	616.9	291.9	348.9	640.8
ایف ایم سی جی فروخت (سال بسال نمو)	22.7	18.0	20.3	21.0	18.8	19.9
ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری						
ٹرانسپورٹ شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	3.7	4.1	7.9	4.4	4.4	8.8
نمو	*7.9*	*10.2*	*9.1*	*17.0*	*6.0*	*11.2*
تجارتی گاڑیوں کی فروخت (یونٹ)	6,618	7,677	14,295	12,330	11,272	23,602
نمو	*32.4*	*18.3*	*24.4*	*86.3*	*46.8*	*65.1*
ٹیلی ڈینسٹی (فیصد)	79.6	82.3	82.3	86.2	87.1	87.1
براڈ بینڈ صارفین (ملین)	87.0	93.0	93.0	107.6	109.6*	109.6*
مالیات اور بیمہ کی سرگرمیاں**						
اثاثہ جات (ارب روپے)**	23,808	25,124	25,124	28,790	30,058	30,058
ڈپازٹس (ارب روپے)***	17,543	18,519	18,519	20,516	21,720	21,720
اثاثوں پر منافع (فیصد)	1.1	1.0	1.0	0.9	1.0	1.0
ایکویٹی پر منافع (فیصد)	14.8	13.8	13.8	13.7	14.1	14.1
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	68.7	49.6	118.3	68.7	72.7	141.4
متعدی شرح	9.9	9.2	9.2	8.8	7.9	7.9
عمومی سرکاری خدمات						
عمومی سرکاری اور دفاعی اخراجات****(ارب روپے)	313.4	368.6	682.0	351.2	379.2	730.4

*ڈیٹا برائے نومبر 2021ء ** صرف شعبۂ بینکاری *** آخر دسمبر 2021ء تک کے اسٹاک **** صرف وفاقی حکومت

ماخذ: بینک دولت پاکستان، [الف] پاکستان دفتر شماریات، آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل، پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچرز ایسوسی ایشن، پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، اور وزارت خزانہ

غذا

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران غذا کے شعبے میں 1.3 فیصد نمو ہوئی، جو کہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 48.0 فیصد تھی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے سروے میں رپورٹنگ یونٹس کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے، گندم اور چاول کی چھڑائی کرنے والے ذیلی شعبے میں نمو نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی غذائی شعبے کی نمو کو مہمیز دی تھی (**شکل 2.14**)۔ اس کے برعکس، موجودہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران یہ نمو زیادہ پست تھی۔

مزید برآں، چینی کے ذیلی شعبے میں– جو وزن کے لحاظ سے خوراک کے شعبے کا دوسرا سب سے بڑا جزو ہے– مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4.0 فیصد کی

کمی واقع ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 72.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ گذشتہ برس کے مقابلے میں زیرِ جائزہ مدت کے دوران گنے کی کچل کاری کے موسم کے نسبتاً تاخیر سے آغاز کو قرار دیا گیا۔

2.4 خدمات

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران شعبۂ خدمات کے اظہاریوں نے سرگرمیوں میں توسیع دکھائی (**جدول 2.7**)۔ درآمدات میں نمایاں اضافے اور اجناس کی پیداوار کے شعبے میں اچھی نمو تھوک اور خردہ تجارت پر مثبت اثر کی علامت ہے۔ دورانِ مدت اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے سے ٹرانسپورٹ کے شعبے کو بھی فائدہ ہوا۔ مزید برآں، شعبۂ بینکاری اور شعبۂ ابلاغ کے اظہاریے ان صنعتوں میں ترقی کا اشارہ دیتے ہیں۔

تھوک اور خردہ تجارت کے نیابتی اظہاریے اس شعبے میں ترقی کا پتا دیتے ہیں۔ اس کی وجہ مالی سال 22ء کے موسمِ خریف کے دوران فصلوں کے شعبے کی پیداوار میں بہتری تھی۔ مالی سال 22ء کے خریف کے دوران نفع آور فصلوں - چاول اور گنے - کی ریکارڈ پیداوار اور کپاس کی پیداوار میں اضافہ فصل کے شعبے میں مضبوط ترقی کی نشاندہی کرتا ہے۔ بنیادی طور پر گاڑیوں، فولاد اور ملبوسات کی صنعتوں کے باعث صنعتی شعبے میں، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی نمو مضبوط رہی۔ مزید برآں، دورانِ مدت نجی شعبے کے قرضوں کے بہاؤ میں تیزی آئی اور وہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 55.4 ارب روپے ہو گئے جبکہ گذشتہ برس یہ 30.2 ارب روپے تھے۔ دریں اثنا، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف ایم سی جی (عارضی صارفی مصنوعات کی) فرموں کی آمدنی میں اضافہ مضبوط رہا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف ایم سی جی فرموں کی فروخت میں 19.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 20.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔[41]

ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کے شعبے کے اظہاریوں سے بھی نمو میں اضافے کا پتا چلتا ہے۔ ٹرکوں اور ٹریکٹروں جیسی گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ گذشتہ برس کے مقابلے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمرشل سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ سڑکوں پر نقل و حمل کے لیے پیٹرولیم کی فروخت کی مقدار میں اضافے سے اس کا مزید ثبوت ملا، جس میں گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 11.2 فیصد اضافہ ہوا۔ اسی طرح، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہوابازی اور ریلوے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں بھی گذشتہ برس کے مقابلے بالترتیب 46.4 اور 9.4 فیصد اضافہ ہوا۔ ہوابازی کی صنعت کو ملکی توانائی کی فروخت میں اضافہ نجی شعبے کی ایئرلائنز میں زیادہ نمایاں تھا، جیسا کہ گذشتہ برس کی فروخت کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 74.9 فیصد اضافے سے واضح ہے۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اطلاعی اور ابلاغی شعبے میں سیلولر سروسز کی طلب مضبوط رہی۔ اسمارٹ لاک ڈاؤن، آن لائن تعلیم، اور ملک میں ای کامرس کے مسلسل اضافے کے تحت فاصلاتی ملازمت پر بڑھتے ہوئے انحصار کو اس کی وجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایمازون، ایک معروف عالمی ای کامرس فرم، کے فروخت کنندگان کی فہرست میں پاکستان کی شمولیت نے بھی ای کامرس صنعت کی مدد میں مثبت کردار ادا کیا ہے۔[42]، [43] ٹیلی کام صنعت کے اظہاریے، جیسے ٹیلی گنجائنیت اور سبسکرائبرز کی تعداد، بھی اس شعبے میں مثبت رجحانات کو نمایاں کرتی ہے۔ اس شعبے میں بڑھتی ہوئی سرگرمی کے مزید شواہد آئی سی ٹی برآمدات سے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں، جو گذشتہ برس کے ایک ارب ڈالر کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.3 ارب ڈالر تک بڑھ گئیں (**شکل 2.15**)۔ اس کی بیشتر وجہ تر سافٹ ویئر اور سافٹ ویئر کنسلٹنسی خدمات کی برآمد تھی۔

جدول 2.7 میں پیش کیے گئے مالیات اور بیمے کے شعبوں کی کارکردگی کے اظہاریوں سے صنعت میں نمو کا پتا چلتا ہے۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے

---

41 ملک میں 23 ایف ایم سی جی فرمز کے نمونے پر مبنی۔

42 ماخذ: وزارتِ کامرس

43 ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (ٹی ڈی اے پی) اور چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی (اسمیڈا) نے خواہش مند افراد اور کاروباری اداروں کو ایمزون پر فروخت کنندہ بننے کے لیے تربیتی کورسز کی پیشکش شروع کر دی۔

دوران مالی شعبے کا منافع 46.6 فیصد کے اضافے سے بڑھ کر 72.7 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ دورانِ مدت پست تموین / قرضہ منسوخی کے اخراجات اور غیر سودی آمدنی میں اضافے کے نتیجے میں منافع بڑھ گیا۔ اس کے علاوہ، متعدی شرح، جو پہلے کووڈ کے باعث ہونے والے مالی دباؤ کے درمیان بڑھ گئی تھی، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مسلسل کم ہوتی رہی۔

شکل 2.15: آئی سی ٹی بر آمدات

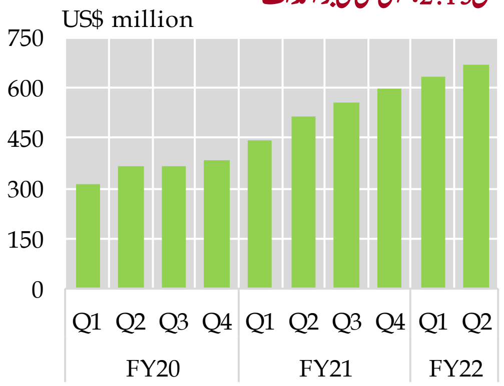

Source: SBP

زمین ڈاٹ کام کا رہائشی املاک کی قیمت کا اشاریہ بتاتا ہے کہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران حقیقی شعبے کی خدمات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران جائیداد کی اوسط قیمتوں میں اوسطاً 25.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 7.1 فیصد تھا۔ رہائشی املاک کی قیمتوں میں یہ اضافہ اس مدت کے دوران ہونے والی مجموعی مہنگائی سے زیادہ تھا (**شکل 2.16**)۔ رسد اور طلب دونوں پہلوؤں کے عوامل تھے جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ تاہم، حکومت کی جانب سے رئیل اسٹیٹ ڈویلپرز کو پیش کردہ مراعات نے تعمیراتی اشیا- جیسا کہ سیمنٹ، فولاد، ایلومینیم، سینیٹری ویئر وغیرہ، کی قیمتوں میں اضافے کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔ روپے کی قدر میں کمی اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ لاگت بڑھنے کے اہم عوامل تھے۔ تعمیراتی خام مال کی قیمتوں میں دسمبر 2021ء کے دوران سالانہ 11.4 فیصد سال بسال اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 3.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔[44]

شکل 2.16: رئیل اسٹیٹ کی قیمتوں میں اضافہ

Source: Zameen.com

اسٹیٹ بینک کی میرا پاکستان میرا گھر اسکیم کے تحت رہن تک رسائی میں اضافے اور مارک اپ کی نسبتاً پست شرحوں نے املاک کی طلب میں بھی مدد کی جس کے نتیجے میں قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔ اس کا اظہار ہاؤس بلڈنگ فنانس میں اضافے سے ہوتا ہے جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 40.2 ارب روپے تک پہنچ گیا، جو کہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.4 ارب روپے تھا۔

طلب کے لحاظ سے، مالی سال 21ء کے دوران بینک کے قرضے تک آسان رسائی، پست شرح سود (بالخصوص مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں)، صحت مند معاشی نمو اور ترسیلات زر کی بلند آمد رئیل اسٹیٹ کی ملکی طلب میں سرایت کر گئی۔ مزید برآں، رئیل اسٹیٹ صارفین اس شعبے میں سرمایہ کاری کو قدر کے ذخیرے اور بلند مہنگائی کے وقت متبادل سرمایہ کاری کے طور پر دیکھتے ہیں اور اس رجحان نے طلب میں اضافے میں بھی کردار ادا کیا ہوگا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گوگل کمیونٹی کی نقل و حرکت کے اظہاریے بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں خدمات کے شعبے میں نمو کا پتا دیتے ہیں۔ کریانہ اور فارمیسی اسٹورز، خردہ اور تفریح، ٹرانزٹ اسٹیشنز اور کام کی جگہوں کے دورے بڑھ گئے۔ پاکستان کی کارکردگی جنوبی ایشیا کی علاقائی اوسط سے نسبتاً بہتر

44 ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

تھی، اور یہ خدمات کے زمرے میں سرگرمی پیدا کرنے میں بھی مددگار ہوگی (**شکل 2.17**)۔

شکل 2.17: جنوبی ایشیا کی طرح پاکستان میں گوگل نقل و حرکت میں تبدیلیاں (30 دنوں کی اوسط حرکت)

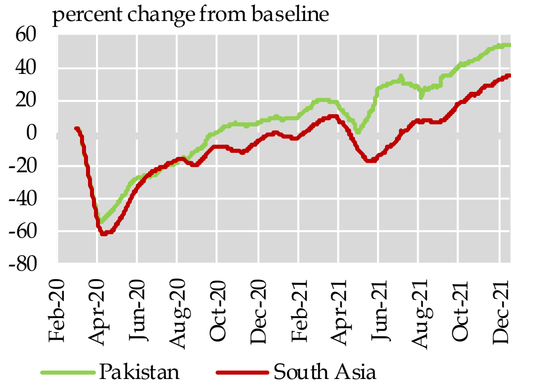

Source: Covid-19 Community Mobility Report

2.5 افرادی قوت کی منڈی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان میں افرادی قوت کی منڈی کے اظہاریے نمو کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس اضافے کے رجحان کا اندازہ صنعتی روزگار کے اعداد و شمار، اسٹیٹ بینک کے سروے، اور پاکستان دفترِ شماریات کی اجرت / فیس کے ڈیٹا کی بنیاد پر لگایا گیا تھا۔ صنعتی شعبے نے پنجاب اور سندھ دونوں میں پیداوار میں اضافے کے ساتھ مزید کارکنوں کی خدمات حاصل کیں۔ دریں اثنا، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار سروے (بی سی ایس) نے روزگار کی تخلیق کے حوالے سے جذبات میں نسبتاً بہتری کا اظہار کیا؛ تاہم، اس مدت کے دوران اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ صارف سروے میں ملازمت میں نمو کے حوالے سے تاثرات میں کمی دیکھی گئی۔ تعمیراتی شعبے کے مزدوروں کی اجرت اور خدمات کے شعبے میں مختلف پیشہ ور افراد کی طرف سے عائد کی جانے والی فیسیں نمو کی طرف اشارہ کرتی ہیں، تاہم اجرتوں اور عائد کردہ فیسوں میں نمو مختلف رہی۔

صنعتی روزگار

پنجاب اور سندھ کے صوبوں کے صنعتی روزگار کے اشاریے کی پیمائش کے مطابق، جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران روزگار میں 4.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 2.6 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.18**)۔ اس عرصے کے دوران سندھ میں نمایاں طور پر زیادہ ملازمتیں دی گئیں، جبکہ مجموعی نمو میں ادویات سازی کے شعبے کا اہم حصہ تھا۔ سوتی ٹیکسٹائل کی صنعت میں ملازمتوں کی نمو بھی قابلِ ذکر رہی، جس میں دونوں خطوں میں زیادہ کارکنوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔

شکل 2.18: پنجاب اور سندھ کا صنعتی روزگار اور ایل ایس ایم کا مشترکہ اشاریہ

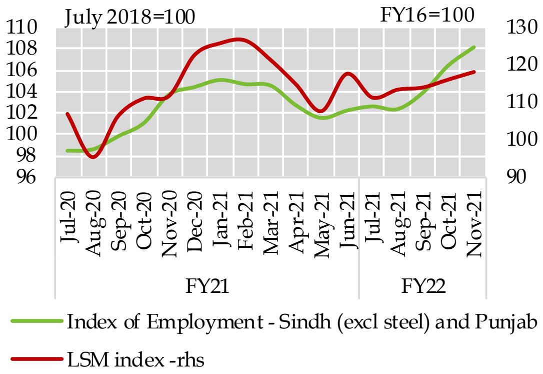

Source: Bureau of Statistics, Punjab, Bureau of Statisticcs Sindh and PBS

پنجاب

مجموعی طور پر، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں صنعتی شعبے کی جانب سے پنجاب میں زیادہ کارکنوں کی خدمات حاصل کی گئیں (**جدول 2.8**)۔ صنعتی پیداوار اور روزگار کے ماہانہ سروے کے ذریعے حاصل کیے گئے تخمینے کے مطابق جولائی تا نومبر کے دوران اس شعبے کے روزگار میں 1.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 1.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر برآمدی صنعتوں کی وجہ سے ہوا۔

دورانِ مدت ٹیکسٹائل اور گندم کی چھڑائی کرنے والی صنعت میں کارکنوں کی طلب مضبوط رہی، اگرچہ اس کی رفتار سست تھی۔ دوسری طرف مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران، چرمی جوتوں اور سیمنٹ میں ملازمتوں کی تخلیق میں تیزی سے

اضافہ ہوا۔ دریں اثنا، اگرچہ گنے کی فصل کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتر ہونے کا امکان ہے، تاہم اپ اسٹریم شوگر ملوں نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کم کارکنوں کی خدمات حاصل کیں۔

جدول 2.8: جولائی تا نومبر رکھے / نکالے گئے صنعتی کارکنوں کی اوسط تعداد

	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء
پنجاب	**4,290**	**4,423**
سوتی ٹیکسٹائل	2,150	1,434
گندم کی پسائی	1,282	1,265
شکر	5,267	-900
چرمی جوتے	-1,550	2,044
سیمنٹ	-607	447
دواسازی	264	19
گاڑیاں	1	5
سندھ*	**-955**	**13,152**
سوتی ٹیکسٹائل	-1,326	3,797
گندم کی پسائی	-1,621	3,732
شکر	728	92
چرمی جوتے	448	-2,493
سیمنٹ	411	9,791
دواسازی	796	-4,054

*ماسوائے فولاد کی صنعت

ماخذ: پنجاب دفتر شماریات، سندھ دفتر شماریات

ٹیکسٹائل صنعت کے کارکنوں میں اضافے سے اس شعبے کی پیداوار میں توسیع کی عکاسی ہوتی ہے جس میں جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران 4.3 فیصد نمو ہوئی تھی جبکہ گذشتہ برس 2.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مزید برآں، ملبوسات کی برآمدات اور اس کی پیداوار میں اضافے کا ڈاؤن اسٹریم ٹیکسٹائل اور جننگ کے شعبوں پر بھی مثبت اثر پڑا، جنھوں نے اس شعبے میں ملازمتوں کے مواقع بڑھانے میں بھی کردار ادا کیا ہے۔

جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران چمڑے کی صنعت میں روزگار میں تیزی سے بحالی آئی۔ جوتوں کے ذیلی زمرے میں تیزی قابل ذکر تھی کیونکہ ملازمین کی اوسط تعداد میں 2044 کارکنوں کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس ان میں 1550 کارکنوں کی کمی آئی تھی۔ یہ اضافہ جوتے کی پیداوار سے ہم آہنگ ہے جس میں جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران 19.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 43.5 فیصد کی کمی آئی تھی۔

مالی سال 22ء کے دوران صوبے میں چینی کی صنعت میں روزگار میں کمی کی وجہ چِپل کاری کے موسم کے تاخیر سے آغاز کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ سے ملوں نے کم موسمی کارکنوں کی خدمات حاصل کیں۔ یہ گذشتہ موسم کے برعکس تھا جب پنجاب حکومت نے شوگر ملوں کو چپل کاری شروع کرنے پر زور دینے کے لیے مہم چلائی جس نے اس مدت کے دوران ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہوگا۔

سندھ

سندھ میں صنعتی روزگار کے بارے میں تازہ ترین اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ فرموں نے جولائی تا نومبر مالی سال 22ء میں 11.9 فیصد زیادہ کارکنوں کو ملازمت پر رکھا جبکہ گذشتہ برس 0.6 فیصد ملازم برطرف کیے گئے تھے۔ اس نمو کا محرک زیادہ تر ادویات سازی کے شعبے سے آیا جس نے اپنی مصنوعات کی ملکی اور غیر ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے مزید عملے کی خدمات حاصل کیں (**جدول 2.8**)۔

پنجاب کی طرح سندھ میں بھی، جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران ٹیکسٹائل کے شعبے نے بھی روزگار میں اضافے میں حصہ لیا۔ دریں اثنا، جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران گاڑیوں اور سیمنٹ کی صنعت میں مزید کارکنوں کو فارغ کیا گیا۔ اول الذکر صورت میں، دو عوامل کارفرما ہوسکتے ہیں: پارٹس کو مقامیانے میں کمی، اور سیمی کنڈکٹر چپس کی قلت۔ سیمنٹ کے ضمن میں، غیر ملکی طلب میں کمی، مال برداری کی لاگت میں اضافہ اس کی جزوی وجہ تھی، جنوب میں سیمنٹ سازوں کی مسدود نمو، وجوہات تھیں جن کی وجہ سے صوبے میں ملازمت سے نکالا گیا۔

اسٹیٹ بینک کے اعتماد سروے

جنوری 2022ء میں کیے گئے اسٹیٹ بینک اعتمادِ کاروبار سروے کے نتائج ماضی اور مستقبل کے تاثرات میں رجائیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جبکہ اسٹیٹ بینک

شکل 2.19 الف: صنعتی شعبے کے لیے اعتمادِ کاروبار سروے کا ملازمین کا اشاریہ

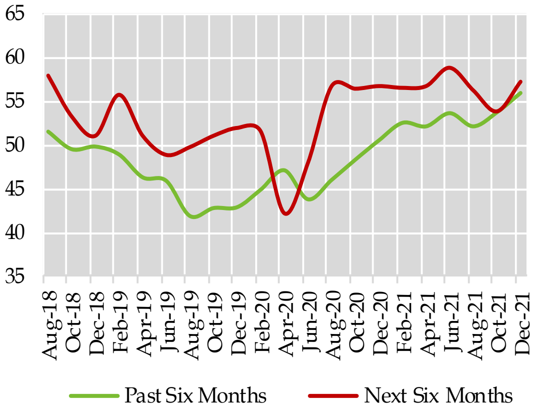

شکل 2.19ب: شعبۂ خدمات کے لیے اعتمادِ کاروبار سروے کا ملازمین کا اشاریہ

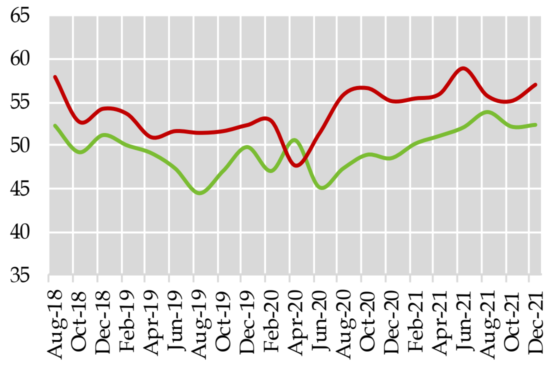

Source: State Bank of Pakistan

اعتمادِ صارف سروے کے نتائج نے ملکی افرادی قوت کی منڈی کے بارے میں ابتر ہوتی توقعات کا اشارہ دیا۔[45]

شکل 2.20: مستقبل کی بے روزگاری کا اشاریہ (اگلے چھ ماہ) – اسٹیٹ بینک کا صارفی اعتماد کا سروے

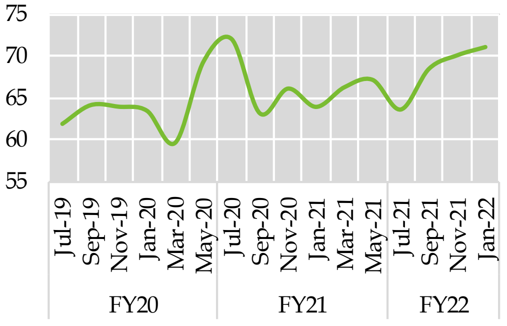

Source: SBP

جب ملک اپنی چوتھی کووڈ لہر سے گزر رہا تھا تو اگست 2021ء اور اکتوبر 2021ء کے دو ماہی اعتمادِ کاروبار سروے کے راؤنڈز میں ابتری کے مشاہدے کے بعد دسمبر 2021ء کے راؤنڈ میں ملکی افرادی قوت کی منڈی کے بارے میں مستقبل کی توقعات نمایاں طور پر بہتر ہوئیں (**شکل 2.19 الف** اور **ب**)۔ دریں اثنا، گذشتہ 6 مہینوں کے بارے میں تاثرات صرف اگست 2021ء میں خراب ہوئے، جبکہ اس کے بعد کے راؤنڈز میں کاروبار روزگار کی تخلیق کے حوالے سے پر امید تھے۔

اسٹیٹ بینک بی ایس سی کے شعبہ وار تجزیے کے لحاظ سے، اشیا سازی کے شعبے میں کاروباری خدمات کے شعبے سے زیادہ روزگار میں اضافے کے بارے میں زیادہ پر امید تھے۔ صنعتی شعبے کے لیے اعتمادِ کاروبار سروے کے راؤنڈز میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں جاب مارکیٹ کے بارے میں تاثرات بڑی حد تک رجائی رہے۔ تاہم، خدمات کے شعبے نے ملا جلا رجحان ظاہر کیا، کیونکہ روزگار کے بارے میں تاثرات کافی ماندرہے جیسا کہ گذشتہ 6 مہینوں کے ڈفیوژن انڈیکس سے اندازہ لگایا گیا ہے جبکہ کاروبار اگلے 6 مہینوں میں ملازمت کے نئے مواقع کے بارے میں زیادہ پر امید تھے۔

[45] اعتمادِ کاروبار سروے اور اعتمادِ صارف سروے کے نتائج ڈفیوژن انڈیکس (ڈی آئی) فارمیٹ میں پیش کیے گئے ہیں، جو 0 اور 100 کے درمیان ہوتے ہیں۔ ڈی آئی کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے: 50 سے کم ڈی آئی ظاہر کرتا ہے کہ کریڈٹ / فنڈز کی دستیابی / قرض لینے کی لاگت کے بارے میں منفی خیالات کے مقابلے میں مثبت خیالات کم ہیں؛ 50 کے برابر ڈی آئی ظاہر کرتا ہے کہ مثبت خیالات اور منفی خیالات برابر ہیں۔ اور 50 سے زائد ڈی آئی ظاہر کرتا ہے کہ منفی خیالات کے مقابلے میں مثبت خیالات زیادہ ہیں۔

شکل 2.21: اجرتوں کا اشاریہ

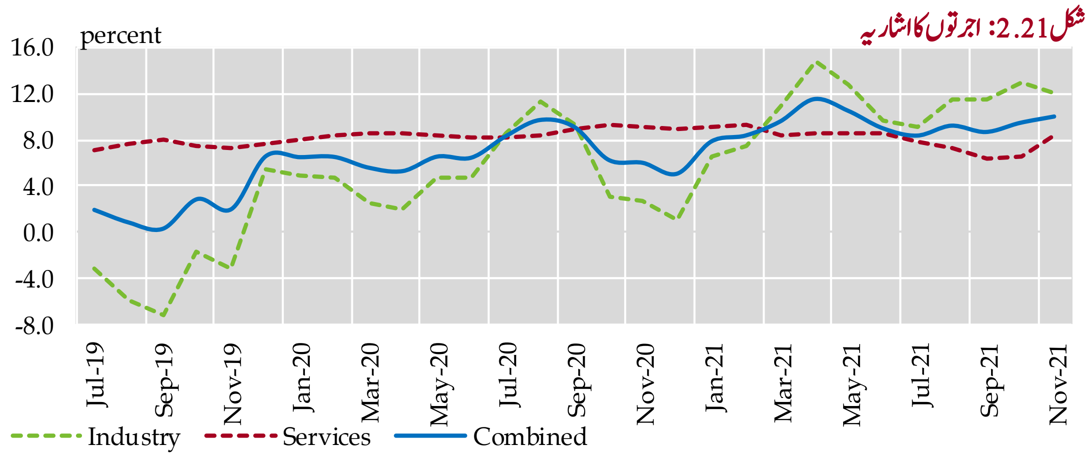

Source: Pakistan Bureau of Statistics, Bureau of Statistics -Punjab

دوسری طرف، صارفین کے ردِ عمل کا احاطہ کرتے ہوئے اعتمادِ صارف سروے کا نتیجہ جاب مارکیٹ کے امکانات کے بارے میں سازگار نہیں تھا (**شکل 2.20**)۔ صارفین ملک میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے بارے میں پر امید نہیں تھے کیونکہ مستقبل میں بے روزگاری کا اشاریہ مسلسل بڑھتا رہا۔[46]

اجرتیں

انڈیکس کے تخمینے کے مطابق، جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران ملکی اجرتوں میں بڑھتا ہوا رجحان دکھائی دیا۔[47] اوسطاً، گذشتہ برس کے 7.9 فیصد اضافے کے مقابلے میں جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کی مدت کے دوران مجموعی معاوضے میں 9.2 فیصد اضافہ ہوا (**شکل 2.21**)۔ تاہم، خدمات سے زیادہ صنعتی شعبے کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا۔ اگرچہ اجرتوں میں اضافہ بظاہر متاثر کن ہے، تاہم حقیقی اجرت کا تجزیہ بتاتا ہے کہ ملکی افرادی قوت کی قوتِ خرید میں گذشتہ 4 سالوں میں قدرے کمی آئی۔

جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران صنعتی شعبے کی اجرتوں میں 11.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 7.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ زیرِ جائزہ صنعتوں کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ نمو کا محرک چینی، کپاس، ادویات سازی اور سیمنٹ کی صنعتوں سے آیا، جب کہ خوردنی تیل، کھاد، تعمیرات اور سگریٹ کی صنعتوں میں نمو کم تھی (**شکل 2.22**)۔

---

46 مانکِو و غیر ہم (2003ء) کے مطابق، اقتصادی حالات کے بارے میں صارفین اور کاروباری توقعات کے درمیان انحراف کوئی نیا رجحان نہیں ہے اور یہ کلی معاشی حرکیات کی کلید ہو سکتا ہے۔ معلومات کے ایک ہی دستیاب مجموعے کے اشتراک کے باوجود، اقتصادی ایجنٹوں سے توقعات مختلف ہوتی ہیں؛ اختلاف کی مقدار بڑی اور وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ہو سکتی ہے، اور کچھ لوگ پرانی معلومات کی بنیاد پر توقعات قائم کرتے ہیں۔ (ماخذ: N.G. Mankiw, R. Reis and Justin Wolfers (2003). *Disagreement about inflation expectations.* NBER Chapters. NBER Macroeconomics Annual 2003, Volume 18, pages 209-270. Massachusetts, NBER.)

47 پاکستان میں اجرتوں کے ماہانہ تجزیے کے لیے، صنعت اور خدمات کے شعبے میں اجرتوں کے دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر ایک اظہاری نامیہ اجرت کی شرح کے اشاریے کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ صنعتی شعبے کے لیے، پنجاب کے لیے کچھ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبوں (کپاس، خوردنی تیل، سیمنٹ، کھاد، ادویات، چینی اور سگریٹ) میں اجرتوں کا ڈیٹا پنجاب میں صنعتی پیداوار اور روزگار کے ماہانہ سروے، دفتر شماریات واشاعت سے دستیاب تھا۔ تعمیراتی شعبے (جو صنعتی شعبے کا حصہ ہے) اور خدمات کے شعبے (درزی، ڈاکٹر کے کلینک کی فیس، دندان سازی کی خدمات، اسپتالوں کی خدمات، میکانکی خدمات، گھریلو ملازم، صفائی اور ڈھلائی، کوڑا اٹھانا، ذاتی آرائش کی خدمات) کی اجرت کے لیے پاکستان دفتر شماریات کے جاری کردہ ماہانہ پرائس سروے کا ڈیٹا استعمال کیا گیا۔ ان 17 ذیلی گروپوں کی اجرتوں کے لیے مالی سال 16ء کو اساسی سال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اجرت کا اشاریہ بنانے کے لیے استعمال کیا گیا، جو صارف اشاریہ قیمت کے لیے یکساں ہے۔ عام قیمت کی سطح کے لیے، ماہانہ تعدد پر دستیاب سب سے زیادہ جامع اشاریہ صارف اشاریہ قیمت ہے۔

خدمات کے شعبوں میں مختلف پیشوں کے لیے دستیاب اجرت کی شرح کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ جولائی تا نومبر مالی سال 22ء کے دوران نمو پست رہی۔ دورانِ مدت خدمات کے شعبے کے معاوضے کے اشاریے میں 7.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 8.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ڈاکٹروں، پرسنل گرومنگ کی خدمات اور درزیوں کی جانب سے وصول کی جانے والی فیس مکینکوں اور گھریلو ملازموں کی فیس سے زیادہ تھی (شکل 2.23)۔

شکل 2.22: صنعتی شعبے کی اجرتوں میں نمو

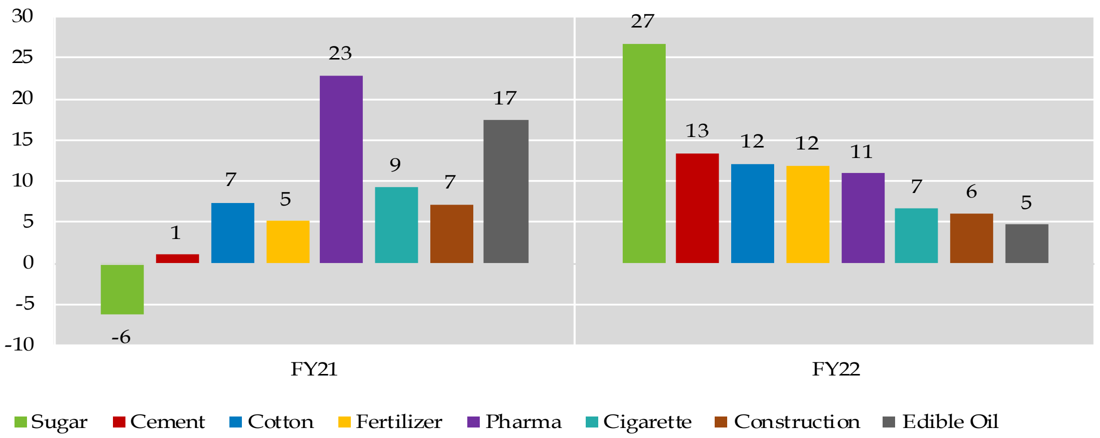

Source: Pakistan Bureau of Statistics, Bureau of Statistics -Punjab

شکل 2.23: شعبۂ خدمات کی اجرتوں میں نمو

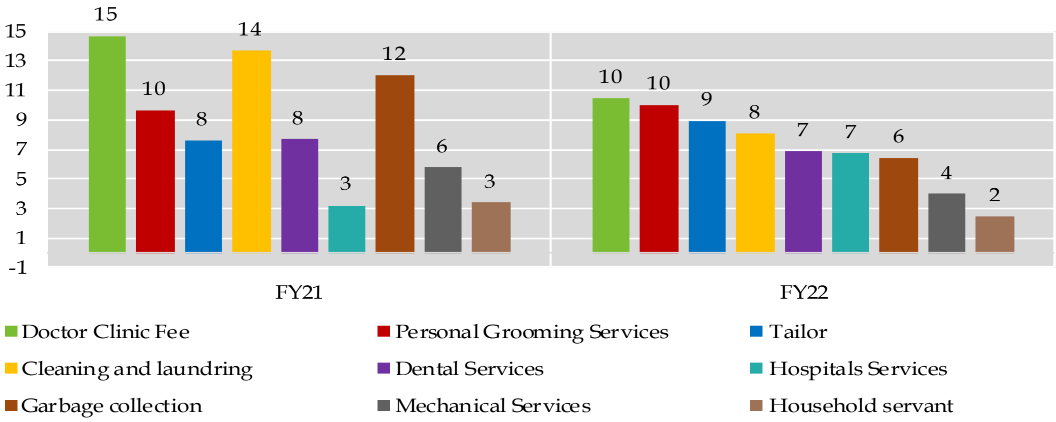

Source: Pakistan Bureau of Statistics

3 زری پالیسی اور مہنگائی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے بیشتر حصے کے دوران اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کی بنا پر بڑھتی ہوئی مہنگائی اور جاری کھاتے کے خسارے کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ کو مجموعی طور پر 275 بیس پوائنٹس بڑھا کر 9.75 فیصد کر دیا۔ زری توسیع پر قابو پانے کی خاطر، اسٹیٹ بینک نے کمرشل بینکوں کے لیے مطلوبہ نقدِ محفوظ کو 100 بی پی ایس تک بڑھا کر، صارفی مالکاری کے لیے ضوابطی نظام کو مزید سخت کرکے اور اضافی 114 اشیا کی درآمد پر کیش مارجن کے تقاضے عائد کرکے ہدفی اقدامات کیے۔ بینکاری نظام کے خالص مالی اثاثوں میں کمی کی وجہ سے زری رسد میں نمو، جو اگرچہ بلند سطح پر تھی، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران قدرے معتدل رہی۔ تاہم اس عرصے کے دوران نجی شعبے کو دیے گئے قرضے میں مضبوط اضافہ دکھائی دیا۔ اس کی بنیادی وجہ اجناس کی بلند قیمتیں تھیں جس کے باعث کچھ کاروباری شعبوں جیسے ٹیکسٹائل، لوہے اور فولاد کی قرض کی ضروریات بڑھ گئیں۔ علاوہ ازیں، پیداوار اور تجارتی سرگرمیوں میں اضافے اور اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالی اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹرف) نے بھی قرض کی طلب کو بڑھاوا دیا۔ اس اثنا میں، دوسری سہ ماہی میں شہری اور دیہی دونوں باسکٹوں میں قومی صارف اشاریہ قیمت کی رفتار بڑھنے سے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی بڑھ گئی۔ اگرچہ غذائی گروپ، خاص طور پر غیر تلف پذیر اشیائے خوردونوش، کا حصہ اہم رہا، تاہم مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران توانائی کی قیمتوں میں زبردست اضافے کے ساتھ ساتھ قوزی مہنگائی نے بھی مہنگائی کے دباؤ کو بڑھایا۔

3.1 پالیسی جائزہ

وبائی مرض کے بعد طلب میں اضافے کے باعث عالمی اجناس کی قیمتوں کے بڑھنے (super-cycle)، خاص طور پر پیٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے سے، ملکی مہنگائی کے تخمینے متاثر ہوئے اور مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ مزید بڑھ گیا۔ لہٰذا اس بڑھتے ہوئے دباؤ کے پیشِ نظر محتاط پالیسی اقدامات ناگزیر ہوگئے۔

شکل 3.1: مہنگائی کی تعددی تقسیم

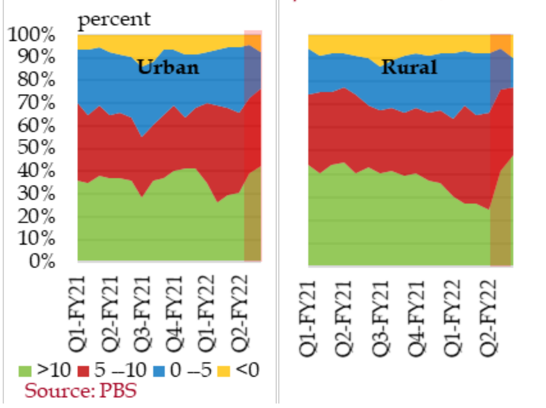

ادائیگیوں کے توازن کے حوالے سے، بین الاقوامی اجناس کی مسلسل بلند قیمتوں کے ساتھ ساتھ ملکی اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ جاری کھاتے کے خسارے کو بڑھاتا رہا۔ دوسری طرف، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران عمومی مہنگائی بڑھ کر 9.8 فیصد ہوگئی جو ایک سال قبل 8.6 فیصد تھی جس کا سبب زیادہ تر مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حجم اور پھیلاؤ (dispersion) دونوں اعتبار سے مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ تھا۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد دو ہندسی اشیا کی تعداد بڑھنے لگی (شکل 3.1)۔

علی الخصوص، جُزوار تجزیہ بتاتا ہے کہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مہنگائی نہ صرف سال بسال بنیادوں پر زیادہ تھی، بلکہ ماہ بماہ نتائج بھی سلسلہ وار بنیاد پر بلند رہے، جو مہنگائی کی نمایاں طور پر بڑھتی ہوئی رفتار کو ظاہر کرتا ہے۔ تین عوامل مہنگائی میں اضافے کی اہم وجہ تھے۔ اوّل، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ردعمل میں، سرکاری قیمتوں (پٹرول، بجلی اور ایل پی جی) میں اضافہ کیا گیا تھا؛ اس سے نہ صرف صارف اشاریہ قیمت کا توانائی کا جُز بڑھ گیا بلکہ اس نے ٹرانسپورٹ خدمات کے اخراجات میں بھی اضافہ کیا۔ بجلی کے نرخوں میں اضافہ حکومت کے گردشی قرضے کے انتظام کے منصوبے کے تحت ہونے والے اضافے

کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، اشیا کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کی وجہ سے درآمد شدہ خوردنی اشیا (جیسے خوردنی تیل، دالیں وغیرہ) کے ساتھ ساتھ صنعتی اشیا (جیسے دھاتیں، کپاس، کاغذ وغیرہ) پر مہنگائی کا دباؤ بڑھ گیا۔ دوم، قوزی مہنگائی، جو پہلے 6 تا 7 فیصد کی حد میں تھی، بڑھنا شروع ہوگئی، جس سے ملکی طلب کے دباؤ کی عکاسی ہوئی۔ آخراً، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اساسی اثر کے باعث مکان کے کرایوں میں نمایاں اضافہ ہوا، جس سے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں مکان کے کرایے 6.3 فیصد تک بڑھ گئے۔ مہنگائی کے وسیع البنیاد دباؤ کے ساتھ، مالی سال 22ء کے لیے مہنگائی کی پیش گوئی کی حد کو بھی 7 تا 9 فیصد سے بڑھا کر 9 تا 11 فیصد کر دیا گیا۔

شکل 3.2: اہم شرح ہائے سود کے رجحانات

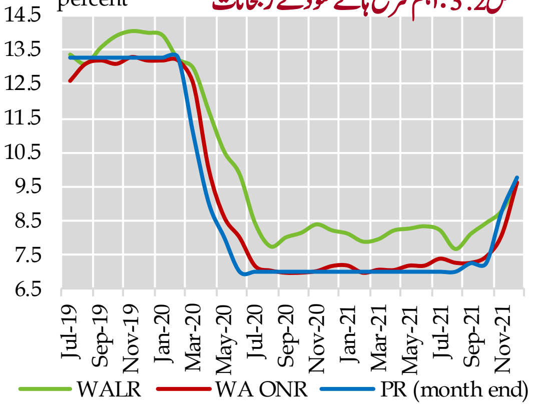

Source: State Bank of Pakistan

اسی طرح، زری پالیسی کے تناظر میں تشویش کا ایک اور اہم پہلو مضبوط برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلات زر کے باوجود جاری کھاتے کے خسارے میں کمی تھی۔ جاری کھاتے کے خسارے کے اعداد و شمار اکتوبر 2021ء اور نومبر 2021ء کی توقعات سے زائد تھے، جس کی بنیادی وجہ ملکی طلب میں اضافے کے ساتھ اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ تھا۔

دریں اثنا، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی معاشی سرگرمیوں کی تیزی برقرار رہی ۔ بجلی کی پیداوار، سیمنٹ کی ترسیل، ایف ایم سی جیز اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت سمیت بلند تعدد کے حامل طلب کے اظہاریوں نے مثبت نمو درج کی۔[1] اسی طرح، بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مزید نمو جاری رہی، جو اقتصادی سرگرمیوں میں جاری مثبت رفتار کی عکاس تھی۔[2] تاہم، جاری اقتصادی سرگرمی کے ساتھ ساتھ، حقیقی زر کی رسد کی نمو بلند سطح پر رہی، اگرچہ یہ گذشتہ برس کے مقابلے میں قدرے کم اور دوسری سہ ماہی میں تیزی سے گھٹ رہی تھی۔

ان پیشرفتوں، بالخصوص مہنگائی اور جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے کے خطرات میں توقع سے زیادہ تیز تبدیلی، کو مدنظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 275 بی پی ایس اضافہ کیا۔ ستمبر 2021ء میں 25 بیسس پوائنٹس اضافے کے ساتھ سختی کے دور کے آغاز کے بعد، نومبر 2021ء میں پالیسی ریٹ میں مزید 150 بی پی ایس اور دسمبر 2021ء میں 100 بی پی ایس کا اضافہ کیا گیا (**شکل 3.3**)۔ زری پالیسی کمیٹی کا خیال تھا کہ اس سے مہنگائی کے دباؤ کا مقابلہ کرتے ہوئے اور جاری کھاتے کی پائیداری کو یقینی بناتے ہوئے پائیدار اقتصادی ترقی حاصل ہوگی۔ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان نے ہی نہیں بلکہ بڑے مرکزی بینکوں نے بھی 2021ء کی دوسری ششماہی کے دوران زری پالیسی کو سخت کیا تاکہ مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھا جاسکے (**باکس 3.1**)۔ تاہم، پاکستان ان ممالک میں شامل تھا جنہوں نے مہنگائی اور اس کی توقعات کو محدود رکھنے کے لیے فوری طور پر زری پالیسی کی مطابقت کا انتخاب کیا۔ مزید برآں، نومبر کے اجلاس میں، زری پالیسی کی تشکیل کے عمل کو بین الاقوامی بہترین طریقوں کے مطابق مزید پیش بینی اور شفاف بنانے کی کوششوں کے سلسلے میں زری پالیسی کے جائزوں کی تعداد کو سال میں چھ سے بڑھا کر آٹھ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

---

[1] م س 22ء کی پہلی ششماہی میں فہرستی ایف ایم سی جیز کمپنیوں کی مجموعی فروخت میں 19.9 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 20.3 فیصد تھا۔ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 12.1 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ برس کی نمو سے 11.0 فیصد زائد ہے، جبکہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی فروخت گذشتہ برس کی ملکی فروخت کی کئی سالہ بلند سطح یعنی 24.1 ملین ٹن سے زائد رہی۔

[2] م س 22ء کی پہلی ششماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 7.4 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس ڈیڑھ فیصد تھا۔

شکل 3.3: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری

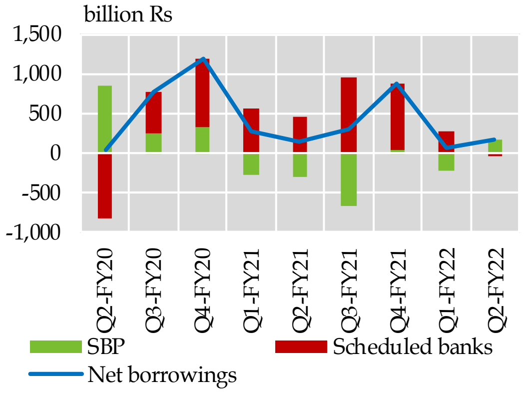

Source: State Bank of Pakistan

طلب کے ابھرتے ہوئے دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لیے پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں کے علاوہ کچھ دیگر خصوصی اقدامات بھی کیے گئے۔ اوّل، جدولی بینکوں کی طرف سے دو ہفتے کی مدت کے دوران برقرار رکھا جانے والا اوسط مطلوبہ نقدِ محفوظ 5 فیصد سے بڑھا کر 6 فیصد کیا گیا، اور یومیہ کم از کم مطلوبہ نقدِ محفوظ 3 فیصد سے 4 فیصد کر دیا گیا۔ دوم، صارفی مالکاری کے لیے محتاطیہ ضوابط کو سخت کیا گیا۔ سوم، اضافی 114 اشیا کی درآمد پر 100 فیصد کیش مارجن کی شرط عائد کی گئی، جس سے درآمدی نمو سست ہوئی اور اس طرح ادائیگیوں کے توازن کو سہارا ملا۔[3]

لہٰذا، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں اضافے سے بہ وزن اوسط شبینہ شرحوں کے ساتھ ساتھ قرض گاری کی بہ وزن اوسط شرحوں میں تقریباً اسی درجے کا اضافہ ہوا تاہم، اس کا اثر مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھا۔ نتیجتاً، پالیسی ریٹ اور نظرثانی شدہ محتاطیہ ضوابط دونوں کے جواب میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران صارفی مالکاری خاص طور پر گاڑیوں، ذاتی اور پائیدار صارفی اشیا کے گروپوں میں مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں 16.2 فیصد کمی آئی۔ تاہم، دورانِ سہ ماہی نجی شعبے کے مجموعی قرضے میں زبردست اضافہ ہوا جس کی بنیادی وجہ اجناس کی بلند قیمتوں کی وجہ سے جاری سرمائے کی طلب بڑھنا تھی۔ لاگت کے دباؤ کے علاوہ، ٹیکسٹائل جیسے کچھ شعبوں میں سرگرمی بڑھنے سے بھی جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافہ ہوا۔

باکس 3.1: ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں مہنگائی اور زری پالیسی ردِ عمل

گذشتہ چند مہینوں کے دوران پوری دنیا میں مہنگائی کا دباؤ متوقع رفتار سے زیادہ مستحکم ہوا ہے۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) میں 2020ء کے وسط سے مہنگائی میں وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا ہے، تاہم، جولائی 2021ء کے بعد سے یہ اضافہ تیز تر ہوا ہے (**شکل 3.1.1**)۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی کو بالعموم وبا سے متعلق طلب اور رسد کے فرق اور اجناس کی بلند قیمتوں، نیز گذشتہ برس کے مقابلے میں طلب بڑھنے سے منسوب کیا جاتا ہے۔[4] بعض معیشتوں میں، شرحِ مبادلہ میں کمی بھی درآمدی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا باعث بن گئی۔

مہنگائی میں اضافہ تمام ممالک میں نیز اجزا کے لحاظ سے بھی وسیع البنیاد رہا ہے۔ مثال کے طور پر تقریباً اسّی فیصد ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں، جن میں بیشتر یورپ اور وسطی

شکل 3.1.1: ای ایم ڈی ایز میں مہنگائی

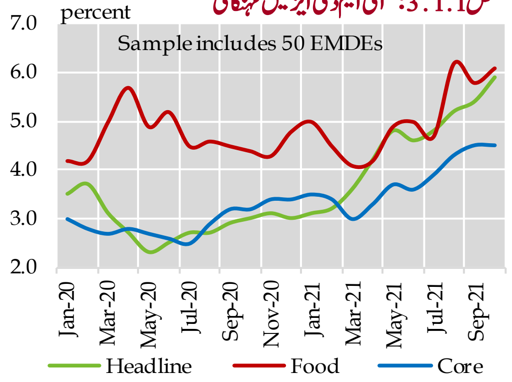

Source: World Bank

[3] محتاطیہ ضوابط میں تبدیلی سے درآمدی گاڑیوں کی مالکاری پر موثر قدغن لگی۔ ان کی وجہ سے ملک میں بننے والی/ اسمبل ہونے والی 1000 سی سی انجن استعداد سے زائد کی گاڑیوں اور صارفی مالکاری سہولتوں جیسے ذاتی قرضے اور کریڈٹ کارڈ کے لیے بھی ضوابط ہو گئے ہیں۔

[4] عالمی اقتصادی منظرنامہ، اکتوبر 2021ء، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ

ایشیا، لاطینی امریکہ اور کیریبین جزائر، اور صحرائے اعظم کے ذیلی افریقی ممالک ہیں، میں 2021ء میں مہنگائی بلند رہی۔ اجزا کے لحاظ سے، غذا، توانائی اور بنیادی گروپوں میں مہنگائی میں اضافہ ہوا (**شکل 3.1.1**)۔ زیرِ غور ملکوں میں خاص طور پر تقریباً ایک تہائی میں 2021ء کے دوران غذا میں دوہندسی مہنگائی دیکھی گئی۔[5]

مہنگائی کے دباؤ سے نمٹنے اور مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھنے کے لیے متعدد ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں نے حالیہ مہینوں کے دوران زری پالیسیوں کو سخت کیا ہے (**شکل 3.1.2**)، قبل ازیں وبائی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے معقول مالیاتی معاونت اور زری مہمیز انہیں فراہم کی گئی۔

شکل 3.1.2: ای ایم ڈی ایز میں پالیسی ریٹ

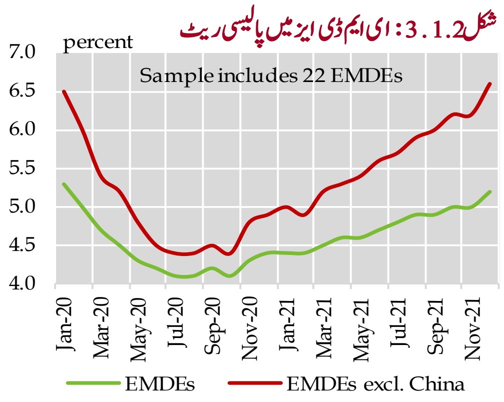

Source: World Bank

3.2 زری مجموعے

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرِ وسیع کی نمو سست ہو کر 4.3 فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.6 فیصد تھی۔ زری رسد میں تمام تر نمو بینکوں کے خالص ملکی اثاثے بڑھنے سے ہوئی، جس میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1274.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 584.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ دریں اثنا، اس اضافے کا کچھ حصہ بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں 227.5 ارب روپے کی سے زائل ہو گیا جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 578.8 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (**جدول 3.1**)۔

خالص ملکی اثاثوں میں بیشتر اضافہ نجی قرضے کے استعمال سے ہوا جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1043.1 ارب روپے تک پہنچ گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 343.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ خام مال کی بلند قیمتیں اور ملکی اقتصادی سرگرمیوں کی بلند سطح تھی۔ خالص ملکی اثاثوں کی توسیع میں اہم کردار ادا کرنے والے دیگر عوامل میں سرکاری شعبے کے اداروں کی جانب سے گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ قرض گیری اور اجناس کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں کی جانب سے قرضوں کی پست واپسی شامل ہے۔ مجموعی طور پر ان تمام عوامل نے بینکوں سے حکومتی میزانیہ قرض گیری میں کمی کے اثرات کو بخوبی زائل کر دیا جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں گر کر 246.8 ارب روپے رہ گئی جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یہ 437.3 ارب روپے تھی۔

دریں اثنا، مالی سال 22ء کی دو مسلسل سہ ماہیوں کے دوران بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی واقع ہوئی۔ رواں مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران خالص بیرونی اثاثوں میں مجموعی طور پر 227.5 ارب روپے کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 578.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ حالیہ تخفیف بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کی بنا پر ہوئی جن میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 219.6 ارب روپے کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 345.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ یہ بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کی بنا پر جاری کھاتے کے توازن میں ہونے والے بگاڑ کے اثرات کی عکاسی ہے۔ اسی طرح کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں بھی 8.0 ارب روپے کی معمولی کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 233.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

جہاں تک رسد کا تعلق ہے تو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیرِ گردش کرنسی میں 69.7 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 64.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا، نیز رواں سال پہلی ششماہی میں کمرشل بینکوں کے ڈپازٹس میں 959.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 1081.8 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ چنانچہ کرنسی اور ڈپازٹ کا تناسب 38.2 فیصد تک کم ہو گیا جو دسمبر 2018ء کے بعد پست ترین سطح ہے۔ ڈپازٹس میں اس نمو کو پہلی ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 275 بی پی ایس

[5] 'عالمی اقتصادی امکانات'، جنوری 2022ء، عالمی بینک۔

جدول 3.1: زری مجموعے[ع]

بہاؤ ارب روپے میں

	مالی سال 21ء			مالی سال 22ء		
	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی
زر 2 (الف+ب)	260.5	902.3	1,162.7	149.5	897.9	1,047.3
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	307.3	271.5	578.8	-32.8	-194.7	-227.5
ب۔ خالص ملکی اثاثے	-46.8	630.8	584.0	182.3	1,092.6	1,274.9
میزانی قرض گیری*	285.2	152.1	437.3	76.7	170.0	246.8
اسٹیٹ بینک	-281.9	-304.0	-585.9	-212.7	185.1	-27.6
جدولی بینک	567.1	456.0	1,023.2	289.5	-15.1	274.4
اجناسی کارروائیاں	-59.9	-19.4	-79.3	9.5	-24.1	-14.6
نجی شعبے کا قرضہ	-76.6	420.1	343.5	226.4	816.7	1,043.1
پی ایس ایز	-11.9	-17.4	-29.3	11.6	55.5	67.1
دیگر اجزا خالص	-184.7	91.7	-92.9	-141.5	70.8	-70.7
زرِ محفوظ	-149.0	160.8	11.7	-195.9	236.7	40.8
زیرِ گردش کرنسی	-40.4	104.9	64.5	111.6	-41.9	69.7
امانتیں	289.3	792.5	1,081.8	35.6	924.0	959.6

ع: عبوری

* یہ اعداد و شمار واجب الوصول بنیاد پر ہیں۔ یہ اعداد و شمار نقد میں بینک کاری سے میل نہیں کھاتے، جیسا کہ باب 4 میں جدول 4.1 میں پیش کیے گئے ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اضافے، اور ٹیکس دہندگان کی فہرست سے خارج افراد کے بینکاری لین دین پر ود ہولڈنگ ٹیکس ختم کرنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے جو یکم جولائی 2021ء سے لاگو ہوا۔ صارف کے ڈپازٹس کے اجزائے ترکیبی میں بھی اس کی عکاسی ہوئی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران صارفین کی نفع بخش امانتوں میں 861.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 603.4 ارب روپے تھا۔ دریں اثنا، غیر نفع بخش کھاتوں میں رقم رکھنے کی بڑھتی ہوئی موقع لاگت (opportunity cost) کے پیشِ نظر مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران صارفین کے غیر نفع بخش ڈپازٹس میں 222.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو گذشتہ برس 333.0 ارب روپے تھا۔

سرکاری قرض گیری

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں سے میزانیہ قرض گیری گر کر 247.0 ارب روپے رہ گئی جو گذشتہ برس اسی مدت میں 437.3 ارب روپے تھی۔ بینکوں سے اعانتِ میزانیہ میں سہ ماہی بنیادوں پر اس سست روی کے علاوہ رواں مالی سال پہلی سہ ماہی کے دوران قرض گیری نمایاں طور پر کم رہی۔ تاہم دوسری سہ ماہی کے دوران اس میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت معمولی سا اضافہ ہوا (**شکل 3.3**)۔ دورانِ سہ ماہی، حکومت نے مرکزی بینک سے 185.1 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ اس نے جدولی بینکوں کو 15.1 ارب روپے واپس کیے۔ مرکزی بینک سے قرضے میں اضافہ بنیادی طور پر آئی ایم ایف کے ایس ڈی آر اختصاص کے عوض حکومت کو قرض دینے سے ہوا۔[6] اس کے علاوہ، مالی سال

[6] م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومتِ پاکستان کو اسٹیٹ بینک نے 474.9 ارب روپے کا قرضہ دیا۔

22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مرکزی بینک کے پاس موجود حکومتی ڈپازٹس میں بھی کمی واقع ہوئی، جس نے اسٹیٹ بینک سے مجموعی قرض گیری کو بڑھادیا۔

شکل 3.3: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری

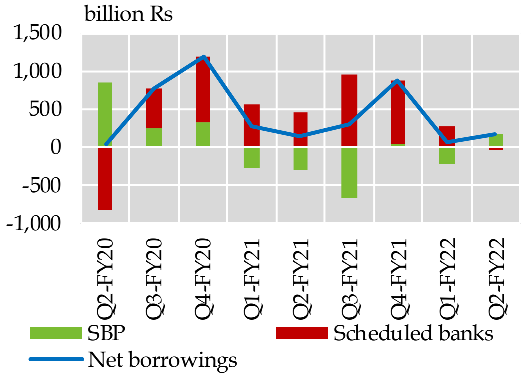

Source: State Bank of Pakistan

ابتدائی نیلامیاں

مالی سال کے آغاز ہی سے قلیل مدتی آلات میں مارکیٹ کی دلچسپی برقرار رہی۔ اس کی بنیادی وجہ شرحِ سود کے رجحان کی توقعات تھیں۔ شرح سود کے دورانیے کے معکوس ہونے سے قبل حکومت نے اولین بازار میں قاطع شرحوں میں اضافہ نہیں کیا تاکہ یافت کو کم رکھا جائے، جس کی وجہ سے ٹی بلز اور معینہ کوپن پی آئی بیز کے مجموعی اہداف پورے ہونے سے قدرے رہ گئے۔ مالی سال میں پہلی بار شرح سود میں اضافے کے بعد ستمبر 2021ء میں مارکیٹ کی یہ توقعات مزید مضبوط ہوئیں کہ شرح سود میں مزید اضافہ ہوگا۔

اس پس منظر میں، حکومت نے معینہ شرح والے بانڈز کے مقابلے میں رواں شرح والے پی آئی بیز کو عرصیت نکلنے کے بعد کی بنیاد پر زیادہ اہداف تفویض کیے، کیونکہ رواں شرح والے بانڈز متغیر منافع فراہم کرتے ہیں اور ان کی عرصیت وسط سے طویل مدت کی ہے۔ عرصیت نکلنے کے بعد کی بنیاد پر تقریباً 42 فیصد اہداف رواں شرح والے پی آئی بیز کو تفویض کیے گئے، جس کے بعد تقریباً 26 فیصد اجارہ صکوک کو دیے گئے۔

ٹی بلز کے ضمن میں، مارکیٹ نے سہ ماہی وثیقوں میں سرمایہ کاری میں دلچسپی ظاہر کی۔ سہ ماہی ٹی بلز کے لیے پیشکش اور ہدف کا باہمی تناسب دوگنا تھا جبکہ ششماہی اور 12 ماہی دونوں بلز کے لیے یہ تناسب 0.9 گنا رہا۔ حکومت نے بڑھتی ہوئی قاطع شرح سود بڑھانے اور خاکۂ عرصیت مستحکم بنانے کے درمیان توازن کی خاطر دیگر زیرو کوپن بانڈز کے مقابلے میں سہ ماہی بلوں کے لیے (عرصیت نکلنے کے بعد) بلند ترین قبولیت ظاہر کی (**شکل 3.4**)۔

شکل: 3.4: مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹی بلز کا خاکۂ نیلامی

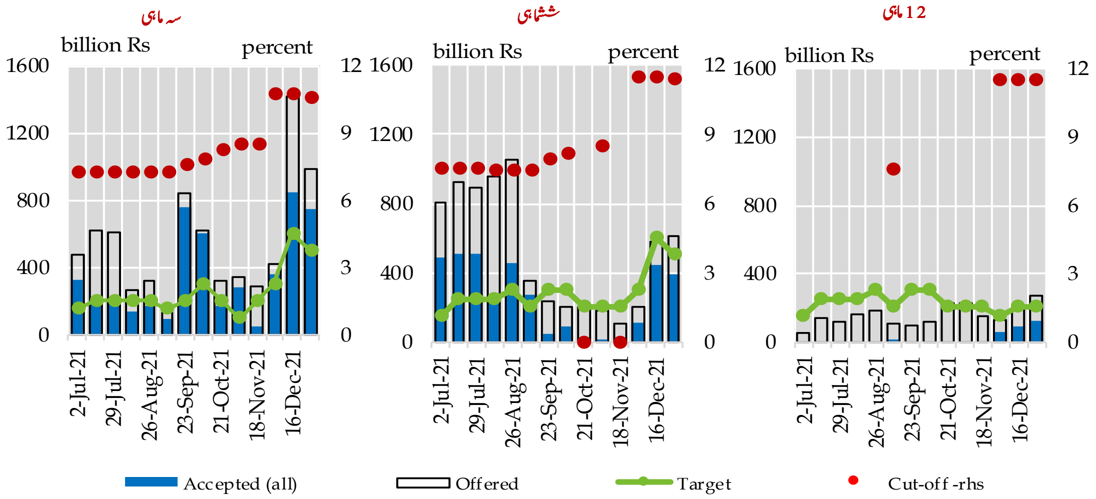

ثانوی بازار میں، طویل مدتی یافتوں کے مقابلے میں قلیل مدتی یافتوں میں زیادہ تیزی سے اضافہ ہوا، جس سے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ مستقبل قریب میں شرح سود بڑھنے کی توقعات زیادہ تھیں۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں 250 بی پی ایس اضافے کے رد عمل میں، سہ ماہی یافتوں میں 276 بی پی ایس اضافہ ہوا، جبکہ ششماہی یافت 331 بی پی ایس بڑھی۔ جبکہ، خطِ یافت کے انتہائی سرے پر 3 سالہ، 5 سالہ اور 10 سالہ بانڈز کی یافتوں میں ہونے والا اضافہ بالترتیب 170 بی پی ایس، 151 بی پی ایس اور 117 بی پی ایس تھا (**شکل 3.5**)۔

شکل 3.5: ثانوی بازار کی یافتیں

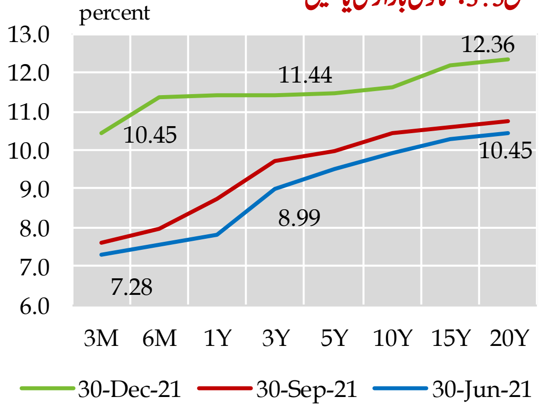

Source: Financial Market Association of Pakistan

خطِ یافت کی افقیت کے ساتھ حکومت نے بھی معینہ شرح والے پی آئی بیز کی ہدف سے قریب منظوری دی۔ اگرچہ فی الحال شرحیں بلند سطح پر ہیں جس سے حکومت کی قرض گیری کی لاگت میں اضافہ ہوگا، تاہم حکومت کو خاکۂ عرصیت برقرار رکھنے اور ریاستی بانڈز کے واجب الادا اسٹاک کو متنوع بنانے میں بھی مدد ملے گی۔ 5 سالہ بانڈز کے معاملے میں قبولیت اہداف سے دوگنی سے بھی زائد رہی۔ حکومت نے مجموعی طور پر 300.0 ارب روپے ہدف کے مقابلے میں معینہ کوپن والے پی آئی بیز کے 287.6 ارب روپے قبول کیے۔

رواں شرح والے بانڈز پر سرمایہ کاری کو، بڑھتی ہوئی شرح سود کے منظر نامے نے مزید سازگار بنا دیا۔ 2 سالہ سہ ماہی کوپن رواں شرح والا بانڈ اپنے زمرے میں سب سے زیادہ پسندیدہ رہا۔ قبولیتیں قبل از نیلامی ہدف سے زائد تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رواں شرح والے 2 سالہ پی آئی بی میں صرف 14 دن دورانیے کا خطرہ ہوتا ہے، یہ اولین بازار میں دستیاب سب سے کم دورانیے کا بانڈ ہے۔[7]

3.2: نیلامی کا خاکہ

ارب روپے

	ہدف	عرصیت	پیشکش*	قبول شدہ
ٹریژری بلز	**5,950.0**	**5,702.8**	**7,821.3**	**4,375.4**
سہ ماہی	2,200.0	2,148.1	4,400.4	3,059.8
ششماہی	2,300.0	3,467.1	2,088.9	1,042.3
12 ماہی	1,450.0	87.6	1,332.1	273.3
پاکستان سرمایہ کاری بانڈز				
معین شرح	**300.0**	**54.8**	**990.1**	**287.6**
3 سالہ	90.0		281.6	64.9
5 سالہ	75.0	54.8	366.9	167.0
10 سالہ	60.0		331.4	55.7
15 سالہ	45.0		5.2	0.0
20 سالہ	15.0		5.0	0.0
30 سالہ	15.0		0.0	0.0
رواں شرح	**650.0**	**-**	**1,004.5**	**606.2**
2 سالہ–سہ ماہی	175.0		575.2	459.9
3 سالہ–سہ ماہی	175.0		281.5	146.3
5 سالہ–نیم ششماہی	175.0		104.6	0.0
10 سالہ–ششماہی	125.0		43.2	0.0
اجارہ صکوک	400.0	-	794.6	587.9
جی آئی ایس–وی آر آر	300.0		586.4	507.2
جی آئی ایس–ایف آر آر	100.0		208.1	80.7

*صرف مسابقتی بولیاں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[7] دوسالہ رواں شرح پی آئی بی کوپن کی سہ ماہی وار ادائیگی کی جاتی ہے؛ تاہم، اس کا اجرائے ثانی پندرہ یوم کی بنیاد پر ہوتا ہے جس سے اس کی مدت سہ ماہی ٹی بل سے پست ہو جاتی ہے، جس کی عرصیت کی تکمیل 84 ایام میں ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں، حکومت نے صکوک کی نیلامی بھی دوبارہ شروع کی جو جنوری 2021ء سے معطل تھی۔ روایتی وثیقہ جات میں دیکھے گئے رجحان کی طرح، یہاں بھی مارکیٹ کی دلچسپی متغیر رینٹل شرح والے صکوک (جی آئی ایس-وی آر آر) پر مرکوز رہی۔ حکومت نے مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں 300.0 ارب روپے ہدف کے مقابلے میں مجموعی طور پر 507.2 ارب روپے کے جی آئی ایس-وی آر آر کا اجرا کیا۔ اس کے برعکس، معینہ رینٹل شرح والے صکوک کی قبولیت 100.0 ارب روپے ہدف کے مقابلے میں 80.7 ارب روپے رہی (**جدول 3.2**)۔

شکل 3.6: شبینہ ریپو مارکیٹ

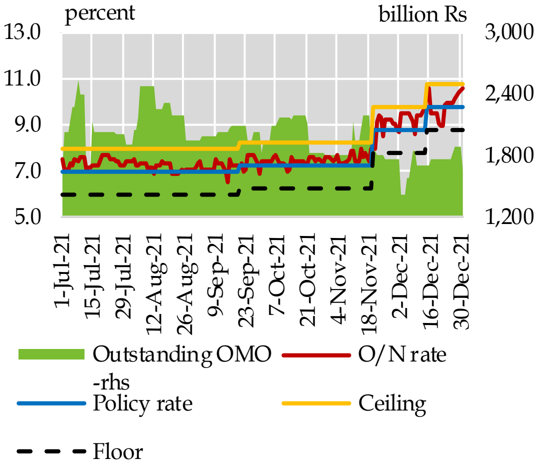

Source: State Bank of Pakistan

بین البینک سیالیت

مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی میں بازارِ زر میں سیالیت کے دباؤ کی علامات دکھائی دیں جو اکتوبر 2021ء تک برقرار رہیں۔[8] نومبر 2021ء کے بعد جب ڈپازٹ جمع ہونے کا سلسلہ تیز ہوا اور حکومت کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری بھی پست رہی تو مارکیٹ کا بازارِ زر کے سودوں کے ادخال پر انحصار ختم ہونا شروع ہو گیا۔ دوسری طرف، نجی قرضوں کا بلند استعمال اور مطلوبہ نقدِ محفوظ میں اضافے نے نظام میں سیالیت کی اس آمد کا اثر جزوی طور پر زائل کر دیا۔ بازارِ زر کے سودوں کے سہ ماہی ادخال مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں اوسطاً کم ہو کر 1875.0 ارب روپے رہ گئے جو گزشتہ سہ ماہی میں 2092.4 ارب روپے تھے (**شکل 3.6**)۔

جہاں تک تغیر پذیری کا تعلق ہے تو مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران شبینہ بازارِ زر میں بلند تغیر پذیری آئی۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران شبینہ شرحوں کا پالیسی ریٹ سے اوسط مطلق انحراف 38 بی پی ایس تک بڑھ گیا جبکہ گزشتہ سہ ماہی میں یہ 28 بی پی ایس تھا (**شکل 3.7**)۔ اہم بات یہ ہے کہ نومبر 2021ء میں اسٹیٹ بینک نے رسدِ زر میں اضافے کو محدود کرنے کے لیے مطلوبہ نقدِ محفوظ میں بھی اضافہ کیا تھا۔ نتیجتاً، اس اقدام نے بینکوں میں ڈپازٹس کی آمد کی صورت میں آنے والی سیالیت اور حکومت کی طرف سے خالص واپسی کے اثر کو جزواً زائل کر دیا۔ اس سے قطع نظر، طویل مدت میں یہ اقدام بینکوں کو طویل مدتی ڈپازٹس جمع کرنے کی ترغیب دے گا۔[9] مزید برآں، دورانِ سہ ماہی زری پالیسی کمیٹی کی جانب سے شرحِ سود بڑھانے کے دو فیصلوں کی وجہ سے شبینہ بازار زیادہ اتار چڑھاؤ کا شکار رہا۔ بلند تغیر پذیری کو بتدریج کم کرنے اور دسمبر 2021ء کی پالیسی میں دی گئی مستقبل کی رہنمائی کو مزید بڑھانے کے لیے، زری پالیسی کمیٹی کے اعلان کے بعد دسمبر میں بازارِ زر کے 63 روزہ تین سودوں کے ادخال کیے گئے۔

شکل 3.7: شبینہ ریٹس کا پالیسی ریٹ سے انحراف

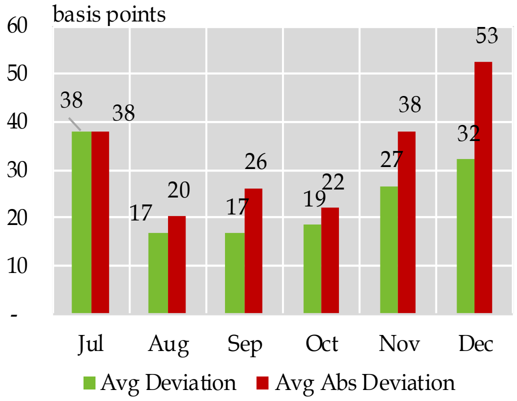

Source: State Bank of Pakistan

[8] تفصیلات کے لیے معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے م س22ء کا باب 3 دیکھیں۔

[9] نقدِ محفوظ کے تناسب کا اطلاق بینکوں کی طلب اور ایک سال سے کم مدتی میعادی واجبات پر ہوتا ہے۔

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کو گذشتہ برس کے سازگار ماحول کے مقابلے میں رواں سال نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے لیے نسبتاً سخت زری حالات کی طرف منتقلی کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے، جس کی بنیادی وجہ دو عوامل ہیں۔ اوّل، پالیسی ماحول زیادہ موافق نہ تھا، کیونکہ پالیسی ریٹ دسمبر 2021ء کے اختتام تک 275 بیسس پوائنٹس اضافے سے 9.75 فیصد تک پہنچ گیا جو جون 2021ء کے آخر میں 7.0 فیصد تھا (**شکل 3.2**)۔ دوم، اجناس کی عالمی قیمتوں میں مستقل اضافہ ہوتا رہا، جس سے نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے لیے خام مال کی لاگت بڑھ گئی۔ ان عوامل کے باوجود، زیرِ جائزہ مدت کے دوران معاشی سرگرمیوں میں توسیع جاری رہی، کیونکہ توقع ہے کہ پالیسی کی معکوسیت سے مجموعی اقتصادی سرگرمیوں پر اثرات تاخیر سے پڑیں گے۔

مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں قرضے کے استعمال میں تیزی سے اضافہ ہوا، چنانچہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی کاروباری اداروں کو قرضے گذشتہ برس کی اسی مدت سے تقریباً چار گنا بڑھ گئے۔ بنیادی طور پر یہ اضافہ جاری سرمائے کے قرضوں سے ہوا، جن کا ارتکاز مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں تھا (**شکل 3.8**)۔

بلند قرض گیری کو ان وجوہات سے منسلک کیا جا سکتا ہے (i): خام مال کی بلند قیمتیں (بالخصوص کپاس اور دھاتوں کی) جس نے ٹیکسٹائل اور لوہے اور فولاد کی قرض گیری کی ضروریات میں اضافہ کیا؛ (ii) لوہے اور فولاد نیز کاغذ اور کاغذی مصنوعات جیسے شعبوں میں بہتر پیداوار؛ اور (iii) تجارتی سرگرمیوں میں تحرک نے بھی قرضوں کی بلند طلب میں حصہ ڈالا، جیسا کہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران تجارتی مالکاری (درآمدی مالکاری اور برآمدی مالکاری دونوں) میں وسیع البنیاد اضافے سے ظاہر ہوتا ہے (**شکل 3.9**)۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں قرضوں کی 27.2 فیصد زائد درخواستیں موصول ہوئیں جس سے قرضوں کی مجموعی بہتر طلب ظاہر ہوتی ہے۔

جاری سرمائے کے قرضے

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں میں 607.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 73.7 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (**جدول 3.3**)۔ کاروباری اداروں کی جانب سے قلیل مدتی قرضوں کی بلند طلب کو بعض شعبوں کی مخصوص پیش رفت سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران شعبۂ ٹیکسٹائل کا حصہ مجموعی طور پر 260.1 ارب روپے کی قرض گیری کے ساتھ غالب رہا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران یہ صرف 8.4 ارب روپے تھا۔ اس اضافے کی وجہ دو اہم عوامل

شکل 3.8: اہم شعبوں کا قرضوں کا استعمال (بہاؤ)

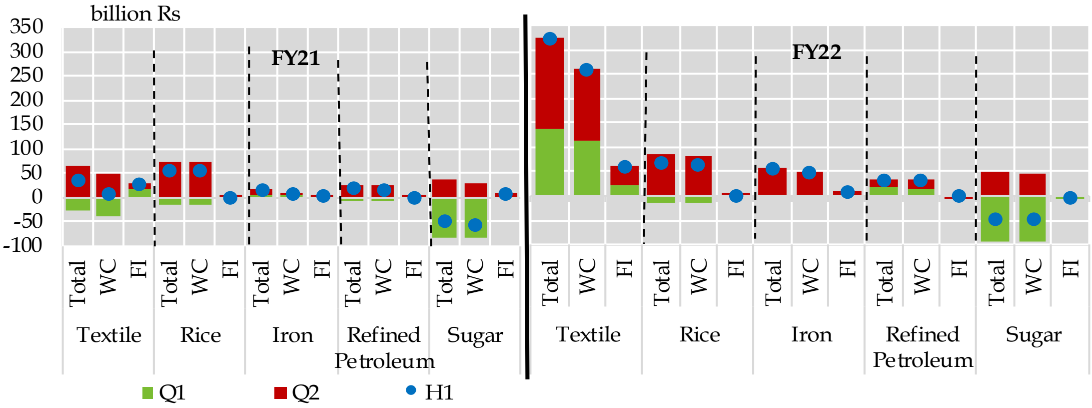

Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.9 الف: مالکاری کی اقسام میں رجحان

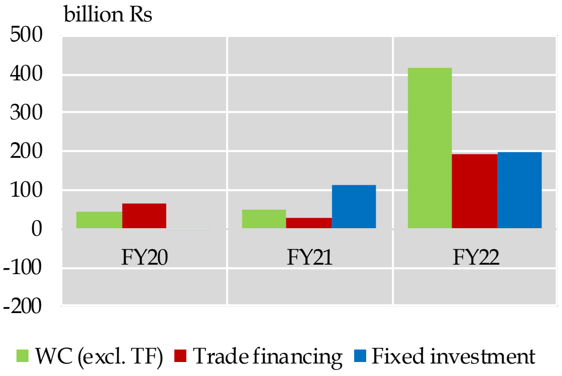

Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.9 ب: تجارتی قرضے میں بہاؤ

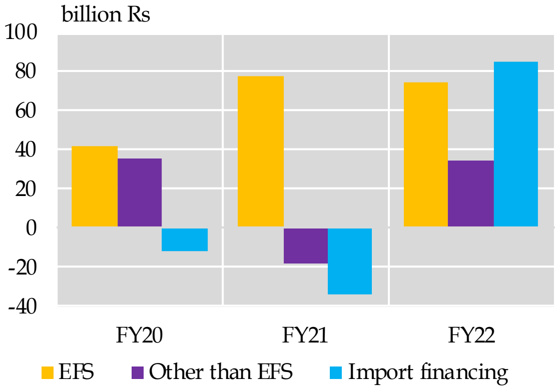

تھے۔ اوّل، کپاس کی بلند قیمتوں نے ٹیکسٹائل کے کاروباری اداروں کی قرض گیری کی ضروریات بڑھادیں۔ یہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی کپاس کی قیمتوں میں سالانہ 56.8 فیصد اضافے سے بھی ہم آہنگ ہے۔[10] دوم، ٹیکسٹائل کے کاروباری اداروں نے اپنی برآمدات بڑھانے کے لیے قلیل مدتی مالکاری سے بھی استفادہ کیا، جیسا کہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اہم ٹیکسٹائل مصنوعات کی زیادہ مقدار میں برآمدات سے واضح ہوتا ہے (باب 5)۔

اسی طرح عالمی منڈی میں دھاتوں کی قیمتیں بڑھنے سے خام لوہے اور فولاد کے شعبوں کی قرض گیری پانچ گنا بڑھ گئی۔[11] مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران لوہے اور فولاد کی فرموں کے جاری سرمائے کے مجموعی قرضوں میں 49.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 9.5 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ خام مال کی قیمت کے دباؤ سے نمٹنے کے علاوہ، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران لوہے اور فولاد کی مصنوعات کی پیداوار میں 18.4 فیصد اضافے کو شعبے کی قرض گیری سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جبکہ گذشتہ برس 1.2 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا تھا۔ یہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک میں فعال تعمیراتی سرگرمیوں سے ہم آہنگ ہے، جس کی عکاسی زیرِ جائزہ عرصے کے دوران سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں 40.2 فیصد اضافے سے ہوتی ہے، جبکہ گذشتہ برس 11.8 فیصد کی کمی ہوئی تھی۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران صاف شدہ پیٹرولیم کے شعبے کی طرف سے لیے گئے قرضے تقریباً دوگنے ہوکر 34.4 ارب روپے ہوگئے، جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 17.7 ارب روپے قرضے لیے گئے تھے۔ بیشتر اضافہ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں ہوا، کیونکہ بڑی آئل ریفائنریوں نے ایندھن کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے بینک قرضے لیے جو پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم کی فروخت میں 17.9 فیصد سال بسال نمو کے مطابق ہے۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کاغذ اور کاغذی مصنوعات کے شعبے نے 17.6 ارب روپے قرضہ لیا، جبکہ گذشتہ برس اس نے 5.5 ارب روپے کی خالص واپسی کی تھی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں کاغذی مصنوعات کی پیداوار میں 8.3 فیصد سال بسال نمو کی وجہ سے زیادہ قرضے لیے گئے۔

صاف شدہ پیٹرولیم اور کاغذ کے علاوہ نباتی اور حیوانی تیل اور چربی کے شعبے کے بھی قلیل مدتی قرضوں میں اضافہ ہوا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مذکورہ

10 ماخذ: ابھرتی ہوئی ٹیکسٹائل مصنوعات۔

11 م س 22ء کی پہلی ششماہی میں عالمی منڈی میں بنیادی دھاتوں کی قیمتیں تقریباً 30 فیصد بڑھیں (ماخذ: آئی ایم ایف)۔

جدول 3.3: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے (شش 1)

(بہاؤ ارب روپے میں)	مجموعی قرضے*		جاری سرمایہ**		معینہ سرمایہ کاری	
	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء
نجی کاروباری ادارے	**219.5**	**860.2**	**73.7**	**607.7**	**115.7**	**199.8**
اشیا سازی	83.7	670.9	10.3	527.4	72.2	136.3
ٹیکسٹائل	35.4	326.5	8.4	260.1	26.5	63.3
چاول کی پراسیسنگ	57.2	70.5	55.8	67.4	1.3	2.9
صاف شدہ پیٹرولیم	15.3	57.8	9.5	49.6	5.8	8.2
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	18.9	35.9	17.7	34.4	1.3	1.5
صاف شدہ پیٹرولیم	-1.8	24.8	-5.5	17.6	3.7	7.2
نباتی و حیوانی تیل و چربی	-10.3	17.4	-13.7	15.4	3.4	1.7
سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر	-0.6	11.6	-4.1	10.0	3.5	1.6
موٹر گاڑیاں	-17.4	13.5	-19.6	6.9	2.2	6.6
کھادیں	27.7	5.9	24.5	-5.6	3.2	11.5
چینی	-46.0	-45.9	-54.0	-45.3	8.1	-0.6
ٹیلی مواصلات	5.1	20.8	10.0	-13.2	-4.9	34.0
بجلی کی پیداوار، ترسیل و تقسیم	40.4	27.4	-4.7	7.6	45.2	19.9
زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	11.5	30.6	13.7	23.9	-2.2	5.6
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری	0.2	11.4	-0.3	8.6	0.5	2.2
تھوک اور خوردہ تجارت	25.2	49.3	19.0	46.9	5.8	1.2
کان کنی و کوہ کنی	-3.4	-0.9	-7.3	-2.0	3.9	1.2
رئیل اسٹیٹ سرگرمیاں	-4.6	3.8	-1.5	1.0	-6.0	-0.5
تعمیرات	15.7	31.1	3.7	0.3	-9.1	-3.6

* شش 1 م س 21ء اور شش 1 م س 22ء کے مجموعی قرضوں میں 30.1 ارب روپے اور 52.7 ارب روپے کے تعمیراتی قرضے شامل ہیں، کیونکہ نجی کاروباری اداروں میں بین الشعبہ جاتی ردوبدل کی بناپر جون 2020ء سے قرضوں کے ڈیٹا پر نظر ثانی کی گئی ہے (دیکھیے آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 2020ء)، ** جاری سرمائے کے قرضے میں تجارتی مالکاری شامل ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شعبے نے 15.4 ارب روپے کا قرضہ لیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 13.7 ارب روپے کی خالص واپسی کی تھی۔ تمام تر اضافہ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں مرتکز تھا، جب عالمی منڈی میں خوردنی تیل کی بلند قیمتوں نے ان فرموں کی جاری سرمائے کی ضروریات کو بڑھادیا تھا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران رائس پروسیسنگ فرمز نے 67.4 ارب روپے کا قرض لیا، جبکہ گذشتہ برس 55.8 ارب روپے قرضہ لیا گیا تھا۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معمول کے موسمی قرضوں کی واپسی کے بعد، اس شعبے نے اپنی برآمدات بڑھانے کے لیے اگلی سہ ماہی کے دوران زیادہ قرضے لیے۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران چاول کی برآمدی مقدار میں 11.7 فیصد سال بسال نمو سے اس بات کو تقویت ملتی ہے۔ دوسری طرف، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران چینی کے شعبے کی جانب سے قرضوں کی نمایاں طور پر بلند واپسی کے بعد، گنے کی بلند قیمتوں اور کچل کاری کے آغاز کی وجہ سے، گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران قرض گیری بڑھ

گئی(**شکل 3.8**)۔[12] مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران چینی کے شعبے نے مجموعی طور پر 45.3 ارب روپے واپس کیے، جبکہ گذشتہ برس 54.0 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی تھی۔

شکل 3.10: معین سرمایہ کاری قرضے (بہاؤ)

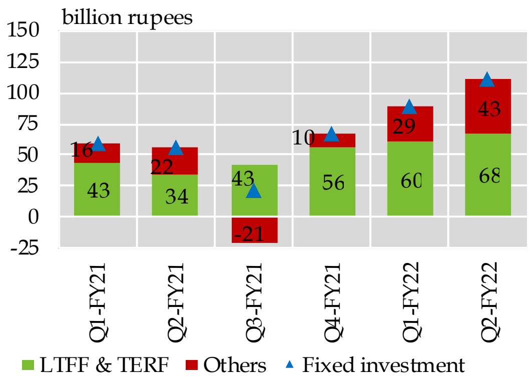

Source: State Bank of Pakistan

غیر اشیا سازی کے شعبے میں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران تھوک اور خردہ تجارت نے 46.9 ارب روپے کے قلیل مدتی قرضے حاصل کیے، جبکہ گذشتہ برس 19.0 ارب روپے کے قرضے حاصل کیے گئے۔ اس سے تیل کی بڑی مارکیٹنگ کمپنیوں کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد کے لیے مالکاری کی عکاسی ہوتی ہے۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں 29 فیصد سال بسال نمو سے اس کو تقویت ملتی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ چین پاکستان آزاد تجارتی معاہدے کے تحت چین سے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ سے کچھ بڑی او ایم سیز نے فائدہ اٹھایا۔[13] نتیجتاً، رواں مالی سال پہلی ششماہی کے دوران چین سے پیٹرول (موٹر اسپرٹ) کی درآمدات میں پاکستان کا حصہ بڑھ کر تقریباً 33 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 7 فیصد تھا۔[14]

معین سرمایہ کاری قرضے

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے تحت 199.8 ارب روپے کے قرضے لیے گئے، جبکہ گذشتہ برس 115.7 ارب روپے کے قرضے لیے گئے تھے۔ نجی شعبے کے کاروباری اداروں نے مشینری کی درآمدات اور استعداد بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹرف) سے استفادہ کیا۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ایل ٹی ایف ایف اور ٹرف کے تحت بلند اجرا سے اس کی تائید ہوتی ہے (**شکل 3.10**)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ٹرف کے تحت 436 ارب روپے کی کل منظور شدہ رقم میں سے دسمبر 2021ء کے آخر تک 269 ارب روپے (تقریباً 62 فیصد) جاری کر دیے گئے تھے۔

اشیا سازی کے زمرے میں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل کاروباری ادارے 63.4 ارب روپے کی قرض گیری کے ساتھ غالب رہے، جبکہ گذشتہ برس 26.5 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔ ایل ٹی ایف ایف اور ٹرف سے استفادہ کرتے ہوئے، شعبۂ ٹیکسٹائل نے ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد کے لیے طویل مدتی قرضے لیے، جو کہ زیر جائزہ عرصے کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد میں 89.0 فیصد سال بسال نمو سے مطابقت رکھتے ہیں۔[15] اس کے علاوہ، منقولی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ اسپننگ کرنے والی کچھ ٹیکسٹائل فرموں نے اپنی پیداواری استعداد بڑھانے کی غرض سے فنشنگ یونٹس شامل کرنے کے لیے طویل مدتی مالکاری حاصل کی۔

ٹیکسٹائل کے علاوہ، اشیا سازی کے زمرے میں معینہ سرمایہ کاری قرضے لینے والا دوسرا سب سے بڑا شعبہ کھاد تھی، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کے قرضوں میں 11.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 3.2 ارب روپے تھا۔ بیشتر اضافہ پہلی سہ ماہی میں مرکوز تھا، کیونکہ ایک اہم فہرستی فرٹیلائزر

[12] م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں گنے کی قیمتوں میں 19.8 فیصد سال بسال اضافہ ہوا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

[13] ماخذ: ایف بی آر ایس آر او 2019/(I)1640 بتاریخ 31 دسمبر 2019ء۔

[14] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[15] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

فرم نے قابل تجدید توانائی کے کاروبار میں اکثریتی حصص کے حصول کے لیے بینک مالکاری کا سہارا لیا۔[16]

غیر اشیاسازی کے اداروں میں سے مواصلات کے شعبے نے بلند معینہ سرمایہ کاری قرضے حاصل کیے۔ اس شعبے نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 34.0 ارب روپے کا قرضہ لیا، جبکہ گذشتہ برس 4.9 ارب روپے کی خالص واپسی کی تھی۔ حالیہ اضافہ سنڈیکیٹ فنانسنگ کی سہولت کو ظاہر کرتا ہے جو پہلی سہ ماہی کے دوران ایک بڑی سیلولر فرم نے فورجی لائسنس کے حصول کے لیے لی تھی۔[17]

دریں اثنا، بجلی کے شعبے نے بھی بینک قرضے سے استفادہ کیا، اگرچہ یہ گذشتہ برس سے کم تھا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس شعبے نے 19.9 ارب روپے کا قرض لیا، جبکہ گذشتہ برس 45.2 ارب کا قرضہ لیا گیا تھا۔ بیشتر اضافہ پہلی سہ ماہی میں ہوا، کیونکہ ایک بڑی یوٹیلیٹی کمپنی نے ملکیت بدلنے کی وجہ سے سرپرست کمپنی کے قرض کے جزوی تصفیے کے لیے قرض لیا تھا۔

صارفی مالکاری

گذشتہ برس کے دوران صارفی مالکاری کے لیے سازگار حالات کے برعکس، مالی سال 22 کی پہلی ششماہی میں ملک کے توازنِ ادائیگی کو سہارا دینے کے لیے درآمدی نمو کو سست کرکے معیشت میں طلب کی نمو کو معتدل کرنے کی غرض سے بعض کلی محتاطیہ اقدامات کیے گئے۔[18] ان ضوابطی اقدامات کا اثر صارفی مالکاری پر نظر آیا، کیونکہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مجموعی صارفی قرضوں میں کمی آئی۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں صارفی مالکاری میں 49.0 ارب روپے اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت سے قدرے زیادہ ہے۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کے شعبے کی مالکاری ایک سال قبل کے 24.0 ارب روپے سے گھٹ کر مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 15.5 ارب روپے رہ گئی۔

صارفی مالکاری میں مجموعی طور پر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 107.5 ارب روپے کا بہاؤ درج کیا جو ایک سال قبل 84.7 ارب روپے تھا (**جدول 3.4**)۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران یہ اضافہ گاڑیوں کے قرضے کے علاوہ مکاناتی تعمیراتی قرضوں سے ہوا۔

جدول 3.4: صارفی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
مجموعی قرضے	**38.1**	**58.5**	**46.6**	**49.0**	**84.7**	**107.5**
گاڑیوں کے قرضے	21.3	30.1	24.0	15.5	45.3	45.5
مکاناتی قرضے	0.9	14.9	5.5	25.3	6.4	40.2
کریڈٹ کارڈز	6.1	3.8	2.3	6.3	8.4	10.1
ذاتی قرضے	12.5	7.4	13.8	2.6	26.3	9.9
پائیدار صارفی مصنوعات	-2.6	2.3	0.9	-0.6	-1.7	1.7

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مکاناتی تعمیراتی قرضوں میں نمایاں اضافے نے گاڑیوں کے قرضے میں سست روی کا اثر زائل کردیا۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران مکاناتی تعمیرات کے زمرے نے 40.2 ارب روپے کا قرض لیا، جبکہ گذشتہ برس 6.4 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ اس کا اظہار گذشتہ برس کے مقابلے میں دسمبر 2021ء کے دوران مکاناتی اور تعمیراتی قرض کے واجب الادا اسٹاک میں 175 ارب روپے کے اضافے سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے بینکوں کو لازمی ہدف دیا گیا تھا کہ وہ 31 دسمبر 2021ء تک نجی شعبے کے اپنے مجموعی قرضہ جزدان کا کم از کم 5 فیصد حصہ مکاناتی اور تعمیراتی قرضوں کے لیے مختص کردیں۔[19]

---

[16] ماخذ: پاکستان اسٹاک ایکس چینج، اس لنک پر دستیاب ہے: www.psx.com.pk/psx/files-attachment/?file=168789.pdf

[17] ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، پریس ریلیز، بتاریخ 15 ستمبر 2021ء۔

[18] ترمیمی ضوابط کے تحت کار مالکاری سہولت کی زیادہ سے زیادہ 7 سالہ مدت کم کرکے 5 برس کردی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ کوئی بھی شخص کسی بھی موقع پر تمام بینکوں/ ترقیاتی مالی اداروں سے زیادہ سے زیادہ 3 ملین روپے سے زائد کار مالکاری حاصل کرنے کا مجاز نہیں؛ اور کم از کم ڈاؤن پیمنٹ کی شرح 15 سے بڑھا کر 30 فیصد کردی گئی۔ (ماخذ: اسٹیٹ بینک پریس ریلیز، بتاریخ 23 ستمبر 2021ء)۔

[19] تفصیلات کے لیے اسٹیٹ بینک کا سرکلر: آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 10 برائے 2020ء بتاریخ 15 جولائی 2020ء اور مذکورہ موضوع پر اس کے بعد جاری کیے گئے سرکلر دیکھیے۔

3.4 مہنگائی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے پورے عرصے کے دوران مہنگائی کا دباؤ مضبوط ہوتا رہا جس کی وجہ یہ تھی کہ توانائی، غذا اور دھاتی گروپ کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوا، ساتھ ساتھ ملکی طلب بھی بڑھی اور ملکی کرنسی کمزور ہوئی۔ علی الخصوص، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) کی مہنگائی 11.0 فیصد رہی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 8.4 فیصد اور گذشتہ سہ ماہی میں 8.6 فیصد تھی (**شکل 3.11**)۔

شکل 3.11: قومی صارف اشاریہ قیمت

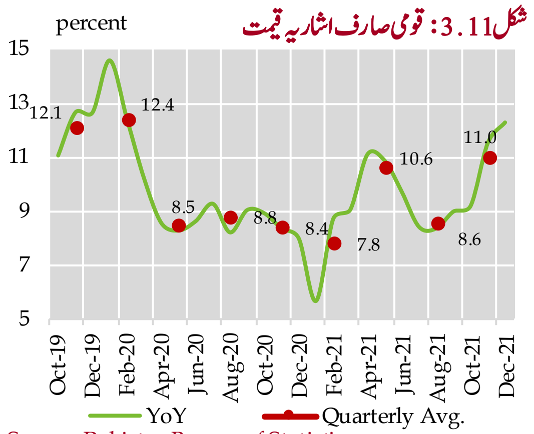

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اگرچہ غذائی گروپ اس مہنگائی کا اہم سبب رہا، تاہم مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران توانائی کی قیمتوں میں زبردست اضافے کے ساتھ ساتھ قوزی مہنگائی نے بھی مہنگائی کے دباؤ میں حصہ ڈالا (**شکل 3.12**)۔ تفصیلاً، بالخصوص مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں، شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے تقریباً نصف ذیلی اشاریوں میں مہنگائی میں اضافہ درج کیا گیا۔[20]

مہنگائی کی توقعات بڑھ گئیں

اسٹیٹ بینک آئی بی اے اعتمادِ صارف سروے (سی سی ایس) اور اعتمادِ کاروبار سروے (بی سی ایس)[21] کے شواہد سے پتا چلتا ہے کہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مہنگائی کی توقعات میں اضافہ ہوا۔ خاص طور پر مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے سروے کے نتائج سے ظاہر ہوا کہ صارفین میں مہنگائی کی توقعات کا اشاریہ تقریباً گذشتہ دور کے نشان تک بلند رہا اور کاروباری مہنگائی کی توقعات کے اشاریہ میں نمایاں اضافہ ہوا۔ صارفین میں مہنگائی کی توقع کا اشاریہ تینوں زمروں (غذا، توانائی اور غیر غذائی غیر توانائی) میں اضافے کی وجہ سے بڑھا ہوا دکھائی دیا؛ تاہم توانائی اور غیر غذائی غیر توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے مہنگائی کی توقعات میں بحیثیت مجموعی اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم، پہلے سروے کے نتائج کے مقابلے میں دسمبر 2021ء میں کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات میں کمی واقع ہوئی (**شکل 3.13**)۔

شکل 3.12: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

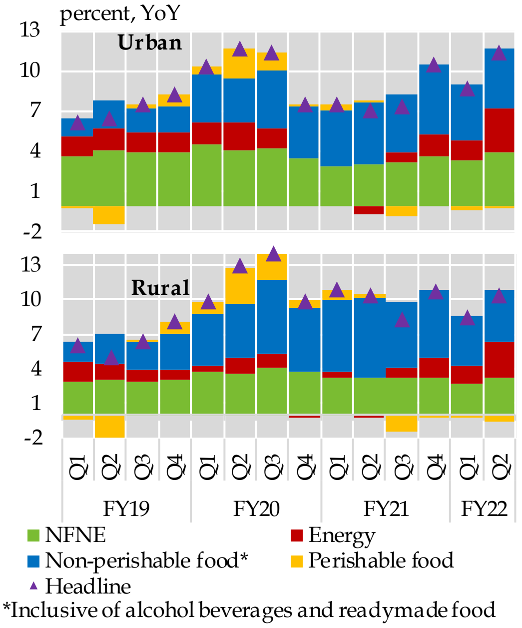

*Inclusive of alcohol beverages and readymade food
Source: Pakistan Bureau of Statistics

---

[20] م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں 94 میں سے 49 اشیا (شہری مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں لگ بھگ 52 فیصد حصہ) اور 89 میں سے 43 اشیا (دیہی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں لگ بھگ 48 فیصد حصہ) میں بلند مہنگائی درج کی گئی۔

[21] اعتماد صارف سروے جولائی 2021ء، ستمبر 2021ء اور نومبر 2021ء میں جبکہ اعتماد کاروبار سروے اکتوبر 2021ء اور دسمبر 2021ء میں کرایا گیا۔

شکل 3.13: مہنگائی کی توقعات

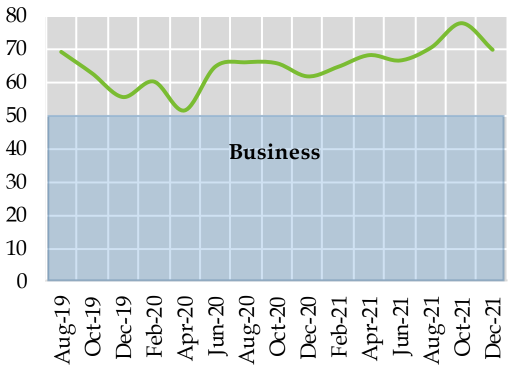

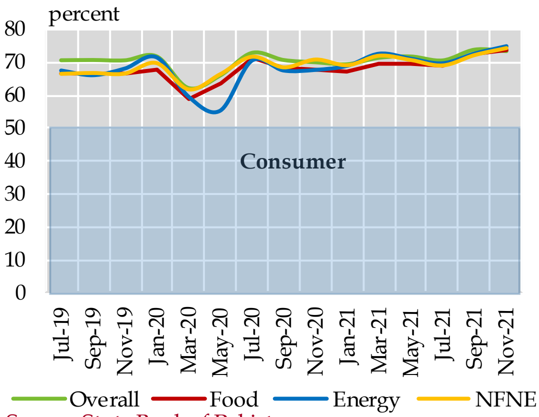

Source: State Bank of Pakistan

مجموعی مہنگائی میں غذا کا حصہ سب سے زیادہ رہا

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی مہنگائی میں غذائی گروپ کا حصہ سب سے زیادہ رہا۔ خاص طور پر، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران، شہری اور دیہی علاقوں میں بالترتیب 11.0 فیصد اور 8.3 فیصد غذائی مہنگائی درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 13.2 فیصد اور 15.7 فیصد تھی۔ اگرچہ سال بسال بنیاد پر غذائی مہنگائی کی رفتار میں کمی واقع ہوئی تھی، لیکن مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں تیزی دیکھی گئی۔ غذا کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں اور چند اشیا کی طلب اور رسد کے فرق نے غذائی قیمتوں پر دباؤ ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ (**جدول 3.5**)۔

رسد میں تعطل اور پیداواری امکانات کے درمیان اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں

غذائی گروپ میں دوہندسی مہنگائی کی ایک بڑی وجہ غذائی عالمی قیمتوں میں اضافہ تھا۔ غذائی گروپ (خوردنی تیل، چائے، دال) کے درآمدی اجزا نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں شہری علاقوں کی مجموعی مہنگائی میں تقریباً 1.3 فیصدی درجے بڑھائے۔ مثال کے طور پر اجناس کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کا براہ راست بلند ترین اثر خوردنی تیل سے آیا۔ پام آئل اور سویا بین کی قیمتیں جون 2020ء سے تیزی سے بڑھ رہی ہیں جس کی وجہ بایوڈیزل کی بڑھتی ہوئی طلب اور کاشت کے اہم علاقوں میں ناسازگار موسم ہے انڈونیشیا پام آئل پیدا کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جس کی برآمدات میں کمی واقع ہونے کے ساتھ ساتھ پام آئل بنانے والے اہم ممالک میں اس کی پیداوار پست ہے، چنانچہ مالی سال 22ء کی پہلی پوری ششماہی کے دوران قیمتوں کا دباؤ خدشات کا عکاس ہے۔[22]

اسی طرح، چائے کی قیمتیں بھی جن کا شہری غذائی باسکٹ میں 2.3 فیصد حصہ ہے، دوسری سہ ماہی کے دوران بلند رہیں جس کا سبب درآمدی اکائی مالیت میں اضافہ ہے۔ عالمی سطح پر چائے کی قیمتوں پر دباؤ کی وجہ ایک تو بہتر طلب ہے، اور دوسرے کینیا نے اپنے چھوٹے کاشت کاروں کی مالی حفاظت کے لیے سرکاری قیمت متعین کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے (**جدول 3.5**)۔

رسد و طلب کا فرق اور بالواسطہ لاگت

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدی اشیائے خورد ونوش کی رسد میں رکاوٹوں سے بعض اشیا کی قیمتوں پر دباؤ آیا۔ مثال کے طور پر، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران چند دالیں کافی مہنگی تھیں، خصوصاً مسور کی دال اور چنے میں دوہندسی مہنگائی ہوئی۔ کئی دالوں کی ملکی پیداوار میں کمی اور درآمدی دالوں کی اکائی مالیت میں اضافہ اس غذائی گروپ میں مہنگائی کا دباؤ لانے کا سبب بنا۔

[22] ایف اے او غذائی اشاریہ قیمت–جنوری 2022ء۔

جدول 3.5: اوسط سی پی آئی مہنگائی اور حصہ

فیصد

اشیا	شہری						دیہی					
	وزن	شش 1		سہ 2			وزن	شش 1		سہ 2		
		م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	حصہ		م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	حصہ
عمومی		7.3	10.1	7.1	11.4			10.6	9.4	10.4	10.4	
غذا اور نان الکحل مشروبات	30.4	14.0	10.7	13.9	11.1	3.6	40.9	16.2	8.4	16.2	8.2	3.6
گندم	0.6	37.7	7.4	37.1	9.7	0.1	3.5	38.7	5.0	38.5	5.5	0.2
گندم کا آٹا	3.0	18.8	15.8	17.0	17.0	0.5	3.4	23.1	14.3	21.5	15.9	0.5
خوردنی تیل	1.1	11.9	42.9	10.7	51.0	0.6	0.6	15.0	46.3	15.0	52.9	0.3
نباتاتی گھی	1.0	17.0	44.5	16.0	52.6	0.6	2.38	18.9	43.6	17.7	50.7	1.4
تازہ پھل	1.4	-1.2	9.4	-5.0	22.4	0.2	1.5	-2.6	7.1	-5.4	16.5	0.2
دال مسور	0.2	18.9	16.6	16.8	24.5	0.0	0.2	26.9	14.4	25.5	20.3	0.0
ثابت چنا	0.1	3.7	11.3	2.6	15.8	0.0	0.1	-1.2	16.8	-2.2	21.8	0.0
غیر تلف پذیر غذا	26.0	15.2	14.0	16.1	14.7	3.9	35.1	17.2	11.4	18.4	11.9	4.3
تلف پذیر غذائی اشیا	4.5	8.1	-6.1	4.3	-6.4	-0.4	5.8	10.2	-7.2	6.4	-9.8	-0.7
چائے	0.8	3.4	4.7	0.3	8.3	0.1	1.3	4.0	4.0	1.1	7.4	0.1
الکحلی مشروبات ، تمباکو	0.9	5.9	2.5	6.5	2.0	0.0	1.3	5.6	1.7	5.4	1.7	0.0
کپڑے اور جوتے	8.0	8.5	10.4	8.6	10.6	0.8	9.5	10.5	8.9	10.2	9.5	0.9
مکانات کاری ، بجلی ، گیس	27.0	3.6	10.8	2.5	13.3	3.5	18.5	5.3	13.8	4.0	16.9	2.8
فرنیچر اور گھریلو آلات	4.1	6.3	9.8	6.4	10.1	0.4	4.1	9.9	10.6	9.9	11.3	0.4
صحت	2.3	6.9	9.2	7.3	9.3	0.2	3.5	8.8	7.8	8.4	8.0	0.3
نقل و حمل	6.1	-3.3	15.9	-3.2	21.9	1.3	5.6	-2.7	13.7	-2.6	19.4	1.0
مواصلات	2.4	0.4	3.6	0.5	3.5	0.1	2.0	0.3	0.9	0.4	0.9	0.0
سیرو تفریح اور ثقافت	1.7	3.0	6.7	3.1	7.7	0.1	1.4	5.7	7.5	6.1	7.4	0.1
تعلیم	4.9	1.0	2.2	1.1	2.2	0.1	2.1	1.6	3.8	2.1	3.3	0.1
ریستوران اورہوٹل	7.4	8.5	9.8	9.4	11.1	0.8	6.2	8.8	8.3	9.3	9.8	0.6
دیگر اشیا و خدمات	4.8	10.7	8.9	10.3	10.0	0.5	5.0	14.3	8.3	14.1	9.4	0.5
غیر غذائی غیر توانائی	53.7	5.5	7.0	5.6	7.5	3.9	42.6	7.7	7.2	7.6	7.9	3.2

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اگرچہ تلف پذیر غذائی گروپ نے مجموعی طور پر تفریط درج کی، یہ رجحان کافی ملکی رسد اور مناسب درآمدات کی وجہ سے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی سے اب تک برقرار ہے۔ تاہم تازہ پھلوں اور سبزیوں کی مہنگائی گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بلند رہی۔ بعض پھلوں کی نسبتاً کم درآمدات نے منڈی کی طلب اور رسد میں فرق پیدا کیا، جس کی وجہ سے اس گروپ کی مہنگائی میں اضافہ ہوا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گندم، خوردنی تیل، چکن اور ٹرانسپورٹ کی لاگت جیسی خام اشیا کی قیمتوں میں بالواسطہ اضافے کی وجہ سے تیار شدہ غذائی گروپ میں دوہندسی مہنگائی دیکھی گئی۔

شکل 3.14: غیر غذائی غیر توانائی – سال بسال رجحانات

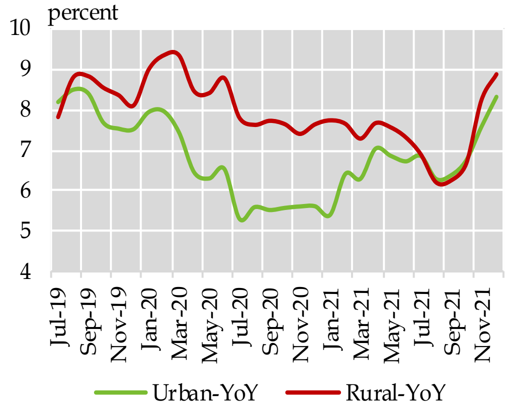

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اگرچہ گندم کی نسبتاً بہتر دستیابی (اچھی فصل اور درآمدات کی بنا پر) کے باعث اس کی مہنگائی کی شرح ماہ بہ ماہ بنیاد پر اور سال بسال کی بنیاد پر محدود رہی، تاہم خریداری کرنے والی ایجنسیوں کی جانب سے فلور ملوں کو گندم کی اجرائی قیمت بڑھائے جانے سے آٹے کی مہنگائی سال بسال بنیاد پر بلند رہی۔[23]

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی شدت اختیار کرنے لگی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں غیر غذائی غیر توانائی گروپ میں مہنگائی کا دباؤ بڑھ گیا۔ بالخصوص غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کا موازنہ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے ساتھ ساتھ گذشتہ برس کی پہلی سہ ماہی سے کیا جائے تو شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ شدت اختیار کر گئی (**شکل 3.14**)۔ مہنگائی کا پھیلاؤ دیکھا جائے تو مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں نصف سے زائد ذیلی اشاریوں میں بلند مہنگائی درج کی گئی۔[24] شہری اور دیہی علاقوں کی اجناس کی اشیا اور باسکٹ سے پتا چلتا ہے کہ دوسری سہ ماہی کے دوران نصف سے زائد اشیا اوسط غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی سے زیادہ مہنگی تھیں (**شکل 3.15**)۔ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں یہ تیزی معیشت میں ملکی طلب بڑھنے کی عکاس ہے۔ مزید برآں، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کی بنا پر بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ اور بجٹ مالی سال 2021-22ء

شکل 3.15: غیر غذائی غیر توانائی اشیا میں تعددی تقسیم

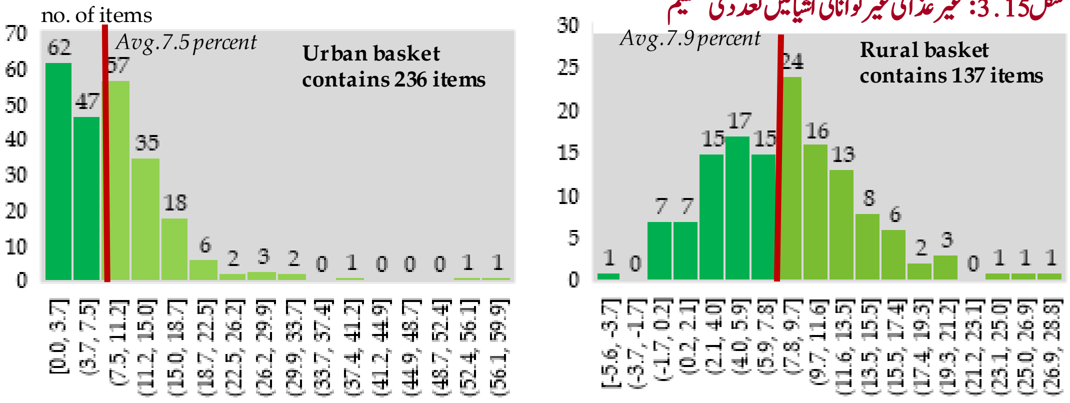

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[23] زراعانت کے خاتمے کے لیے اجرا کی کم از کم رقم 1475 سے بڑھا کر 1950 روپے کر دی گئی۔
[24] ذیلی اشاریوں کے اعتبار سے شہری اور دیہی علاقوں میں بالترتیب 62 فیصد اور 55 فیصد مہنگائی درج کی گئی۔

میں بعض خدمات کے چارجز میں ردوبدل کی وجہ سے بھی غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں اضافہ ہوا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں شہری کے ساتھ ساتھ دیہی غیر غذائی غیر توانائی کے خدمات اور اشیا دونوں کے اشاریوں میں تیزی آئی؛ تاہم، مؤخر الذکر کے اثرات اور کردار زیادہ واضح تھا(**شکل** 3.16)۔ مکان کے کرایے سے بھی مہنگائی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران، گذشتہ برس کے مقابلے میں ملبوسات اور جوتے، پلاسٹک مصنوعات، گھریلو آلات اور نصابی کتابوں کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا، جس کی وجہ درآمدی خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کے ساتھ ساتھ طلب میں اضافہ بھی تھا۔[25] اسی طرح، بالخصوص لوہے کی سلاخوں کی قیمتوں میں اضافے نے مجموعی تعمیراتی خام مال کے اشاریے کو بڑھا دیا جو طلب اور عالمی قیمتوں دونوں کے بڑھنے کی عکاسی کرتا ہے۔[26]

شکل 3.16: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی – حصہ

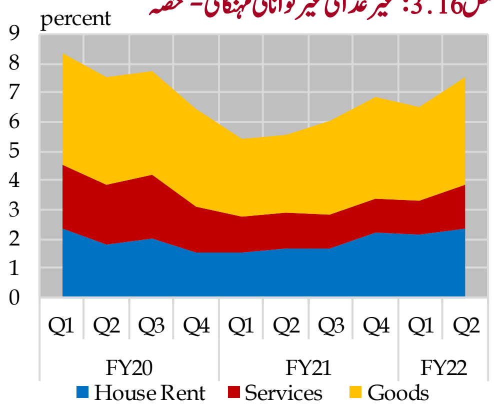

Source: Pakistan Bureau of Statistics

موٹر گاڑیوں کا گروپ، جس نے مالی سال 22ء کے بجٹ میں حکومت کی طرف سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں کمی کے بعد پہلی سہ ماہی کے دوران مہنگائی میں نمایاں کمی درج کی تھی، دوسری سہ ماہی کے دوران اسی نے مہنگائی میں نمایاں اضافہ درج کیا۔ گاڑیوں کی بعض اقسام پر ڈیوٹیوں کے اثرات منتقل کرنے کے لیے کار ساز اداروں کی جانب سے قیمتوں میں ہونے والا اضافہ اس کی عکاسی کرتا ہے۔

خدمات کے گروپ میں، مہنگائی میں کچھ اضافہ اساسی اثر سے ہوا، کیونکہ مالی سال 21ء کے بجٹ میں حکومت کی جانب سے کووِڈ سے متعلق امداد کی وجہ سے قیمتیں نچلی سطح پر رہی تھیں جو اس سال مقابلتاً زیادہ تھیں۔[27] نیز، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں اجرت کا دباؤ سال بسال بلند رہا جس کی وجہ پست اساسی اثر کے علاوہ بڑھتی ہوئی تعمیراتی سرگرمیاں ہیں اور جسے معیشت میں مہنگائی کے مجموعی دباؤ کے اثرات بھی سمجھا جا سکتا ہے، جس نے پست آمدنی والے گروپ کی حقیقی آمدنی کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے(**شکل** 3.17)۔

شکل 3.17: تعمیراتی اجرت کی شرح

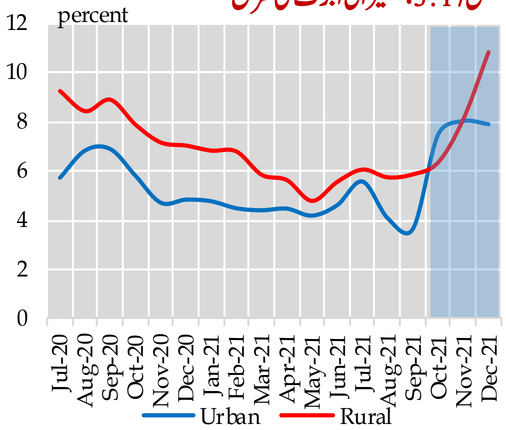

Source: Pakistan Bureau of Statistics

توانائی کی قیمتیں مسلسل بڑھتی رہیں

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں موٹر ایندھن، بجلی اور ایل پی جی کی سرکاری قیمتوں میں تیزی سے اضافہ معیشت میں مہنگائی کے دباؤ کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتا رہا(**شکل** 3.18)۔ یہ تبدیلیاں گردشی قرضے کے بندوبست کے تحت اقدامات اور ایندھن کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کی عکاسی کرتی ہیں۔

25 عالمی رسدی رنجیر میں رکاوٹوں کے باعث کپاس، پلاسٹک اور کاغذ کی بین الاقوامی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔

26 گذشتہ برس کی نسبت م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں آئی ایم ایف کے بنیادی دھاتوں کے حوالے سے اشاریے میں 15.5 فیصد اضافہ ہوا۔

27 مثلاً، م س 22ء کے بجٹ میں گاڑیوں پر ٹیکس اور ڈاک کی خدمات پر چارجز بڑھا دیے گئے۔

شکل 3.18: توانائی کی مہنگائی کی ہیئتِ ترکیبی

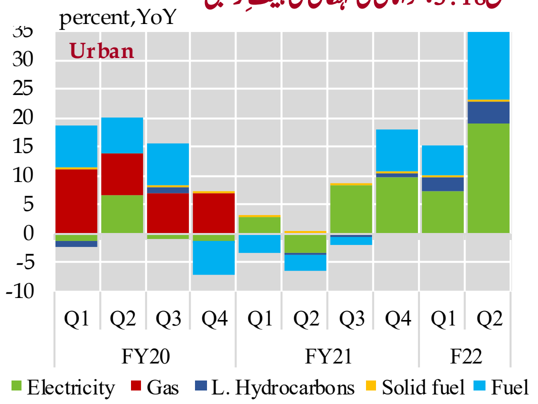

Source: Pakistan Bureau of Statistics

سب سے زیادہ براہ راست اثر بجلی کے نرخوں میں اضافے سے ہوا، کیونکہ صرف اسی نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران عمومی مہنگائی میں 1.2 فیصدی درجے اور مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں بالخصوص 1.8 فیصدی درجے کا حصہ ڈالا۔ ایندھن کی لاگت میں ردوبدل (ایف سی اے) میں نمایاں اضافے نے اس گروپ کی مہنگائی میں بیشتر اضافے میں اہم کردار ادا کیا (**شکل 3.19**)۔

شکل 3.19: ایندھن کے چارجز میں ردّوبدل

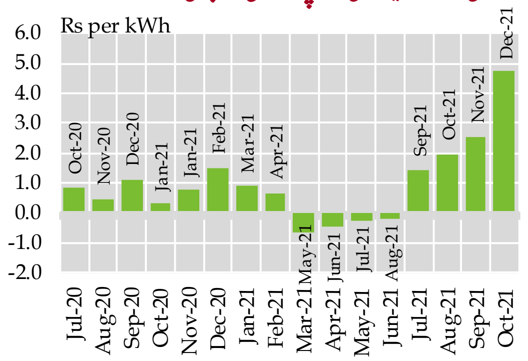

Note: x-axis indicate months for which fuel charge adjustment was charged
Source: National Electric Power Regulatory Authority

گاڑیوں کے ایندھن کے ضمن میں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیل کی عالمی قیمتوں کے رجحان اور سیلز ٹیکس اور پی ڈی ایل کے ڈھانچے پر بار بار نظر ثانی نے ملکی پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں تبدیلیوں کی سمت اور شدت کا تعین کیا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گاڑیوں کے ایندھن کے اشاریے میں شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں مجموعی لحاظ سے 25 فیصد سے زائد مہنگائی ہوئی، جس نے مجموعی مہنگائی میں تقریباً 0.8 فیصدی درجے حصہ ڈالا۔

سب سے کم صَرف والی باسکٹ کے صارفین سخت متاثر ہوئے

کم صَرف والے گروپ (17732 روپے تک کی صَرف والے) پر مہنگائی کا بڑھتا ہوا دباؤ مالی سال 22ء کی پوری پہلی ششماہی کے دوران کافی بلند رہا، دیگر صَرف کے کوئنٹائلز کے مقابلے میں اس کا اثر مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھا (**شکل 3.20**)۔ چونکہ صَرف کی باسکٹ حساس اشاریہ قیمت (ایس پی آئی)[28] پر مشتمل ہے، اس لیے خوردنی اشیا کی قیمتوں، بجلی کے نرخوں اور ایندھن کے چارجز میں وسیع پیمانے پر اضافے نے اس گروپ کو دیگر گروپوں کے مقابلے میں شدید متاثر کیا ہے۔

مہنگائی - کھپت کی کوئنٹائل

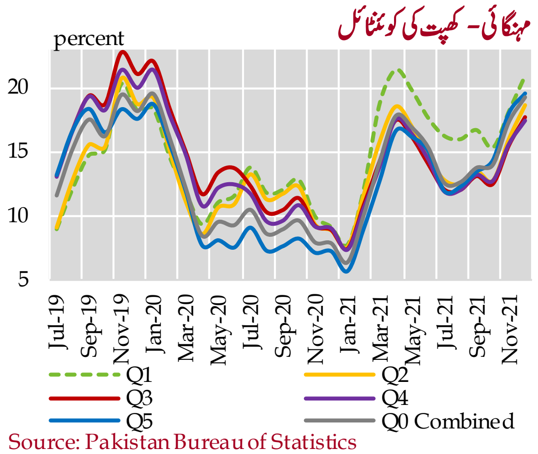

Source: Pakistan Bureau of Statistics

28 حساس اشاریہ قیمت میں 51 اشیائے ضروریہ درج ہیں۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

مالیاتی اظہاریوں میں مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت معمولی بگاڑ ہوا جبکہ بنیادی فاضل بتدریج کم ہو گیا۔ غیر سودی اخراجات کی تیزی سے بحالی نے محصولات میں معتدل اضافے کا اثر زائل کر دیا۔ صوبوں نے اپنی مالیاتی یکجائی کی کوششیں جاری رکھیں اور مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں جی ڈی پی کے 0.8 فیصد تک مشترکہ فاضل فراہم کیا، جس سے مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں مدد ملی۔ سہ ماہی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی اظہاریوں میں بگاڑ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں مرتکز تھا۔ مالیاتی خسارہ دگنے سے بھی زیادہ ہو گیا جبکہ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں بنیادی توازن میں خسارہ درج کیا گیا۔ ایسا ٹیکس وصولی میں خاصے اضافے کے باوجود ہوا جس نے غیر ٹیکس محصولات میں کمی کا اثر زائل کر دیا۔ خصوصاً، ایف بی آر کے ٹیکسوں میں مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں درآمدات پر مبنی قابل ذکر اضافہ ہوا۔ سماجی تحفظ کی گرانٹس اور بجلی کے شعبے کے زر اعانت کے نتیجے میں جاری اخراجات تیزی سے بڑھ گئے۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں قرض پر سودی ادائیگیوں میں بھی اضافہ ہو گیا، جس کا سبب واجب الادا قرض کا اسٹاک اور بڑھتی ہوئی شرح سود ہے۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں سرکاری قرض میں اضافے کی رفتار تیز ہو گئی۔ امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے سبب سرکاری قرض کو بڑھانے میں باز قدر پیمائی نقصانات کا حصہ تقریباً 60 فیصد رہا۔ متغیر شرح طویل مدتی تمسک کے حجم میں اضافے سے ملکی قرض کی عرصیت کے خاکے کی طوالت بڑھ گئی۔ تاہم، اس سے بڑھتی ہوئی شرح سود کے حالات میں قرضوں کی ادائیگی کا بوجھ بڑھ گیا۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں ایک ارب ڈالر صکوک کی نظام الاوقات کے مطابق واپسی کے سبب مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی قرضے بڑھ گئے۔

4.1 مالیاتی رجحان اور پالیسی جائزہ

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ کسی تبدیلی کے بغیر گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں جی ڈی پی کا 2.1 فیصد رہا (**شکل 4.1الف اور جدول 4.1**)۔ تاہم، غیر سودی اخراجات میں تیزی سے دوبارہ اضافے کی رفتار ٹیکس وصولیوں میں مضبوط اضافے سے تجاوز کر گئی، جس سے مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں بنیادی توازن کا فاضل جی ڈی پی کے 0.1 فیصد پر آ گیا جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 0.6 فیصد تھا (**شکل 4.1ب**)۔ صوبوں نے مالیاتی یکجائی کا وعدہ پورا کیا اور مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں مشترکہ طور پر جی ڈی پی کے 0.8 فیصد کا فاضل درج کیا، جو گذشتہ برس کی نسبت بلند تھا۔

شکل 4.1 الف: مالیاتی توازن

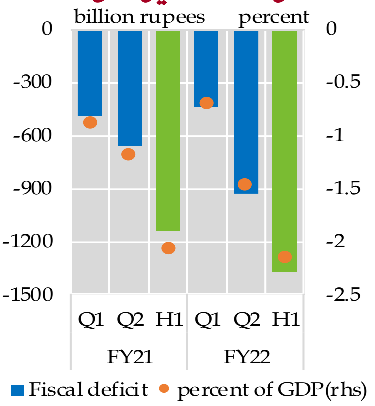

Source: Ministry of Finance

شکل 4.1 ب: بنیادی توازن

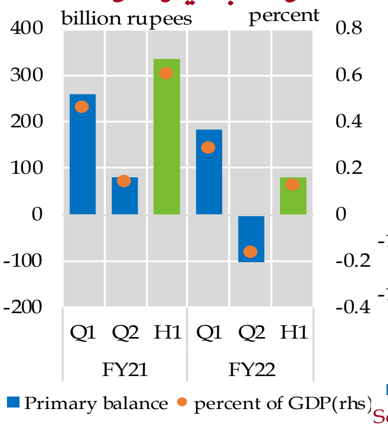

شکل 4.1 ج: محصولاتی توازن

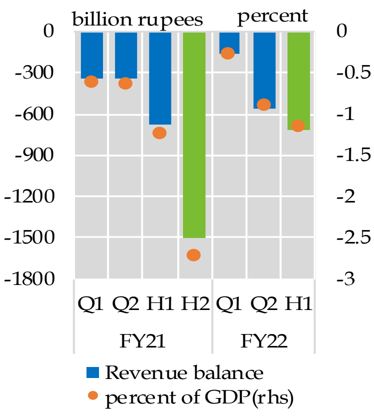

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی		نمو پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**1,478.7**	**1,808.5**	**1,872.4**	**2,147.5**	**3,351.2**	**3,956.0**	**-0.7**	**22.3**	**7.4**	**14.7**	**3.7**	**18.0**
(الف) ٹیکس محاصل	1,122.4	1,532.8	1,333.5	1,658.3	2,455.9	3,191.0	-1.8	36.6	7.6	24.4	6.4	29.9
جس میں: ایف بی آر ٹیکس	1,010.6	1,398.0	1,199.4	1,521.8	2,210.0	2,919.8	4.8	38.3	6.2	26.9	5.6	32.1
(ب) غیر ٹیکس	356.3	275.7	538.9	489.2	895.3	764.9	-15.2	-22.6	6.9	-9.2	-3.1	-14.6
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**1,963.1**	**2,247.0**	**2,526.0**	**3,081.0**	**4,489.1**	**5,328.0**	**10.6**	**14.5**	**3.0**	**22.0**	**6.2**	**18.7**
(الف) جاری اخراجات	1,812.6	1,968.2	2,216.8	2,707.5	4,029.3	4,675.7	14.6	8.6	3.6	22.1	8.3	16.0
جس میں: مارک اپ ادائیگیاں	742.1	622.7	733.1	830.2	1,475.2	1,452.9	29.8	-16.1	3.3	13.2	15.1	-1.5
دفاع	224.5	261.7	262.1	258.8	486.6	520.5	-7.5	16.6	-8.6	-1.3	-8.1	7.0
غیر مارک اپ اخراجات	1,070.5	1,345.4	1,483.7	1,877.3	2,554.2	3,222.8	5.9	25.7	3.8	26.5	4.7	26.2
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	215.2	264.7	242.6	306.8	457.9	571.5	46.2	23.0	-25.6	26.4	-3.3	24.8
(ج) شماریاتی فرق	-64.7	14.2	66.6	66.5	1.9	80.6	n-a	n-a	n-a	-0.2	-94.1	
3۔ مجموعی بجٹ توازن	**-484.3**	**-438.5**	**-653.6**	**-933.3**	**-1,137.9**	**-1,371.8**	**69.3**	**-9.5**	**-7.8**	**42.8**	**14.4**	**20.6**
جی ڈی پی کا فیصد	*-0.9*	*-0.7*	*-1.2*	*-1.5*	*-2.1*	*-2.1*						
4۔ بنیادی آمدنی	**257.7**	**184.2**	**79.5**	**-103.2**	**337.2**	**81.1**	**-9.8**	**-28.5**	**-**	**-**	**17.7**	**-76.0**
جی ڈی پی کا فیصد	0.5	0.3	0.1	-0.2	0.6	0.1						
5۔ محصولاتی توازن	**-333.9**	**-159.7**	**-344.3**	**-560.0**	**-678.2**	**-719.7**	**دستیاب نہیں**	**-52.2**	**-13.1**	**62.6**	**38.6**	**6.1**
جی ڈی پی کا فیصد	-0.6	-0.2	-0.6	-0.9	-1.2	-1.1						
6۔ قرضے (الف+ب)	**484.3**	**438.5**	**653.6**	**933.3**	**1,137.9**	**1,371.8**	**69.3**	**-9.5**	**-7.8**	**42.8**	**14.4**	**20.6**
(الف) بیرونی (خالص)	161.4	466.1	293.1	559.5	454.4	1,025.6	-3.1	-	-15.6	90.9	-11.5	-
(ب) ملکی (خالص)	323.0	-27.6	360.5	373.8	683.5	346.2	-	-	-0.3	3.7	42.1	-49.4

ماخذ: وزارتِ خزانہ

اخراجات میں بیشتر اضافہ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں ہوا، جس سے سماجی تحفظ کی گرانٹس اور زراعانت، اور اس کے بعد سودی ادائیگیوں پر جاری اخراجات بڑھ گئے۔

مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران جاری اخراجات میں تقریباً نصف سماجی تحفظ کی گرانٹس پر خرچ کیا گیا، جس میں معاشی تحریک پیکیج کے تحت کووڈ ویکسین کی خریداری اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) کے شعبوں پر زیادہ توجہ دی گئی۔

اسی طرح بجلی کے شعبے کے زراعانت کے ایک بڑے حجم کے سبب سرکلر ڈیٹ مینجمنٹ پلان کے تحت آئی پی پیز کو بقایاجات کی جزوی ادائیگی ضروری ہوگئی تھی، جس نے مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری اخراجات کو بڑھا دیا۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں سودی ادائیگیوں میں بھی خاصا اضافہ ہوا، جو بڑی حد تک بڑھتی ہوئی شرح سود کے حالات میں رواں شرح ملکی قرضے کے بڑھتے ہوئے حصے کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم حکام نے مالیاتی خسارے کی مجموعی سطح کو قابو میں رکھنے کے لیے مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ترقیاتی اخراجات کی رفتار کم کردی تھی۔

شکل4.2: رواں/متغیر شرح ملکی قرض کا بڑھتا ہوا حصہ

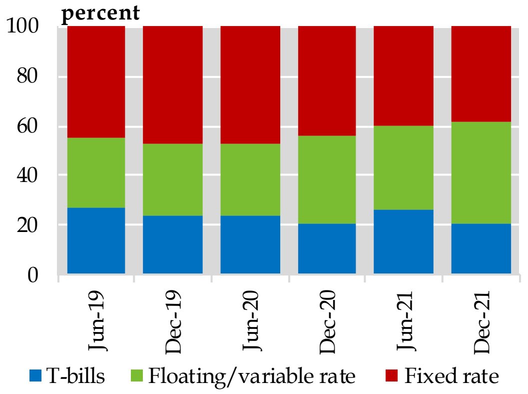

Source: State Bank of Pakistan

شکل4.3: قرض واپس کرنے کی صلاحیت

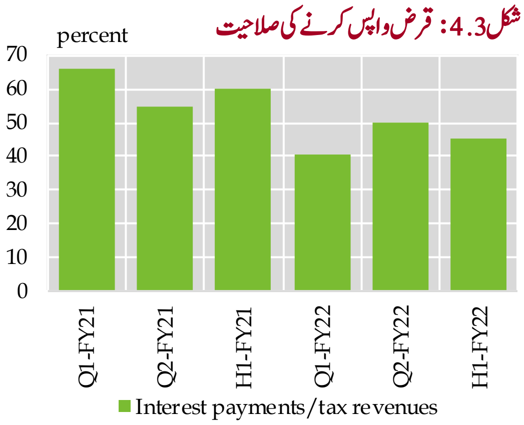

Source: Ministry of Finance, State Bank of Pakistan

محاصل کے لحاظ سے ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں میں قابلِ ذکر اضافے کے نتیجے میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی وصولیاں بڑھ گئیں۔ پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی سے کم وصولی کے سبب نان ٹیکس وصولیوں میں خاصی کمی دیکھی گئی۔ ٹیکس وصولیوں میں تقریباً تین تہائی اضافہ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں ہوا، جس سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے، درآمدات کے بلند حجم اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔ مزید برآں، معاشی سرگرمی میں توسیع، قیمتوں کی عمومی سطح میں اضافہ اور ٹیکس انتظامیہ میں مسلسل اصلاحات سے بھی ٹیکسوں کی وصولی کو تقویت ملی۔ تاہم پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کی شرحوں میں کٹوتی کے سبب ملکی سیلز ٹیکس میں کمی سے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ٹیکسوں کی وصولی کی رفتار میں معمولی کمی آئی۔ ملکی صارفین کو تیل کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے حکومت نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی میں خاصی کمی کر دی تھی۔

اگرچہ ٹیکسوں میں درآمدات پر مبنی بھاری اضافے سے محصولاتی توازن کو محدود رکھنے میں مدد ملی، تاہم ٹیکس محاصل میں طویل مدتی بہتری کا دارومدار ٹیکس اساس کی توسیع پر ہے۔ ٹیکس قواعد اور طریقوں میں رکاوٹیں کم ٹیکسوں پر منتج ہوتی ہیں اور یہ ٹیکس اساس میں توسیع کو محدود کر دیتی ہیں (باکس 4.1)۔ ٹیکس اور جی ڈی پی کے تناسب میں بہتری لانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ٹیکس استثنا کو عملی بنانے، ٹیکسوں کے طریقوں کو آسان اور زیادہ سے زیادہ باضابطہ بنانے پر توجہ دینا ٹیکس وصولی میں پائیدار بہتری کے حصول میں کلیدی ثابت ہو گا۔

بحیثیت مجموعی، جاری اخراجات میں اضافے نے محصولات میں توسیع کا اثر زائل کر دیا، اور یہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں مالیاتی اظہاریوں میں بگاڑ پر منتج ہوا۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ دگنے سے زیادہ اضافے کے ساتھ 1.5 فیصد تک پہنچ گیا جو مالی سال 22 کی پہلی سہ ماہی میں 0.7 فیصد اور گذشتہ برس کی اسی مدت میں جی ڈی پی کا 1.2 فیصد تھا۔ اسی طرح، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں بنیادی توازن خسارے میں بدل گیا، جبکہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں محصولاتی خسارہ بڑھ گیا (**شکل 4.1ج**)۔

بیرونی رقوم کی آمد کی دستیابی میں اضافے کے ساتھ خسارے کی مالکاری کی ضروریات میں سے بیشتر بیرونی ذرائع سے پوری کی گئیں۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بازِ قدرپیمائی کے بھاری نقصانات اور خسارے کی مالکاری کی ضروریات نے سرکاری قرضوں کو خاصا بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے بیشتر قرضہ طویل مدتی تمسکات کے ذریعے پورا کیا گیا۔ تاہم رواں شرح کے حامل طویل مدتی ملکی قرضہ جاتی تمسکات متعارف کرانے سے ملکی قرض کے اجزائے ترکیبی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) اور معین شرح قرض کی جگہ متغیر شرح تمسکات پر منتقل ہو گئے ہیں (**شکل 4.2**)۔ اگرچہ اس سے سرکاری قرضے کی مجموعی

عرصیت کے خاکے میں بہتری آئی ہے، تاہم خطرۂ شرح سود بڑھ گیا ہے کیونکہ بیشتر رقوم بڑھتی ہوئی شرح سود کے حالات میں متغیر / رواں شرحوں پر حاصل کی گئی ہیں۔

عرصیت کے خاکے کی طوالت اور نئی قیمت بندی کے خطرات کے درمیان توازن برقرار رکھنا قرضہ جاتی پائیداری یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے۔ متغیر شرح تمسکات کے بڑھتے ہوئے حصے کے ساتھ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں سودی ادائیگیوں اور ٹیکس محصولات کا تناسب بگڑنا شروع ہو گیا (**شکل 4.3**)۔ مزید بر آں، قرض گیری کی لاگت پر قابو پانے کے لیے قرضوں کے آپشنز کو متنوع بنانے کی ضرورت ہے۔ ایسا کرنا غیر بینک قرضوں کے پنشن فنڈز، کارپوریشنوں جیسے قرضوں کے غیر بینک ذرائع پر توجہ دے کر قرضہ منڈی کو گہرا کرنے کی اصلاحات سے ممکن ہے۔

باکس 4.1: پاکستان میں ٹیکس استثنا جنرل سیلز ٹیکس کی اساس ختم کر دیتا ہے

دیگر ترقی پذیر معیشتوں کی طرح پاکستان بھی ٹیکس محاصل جمع کرنے کے لیے جی ایس ٹی پر بہت انحصار کرتا ہے۔ ملک کے جی ایس ٹی محصولات مالی سال12ء میں جی ڈی پی کے 4.0 فیصد کی سطح سے معمولی اضافے کے ساتھ بڑھ کر مالی سال 21ء میں 4.2 فیصد ہو چکے ہیں، اور اس کے ساتھ ٹیکس کی شرح 16 فیصد سے بڑھ کر 17 فیصد ہو گئی ہے (**شکل 4.1.1**)۔[1] بحیثیت مجموعی ٹیکسوں میں جی ایس ٹی کی وصولی کا حصہ اس مدت کے دوران کسی تبدیلی کے بغیر 41 فیصد پر رہا۔ ایک بین الاقوامی تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ پاکستان میں جی ایس ٹی کی شرح ہم پلہ ممالک کی اوسط کے قریب ہے تاہم ٹیکسوں کی وصولی بین الاقوامی معیارات سے کم ہے (**شکل 4.1.2**)۔ اس کمزور کارکردگی کی کئی وجوہات ہیں جن میں ٹیکسوں سے جامع استثنا، کمزور ٹیکس انتظامیہ اور ٹیکسوں کی تعمیل کی کم سطح شامل ہیں۔ ان عوامل نے ٹیکسوں کی اساس کو بگاڑ کر جی ایس ٹی کے ملکی نظام کی کارکردگی کو متاثر کیا ہے۔ اس پس منظر میں، اس باکس میں پاکستان میں جی ایس ٹی کے نظام کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا ہے تا کہ ٹیکس وصولی پر ان ساختی رکاوٹوں کے اثرات کو جانچا جا سکے۔

شکل 4.1.1: پاکستان میں جی ایس ٹی کی کارکردگی

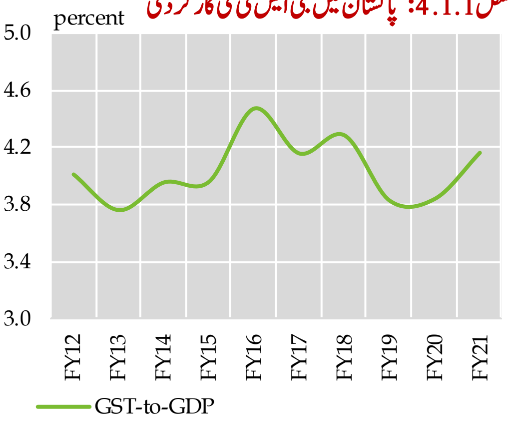

Source: Federal Board of Revenue

جی ایس ٹی کی کارکردگی ایک سال میں جمع شدہ اصل جی ایس ٹی محاصل اور ٹیکس کو کامل انداز میں معیاری شرح پر نافذ کرنے کے نتیجے میں جمع ہونے والے ممکنہ محاصل کا تناسب ہے، تمام خرچ پر، استثنا کی عدم موجودگی میں۔ لٹریچر میں اس خیال کو C کارکردگی کہا جاتا ہے اور اس کی پیمائش اس طرح کی جا سکتی ہے: $E^c = \frac{V}{\tau_s C}$

اس میں V کا مطلب ہے VAT محاصل، τ_s معیاری ٹیکس شرح، C کا مطلب ہے خرچ اور E^c ظاہر کرتا ہے C کارکردگی۔ C کارکردگی اصل قدر اضافی ٹیکس محاصل اور معیاری ٹیکس شرح کی پروڈکٹ اور خرچ کے تناسب [Ebrill et al (2001), Keen (2013)]۔[2،3] 100 کی قدر سے بہترین ممکنہ صورت حال کی نشاندہی ہوتی ہے، جس میں تمام صرف پر یکساں شرح سے ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ E^c کی کم شرح سے صرف پر معیاری ٹیکس شرح سے انحراف، ٹیکسوں سے گریز، استثنا اور دیگر انتظامی مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح، 100 سے

1 مالی سال19ء کی معاشی سست رفتاری اور مالی سال20ء میں کووڈ کے نتیجے میں سکڑاؤ کے سبب جی ایس ٹی کی وصولی کم ہو کر جی ڈی پی کا 3.8 فیصد رہ گئی۔

2 صرف کا ڈیٹا نیشنل انکم اکاؤنٹس سے حاصل کیا جاتا ہے۔

3 Ebrill, L. P., Keen, M., and Perry, V. J. (2001). Understanding the Revenue Performance of VATs. In The Modern VAT. International Monetary Fund; M. Keen (2013). The anatomy of the VAT. Working Paper/13/111. Fiscal Affairs Department. Washington D.C.: IMF.

زائد قدر سے ثانوی اور حتمی صرف دونوں پر عائد لیویز سے پیدا شدہ دگنی ٹیکس کاری اور وی اے ٹی اساس میں سرمایہ کاری کی شمولیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ لہٰذا، ایک جتنی ٹیکس شرحوں والے ممالک میں محصولات جمع کرنے کی شرحوں میں ٹیکس نظام کی مختلف کارکردگی کی وجہ سے فرق ہو سکتا ہے۔

لٹریچر کے ایک بڑے حصے میں قدر اضافی ٹیکسوں (وی اے ٹی) کی کارکردگی کو جانچنے کے لیے C کارکردگی کے تصور کو استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً، واحد (2010ء) نے مالی سال 2000ء تا 2010ء کے دوران پاکستان میں جی سی ٹی کی C کارکردگی کا تخمینہ لگایا جو 28 فیصد ہے اور نشاندہی کی گئی کہ ٹیکسوں کی مختلف شرحیں اور ٹیکس استثنا کا بلند حجم پاکستان میں ٹیکسوں کی کم کارکردگی پر منتج ہوتا ہے۔[4] اسی طرح کیوک (2016ء) نے تخمینہ لگایا کہ پاکستان میں جی ایس ٹی کی C کارکردگی 1990ء کے 0.11 سے بڑھ کر 2015ء میں 0.23 تک پہنچ گئی جس سے ٹیکس استثنا کے خاصے استعمال کی عکاسی ہوتی ہے۔[5] یوئیدہ (2017ء) نے ترقی یافتہ معیشتوں میں وی اے ٹی محصولات کی C کارکردگی کے اہم محرکات کا تجزیہ کیا اور نشاندہی کی گئی کہ C کارکردگی میں تبدیلیاں پیداواری فرق سے ہم آہنگ ہیں۔[6] لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ معاشی نمو پر جی ایس ٹی کے ٹیکسوں کے اثرات کا انحصار ٹیکس ڈیزائن پر ہے۔ C کارکردگی میں بہتری کے ذریعے جی ایس ٹی محصولات میں اضافے کو ٹیکس شرحوں میں عمومی اضافے کے مقابلے میں نمو بڑھانے والا سمجھا جاتا ہے [Ormaechea, et al (2019)]۔[7] سی کارکردگی کو مختلف ممالک میں محصولات کی کارکردگی جانچنے کا ایک عام اظہاریہ سمجھا جاتا ہے۔ او ای سی ڈی 'صرف ٹیکس کے رجحانات' پر سالانہ اشاعت میں وی اے ٹی کی کارکردگی کا تناسب شائع کرتا ہے (2020ء)۔[8]

شکل 4.1.2: جی ایس ٹی کی شرحوں کا عالمی تقابل

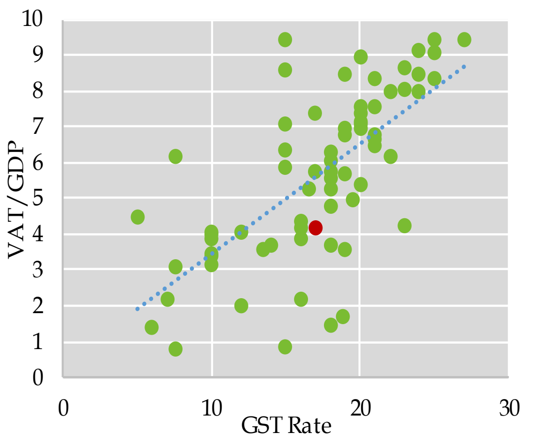

Sources: OECD Revenue Statistics & Trading Economics

مالی سال 12ء تا مالی سال 21ء کے دوران فارمولے کی بنیاد پر پاکستان کے جی ایس ٹی کے محاصل کی C کارکردگی 24 تا 29 فیصد رہی ہے، جو معمولی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہے۔ مالی سال 21ء میں یہ تناسب 26 فیصد تھا، جبکہ مالی سال 19ء اور مالی سال 20ء میں معمولی بہتری دیکھنے میں آئی تھی (**شکل 4.1.3 الف، ب اور ج**)۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 21ء میں ایک پوائنٹ جی ایس ٹی اور جی ڈی پی کے تناسب میں 0.26 فیصدی درجے اضافے کا ذمہ دار تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء میں ٹیکس استثنا، عملدرآمد کی کم سطح اور ٹیکس انتظامیہ میں مسائل جیسی ٹیکس نظام کی خامیوں کی وجہ سے ممکنہ طور پر 74 فیصد جی ایس ٹی محاصل جمع نہ کیے جا سکے۔

---

[4] یو. واحد (2010ء)۔ پاکستان میں اصلاح شدہ سیلز ٹیکس/وی اے ٹی کا معاشی تجزیہ۔ والیم 10 نمبر 1۔ ایف بی آر سہ ماہی تجزیہ۔ اسٹریٹجک پلاننگ اور ریسرچ و شماریات ونگ۔ اسلام آباد: ایف بی آر۔

[5] M. S. Cevik (2016). Unlocking Pakistan's revenue potential. Working Paper/16/182. Fiscal Affairs Department. Washington D.C.: IMF

[6] M. J. Ueda (2017). The evolution of potential VAT revenues and C-efficiency in advanced economies. Working Paper/17/158. Fiscal Affairs Department. Washington D.C.: IMF.

[7] Ormaechea, M. S. A., & Morozumi, A. (2019). The value added tax and growth: Design matters. Working Paper/19/96. Institute for Capacity Development. Washington D.C.

[8] OECD (2020), Consumption Tax Trends 2020: VAT/GST and Excise Rates, Trends and Policy Issues, OECD Publishing, Paris, https://doi.org/10.1787/152def2d-en.

شکل 4.1.3الف: جی ایس ٹی سے استثنا اور ٹیکس کارکردگی

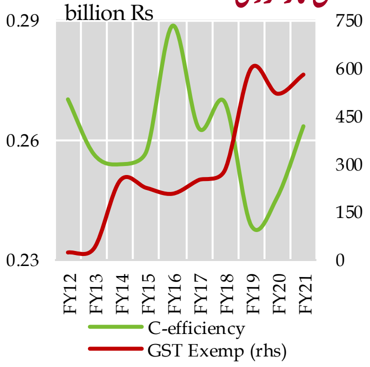

شکل 4.1.3ب: جی ایس ٹی رجحان سی کارکردگی سے ہم آہنگ

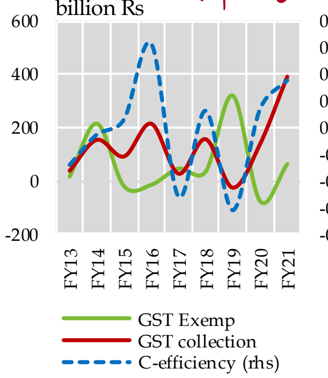

شکل 4.1.3ج: جی ایس ٹی وصولیوں کے اہم محرکات

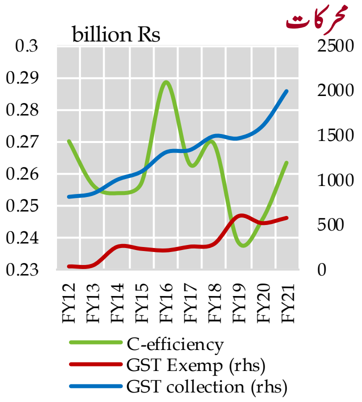

Source: FBR, SBP estimates

بین الاقوامی تقابل سے پتہ چلتاہے کہ اگرچہ پاکستان میں جی ایس ٹی کی C کارکردگی بدترین کارکردگی کے حامل افریقی ممالک کی نسبت بہتر ہے، لیکن یہ ایشیامیں کم ترین ہے، اوریورپی یونین اور او ای سی ڈی ممالک کے مؤثر وی اے ٹی نظاموں سے بھی کم ہے (**شکل 4.1.4**)۔[9]

شکل 4.1.4د: وی اے ٹی کی سی کارکردگی، ملکی تقابل

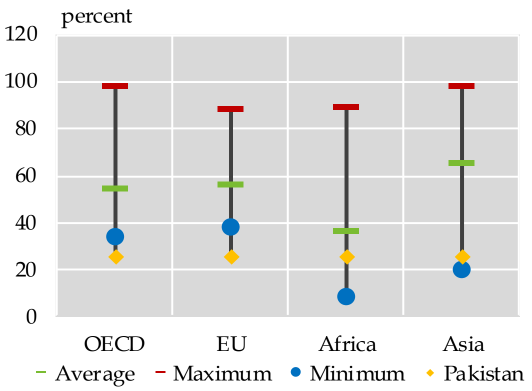

Source: OECD Revenue Statistics & Trading Economics

جی ایس ٹی محاصل کے رجحانات اور اس کے اہم محرکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 12ء تا 21ء کے دوران C کارکردگی نے جی ایس ٹی کی وصولی پر خاصے اثرات مرتب کیے۔ اس سے پتہ چلتاہے کہ جی ایس ٹی کی وصولی کو ٹیکسوں کی شرحوں میں عمومی اضافہ متعارف کرائے بغیر ٹیکس نظام کی C کارکردگی میں بہتری لاکر بڑھایاجا سکتاہے۔ ایک طویل مدتی تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 12ء تا 21ء کے دوران جی ایس ٹی سے استثنا میں خاصے اضافے سے اس مدت میں جی ایس ٹی کی C کارکردگی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً برآمدی نوعیت کے پانچ شعبے (ٹیکسٹائل، چمڑا، قالین، کھیلوں کا سامان اور آلات جراحی) مالی سال 12ء سے صفر درجہ بندی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مالی سال 19ء میں ایسے شعبوں کو دیے گئے استثنا کا محصولاتی اثر 86.7 ارب روپے تھا۔ محصولات جمع کرنے میں بہتری لانے کی غرض سے یہ استثنا مالی سال 20ء میں ختم کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں مالی سال 20ء میں ٹیکس استثنا میں 73 ارب روپے کی کمی دیکھی گئی۔

ان مستثنیات کے نتیجے میں قابل ٹیکس صرف کم ہو گیا جس سے جی ایس ٹی کی ٹیکس اساس سکڑ گئی۔ لہٰذا، جن برسوں میں ٹیکسوں میں استثنا کو بڑھایا گیا، ان میں C کارکردگی میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔ مزید برآں، پاکستان میں ٹیکس انتظامیہ کو بہتر بنانے اور ٹیکس اساس کی توسیع کا عمل جاری ہے۔ ٹیکس مستثنیات کو عملیت پسند بنانے پر پائیدار توجہ، ٹیکس اساس میں توسیع اور بہتر ٹیکس انتظامیہ ٹیکس محاصل میں طویل مدتی اضافہ یقینی بنانے میں کلیدی ثابت ہو گا۔

[9] او ای سی ڈی محصولاتی شماریات، 2020ء جو اس لنک پر دستیاب ہے www.stats.oecd.org/Index.aspx?DataSetCode=RS_GBL۔ 15 جنوری 2022ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

شکل 4.5: ٹیکس وصولی بمقابلہ ہدف

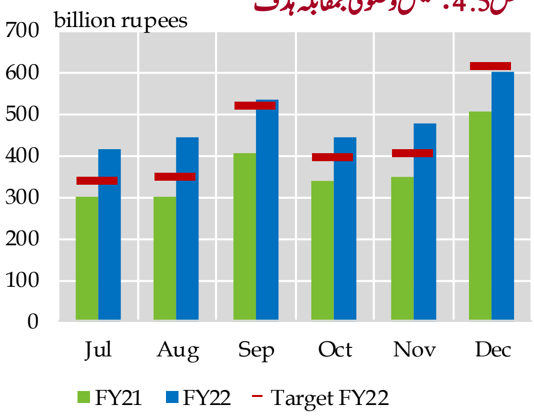

Source: Federal Board of Revenue

مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ٹیکس وصولیوں میں سست رفتاری ملکی سیلز ٹیکس سے وصولیوں میں کمی کے نتیجے میں ہوئی۔ خصوصاً، پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کی وصولی میں کمی دیکھی گئی جس کی وجوہات میں جی ایس ٹی کی شرح میں کمی کے ساتھ ساتھ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی شامل تھی۔ دوسری جانب، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران این ٹی آرز کے سکڑنے کی رفتار میں معمولی کمی کے بعد پیٹرولیم مصنوعات پر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرحوں میں اضافہ ہوگیا۔

شکل 4.4 جمع شدہ محاصل بلحاظ ہدف

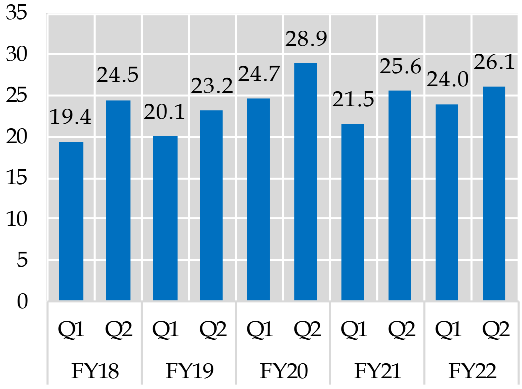

Source: Ministry of Finance

4.2 محاصل

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں محصولات جمع کرنے میں 18 فیصد کا قابل ذکر اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس یہ اضافہ 3.7 فیصد تھا۔ یہ تمام اضافہ ٹیکس محاصل میں ہوا، جس نے اس مدت میں غیر ٹیکس محاصل میں 14.6 فیصد کمی کی تلافی کر دی (**جدول 4.2**)۔ سہ ماہی کارکردگی کے لحاظ سے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ٹیکس وصولیوں میں نمایاں سست رفتاری دیکھنے میں آئی۔ دوسری جانب، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران این ٹی آر وصولیوں میں کسی حد تک بہتری آگئی۔

جدول 4.2: محاصل کی مجموعی وصولی

ارب روپے نمو فیصد میں

	وصولی						نمو					
	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
مجموعی محاصل (2+1)	**1478.7**	**1808.5**	**1872.4**	**2147.5**	**3351.2**	**3956.0**	**-0.7**	**22.3**	**7.4**	**14.7**	**3.7**	**18.0**
1۔ ٹیکس محاصل (الف+ب)	1122.4	1532.8	1333.5	1658.3	2455.9	3191.0	5.0	36.6	7.6	24.4	6.4	29.9
(الف) وفاقی	1010.6	1398.0	1199.4	1521.8	2210.0	2919.8	4.8	38.3	6.2	26.9	5.6	32.1
(ب) صوبائی	111.8	134.8	134.1	136.4	245.9	271.2	7.0	20.6	22.0	1.8	14.7	10.3
2۔ غیر ٹیکس محاصل	356.3	275.7	538.9	489.2	895.3	764.9	-15.2	-22.6	6.9	-9.2	-3.1	-14.6

ماخذ: وزارت خزانہ

جدول4.3: ایف بی آر ٹیکس وصولی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	وصولی						نمو					
	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
ایف بی آر ٹیکس (الف+ب)	**1,010.2**	**1,396.4**	**1,193.8**	**1,523.4**	**2,204.0**	**2,919.9**	**4.8**	**38.2**	**5.7**	**27.6**	**5.3**	**32.5**
(الف) بلاواسطہ ٹیکس	362.7	481.4	463.5	539.9	826.2	1,021.4	2.0	32.7	8.1	16.5	5.3	23.6
(ب) بالواسطہ ٹیکس	647.6	915.0	730.3	983.5	1,377.8	1,898.5	6.4	41.3	4.3	34.7	5.3	37.8
درآمدات سے متعلق	390.1	644.2	452.7	725.3	842.8	1,369.5	3.7	65.1	13.5	60.2	8.8	62.5
کسٹم ڈیوٹی	154.2	218.8	179.9	258.4	334.1	477.2	-0.9	41.9	4.3	43.6	1.8	42.8
سیلز ٹیکس	434.9	625.3	481.9	649.7	916.8	1,275.0	7.7	43.8	6.0	34.8	6.8	39.1
درآمدات	235.9	425.4	272.7	466.9	508.6	892.3	7.0	80.4	20.5	71.2	13.8	75.4
ملکی	199.0	199.9	209.1	183.8	408.1	383.7	8.1	0.4	-7.8	-12.1	-0.7	-6.0
وفاقی ایکسائز	58.4	70.9	68.5	75.4	126.9	146.3	18.8	21.4	-6.2	10.1	3.8	15.3

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

ایف بی آر وصولیاں

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں میں 32.5 فیصد توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.3 فیصد کا اضافہ ہوا تھا (**جدول4.3**)۔ ایسا دوسری سہ ماہی کے دوران ملکی سطح پر جی ایس ٹی کی وصولی میں کمی کے باوجود دیکھا گیا۔ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں، جی ایس ٹی اور کسٹم ڈیوٹی کا اس اضافے میں بڑا حصہ تھا (**جدول4.4**)۔ مزید برآں، گذشتہ برس کے مقابلے میں معاشی سرگرمی میں بہتری اور ٹیکس انتظامیہ کی مسلسل کوششوں سے اس اضافے کو مزید تقویت ملی۔ ان عوامل کی بدولت ایف بی آر کی ششماہی وصولی کا ہدف 285 ارب روپے زائد رہا۔ مالی سال22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکس وصولی سالانہ بجٹ کے ہدف کے 50 فیصد کی سطح پر تھی، جو گذشتہ چند برسوں میں دیکھی گئی سطح سے تجاوز کر گئی۔ مالی سال20ء ذرا مختلف سال تھا، جس میں کووڈ19 پھیلنے کے بعد ہدف پر دو مرتبہ نظر ثانی کی گئی (**شکل4.4** اور **4.5**)۔

ٹیکس انتظامیہ کی کوششیں

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکس انتظامیہ کی اصلاحات میں تیزی آگئی، جس کا مقصد انتظامی کارکردگی میں بہتری لانا، ٹیکس چوری کو محدود کرنا اور کاروبار کرنے میں آسانی کو یقینی بنانا ہے۔

اس ضمن میں کیے گئے بعض اقدامات یہ ہیں: (i) تمباکو اور چینی کے شعبوں کے لیے ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم متعارف کرانا تاکہ معیشت کو دستاویزیت میں سہولت ملے اور ان شعبوں میں ٹیکس چوری کو روکا جاسکے (**باکس4.2**)؛[10] (ii) پی او ایس

جدول4.4: درآمدات سے متعلق ٹیکس، پہلی ششماہی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س21ء	م س22ء	نمو م س21ء	نمو م س22ء
درآمدات سے متعلق ٹیکس	**937.3**	**1,505.1**	**21.0**	**60.6**
سیلز ٹیکس (درآمدات)	508.6	892.3	13.8	75.4
کسٹم ڈیوٹی	334.1	477.2	3.0	42.8
ودہولڈنگ ٹیکس (درآمدات)	90.8	132.4	-14.2	45.8

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

[10] تمباکو اور چینی پر ٹی ٹی ایس اکتوبر اور نومبر 2021ء میں عائد کیا گیا۔

نظام پر بڑے ریٹیلروں کو مربوط بنانے کا آغاز۔ ایف بی آر نے مالی سال 21ء میں سطح اوّل کے خردہ فروشوں کو یکجا کر کے پی او ایس انوائسنگ نظام متعارف کرایا۔ دستاویزیت میں بہتری لانے اور ٹیکس اساس میں توسیع کے لیے اب اس نظام کو بڑے خردہ فروشوں سے منسلک کیا گیا ہے۔ مالی سال 21ء میں اس نظام میں مجموعی طور پر 1572 خردہ فروشوں کو شامل کیا گیا اور 14,160 پی او ایس مشینوں نصب کی گئیں۔[11] ان کوششوں کے تسلسل میں فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے مالی سال 22ء میں 500 سب سے بڑے خردہ فروشوں کو شامل کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے، اور (iii) صوبائی محصولاتی حکام کے اشتراک سے سنگل سیلز ٹیکس کا ایک پورٹل متعارف کرایا گیا، اور اس اقدام سے ٹیکس تعمیل پر خرچ ہونے والے وقت اور اخراجات میں کمی لا کر کاروبار کرنے کی لاگت میں کمی آئے گی۔ مثلاً، اس پورٹل سے ٹیکس دہندگان کو صوبائی محصولات کے پورٹل پر پچھلے طریقے کے مطابق چھ گوشواروں کے بجائے سنگل ماہانہ سیلز ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی اجازت ہوگی، (iv) ایف بی آر نے پاکستان سنگل ونڈو متعارف کرائی ہے تاکہ قانونی تجارت کے لیے کلیئرنس کے وقت کو کم سے کم کیا جاسکے، اور (v) ٹیکس انتظامیہ تک رسائی کے لیے ای سماعت کا ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں تعمیل کے وقت میں کمی آئے گی۔

مزید برآں، حکام نے نامزد غیر مالی کاروبار اور پیشوں (ڈی این ایف بی پیز) کے حوالے سے انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی فنانسنگ کی روک تھام (اے ایم ایل / سی ایف ٹی) کے بارے میں فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کے ایکشن پلان پر عملدرآمد جاری رکھا۔ اس پس منظر میں ایف اے ٹی ایف کے جون 2021ء کے اجلاس میں نامزد غیر مالی کاروباروں اور پیشوں کے لیے دو مخصوص اقدامات کی منظوری دی گئی تھی جنہیں ایف بی آر ریگولیٹ کرتا ہے۔ تب سے ایف بی آر نامزد غیر مالی کاروبار اور پیشوں کو اے ایم ایل / سی ایف ٹی ضوابط پر عملدرآمد میں سہولت دینے کے لیے مشکوک ٹرانزیکشن رپورٹ (ایس ٹی آر) جاری کرنے سمیت ایک آن لائن پورٹل اور موبائل ایپلی کیشن متعارف کرا چکا ہے۔ اسی طرح، ایف بی آر ٹیکس چوری کو کم سے کم کرنے اور عدم تعمیل پر جرمانے نافذ کرنے کے لیے نامزد غیر مالی کاروباروں اور پیشوں کے متعدد معائنے کر چکا ہے۔[12]

بلاواسطہ ٹیکسوں کی کارکردگی مضبوط رہی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولیوں میں مضبوط نمو ہوئی۔ یہ سارا اضافہ درآمدی ٹیکسوں کا مرہون منت تھا کیونکہ اس مدت میں ملکی سیلز ٹیکس وصولی کم رہی۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان ٹیکسوں میں تقریباً ایک تہائی اضافہ پیٹرولیم مصنوعات سے حاصل ہوا (**شکل 4.6**)۔ یہ اضافہ بڑھتے ہوئے درآمدی حجم، تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے مشترکہ اثر کو ظاہر کرتا ہے (**شکل 4.7**)۔

شکل 4.6: بالواسطہ ٹیکسوں میں آمدنی کے اہم ذرائع، پہلی ششماہی کی نمو میں حصہ

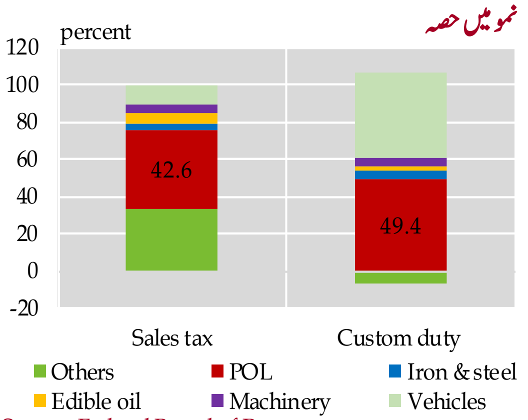

Source: Federal Board of Revenue

---

[11] ایف بی آر کا ششماہی جائزہ برائے جولائی تا دسمبر 22-2021ء (والیم 21، نمبر 1)۔ فیڈرل بورڈ آف ریونیو میں وسائل جمع کرنے کی کوششوں کا جائزہ۔

[12] ماخذ: ایف بی آر پریس ریلیز بتاریخ 21 اکتوبر 2021ء جو اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.fbr.gov.pk/pr/fbr-completes-fatf-actions-on-dnfbps-ahead-of/163201۔ 15 جنوری 2022ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

باکس 4.2: ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم: پاکستان میں ٹیکسوں سے گریز پر قابو پانے کے لیے اقدام

ایف بی آر نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں تمباکو اور چینی کے شعبوں میں ٹریک اور ٹریس نظام نافذ کیا، جس کا مقصد ٹیکس وصولی میں بہتری تھا۔ ٹریک اور ٹریس نظام ٹیکسوں سے گریز اور اشیا کی غیر قانونی پیداوار / رسد کے خاتمے کے لیے خردہ فروشوں کو پیداوار / درآمدات کی پوری رسدی زنجیر کے لیے اشیا کی الیکٹرانک نگرانی یقینی بناتا ہے۔ اس کا نفاذ منفرد شناختی مارکنگ (یو آئی ایم) یا ٹیکس اسٹیمپوں سے کیا جاتا ہے جو ڈجیٹل خصوصیات سے لیس ہوتی ہیں۔ ان اسٹیمپس کا اطلاق پیدا ہونے والی اشیا کے ہر پیچ پر ہوتا ہے جنہیں مارکیٹ میں فراہم کیا جاتا ہے اور اس طرح رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ رسد کے درمیان فرق کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس نظام سے ٹیکس حکام کو اسمگل شدہ، جعلی اور غیر رجسٹرڈ مصنوعات کی رسد جانچنے میں سہولت ملتی ہے۔ مزید برآں، ٹریک اور ٹریس نظام سے ٹیکس وصول کرنے والی اتھارٹی کو پیداواری حجم کے ایک مرکزی پوائنٹ پر قریب ترین بروقت ڈیٹا جمع کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

عالمی سطح پر ایک دہائی سے زائد عرصہ میں تمباکو کو جانچنے کے لیے مختلف قسم کے مانیٹرنگ نظام موجود رہے ہیں۔ اس وقت ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم دنیا بھر کے 80 سے زائد ممالک میں استعمال کیا جارہا ہے۔[13] تاہم، تمباکو مصنوعات کی غیر قانونی تجارت روکنے کے پروٹوکول پر عالمی ادارہ صحت کا فریم ورک کنونشن برائے تمباکو کنٹرول (آئی ٹی پی) 2018ء میں نافذ کیا گیا۔[14] آئی ٹی پی کے تحت ضروری ہے کہ تمام فریق تمباکو کی تجارت کی نگرانی کے لیے ٹریک اور ٹریس نظام متعارف کرائیں۔

پیداوار / فروخت کی سرگرمیوں کی نگرانی اور معلومات جمع کرنے کے ایک قابل بھروسہ نظام کی عدم موجودگی، ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کی کوششوں میں ایک اہم رکاوٹ رہی ہے۔ خصوصاً، بعض اشیا کی پیداوار اور فروخت کی مقررہ حجم سے کم رپورٹنگ کی وجہ سے ہر سال ملکی سطح پر بالواسطہ ٹیکسوں کی آمدنی کی خاصی رقم وصول نہیں جاسکتی۔ مثلاً، ایف بی آر کے تخمینے کے مطابق ہر سال صرف تمباکو کے شعبے میں 70 ارب روپے کے ٹیکس چوری ہو جاتے ہیں۔[15]،[16] اس ممکنہ آمدنی سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایف بی آر چند برسوں سے ٹی ٹی ایس کو متعارف کرانے کے مرحلے سے گزر رہا تھا۔ تاہم اس نظام کو ماہرین کی کمی اور قانونی مسائل جیسے بعض چیلنجوں کی وجہ سے متعارف نہیں کرایا جاسکا تھا۔[17] مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکام نے تمباکو اور چینی کے شعبوں پر نگرانی کے اس نظام کا کامیابی کے ساتھ نفاذ کیا، جس کا مقصد مستقبل قریب میں کھاد، سیمنٹ اور مشروبات کے شعبوں تک اس کی کوریج کو توسیع دینا تھا۔

قبل ازیں ایف بی آر نے 2019ء میں اس نظام کو متعارف کرانے کی کوششوں کے سلسلے میں ٹی ٹی ایس کے قواعد وضع کیے تھے۔[18] ان قواعد کے مطابق ٹی ٹی ایس سروس فراہم کنندہ مخصوص شعبوں کی تمام پیداواری تنصیبات اور درآمدی اسٹیشنوں پر اسٹیمپنگ مشینوں کی تنصیب یقینی بنانے کا ذمہ دار ہے۔ ان مشینوں کو ایف بی آر میں واقع مرکزی نظام (مرکزی کنٹرول روم) کے ساتھ مربوط کیا جانا ہے تاکہ پیداواری حجم کو بروقت درج کیا جاسکے۔ پیداواری مقامات سے ترسیل سے قبل تیار ہونے والے ہر پیکیج (بشمول مخصوص اشیا کے ٹن، کنٹینر یا بوتل) پر اسٹیمپ لگانا ضروری ہے۔ ٹیکس اسٹیمپ ایک فیتے، اسٹکر، لیبل، بارکوڈ وغیرہ کی شکل میں ہوسکتے ہیں۔ اشیا سازی کے مقام پر تمام پیداواری سہولتوں کو نظام کی تنصیب، معمول کی پیداواری سرگرمیوں اور نظام کے معائنے کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ ٹیکس اسٹیمپوں / اسٹکروں کی مطلوبہ مقدار فراہم کرنے کی ذمہ داری بھی مینوفیکچرر کی ہے۔

---

13 ماخذ: ایف بی آر نیوز لیٹر، ریونیوز، شمارہ برائے نومبر 2021 درج ذیل لنک پر دستیاب ہے:
https://download1.fbr.gov.pk/Docs/2022161614145437ReveNewsIssueNovember2021Eng.pdf

14 عالمی ادارۂ صحت، اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.who.int/fctc/protocol/illicit_trade/protocol-publication/en/, https://www.who.int/fctc/mediacentre/news/2018/protocol-officially-entering-into-force/en/، 15 جنوری 2022ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

15 ایف بی آر نیوز لیٹر، ریونیوز، شمارہ مہینہ، نومبر 2021ء۔

16 مالی سال 21ء میں تمباکو کے شعبے میں بلاواسطہ ٹیکسوں کے محاصل (ملکی مرحلے پر) 135.3 ارب روپے تھے۔

17 ٹی ٹی ایس کو ابتدائی طور پر 2019ء میں متعارف کرایا گیا تھا، تاہم قانونی چارہ جوئیوں کے مسائل کی وجہ سے اسے نافذ نہیں کیا جاسکا۔
https://download1.fbr.gov.pk/SROs/2019226162246842SRO250of2019SalesTaxRules2006.pdf, https://www.fbr.gov.pk/fbr-clarifies-the-delay-in-the-implementation-of-track--trace-system/132239، 15 جنوری 2022ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

18 ایس آر او 250(I)/2019ء بتاریخ 26 فروری 2019ء۔

ایف بی آر نے 2019ء میں ان لینڈ ریونیو انفورسمنٹ نیٹ ورک (آئی ای آر این) کے نام سے عملدر آمد اور نگرانی کا ایک ونگ قائم کیا ہے تا کہ ٹی ٹی ایس کے موثر انداز میں کام کرنے کو یقینی بنایا جاسکے اور ان مخصوص شعبوں میں ٹیکس چوری کو ختم کیا جائے۔ آئی آر ای این کے موبائل اسکواڈز، رسدی گاڑیوں اور اسٹور تیج کے مقامات کی جانچ کرتے ہیں تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ مصنوعات پر اسٹیمپ لگایا گیا ہے، اور ٹیکس اسٹیمپوں کے بغیر مصنوعات کو ضبط کیا جارہا ہے۔ مثلاً آئی آر ای این نے جولائی تا نومبر 2021ء میں تمباکو اور چینی کے شعبوں میں بھاری رقم کی ٹیکس چوری کو شناخت کیا ہے۔[19]

جدول 4.5: بالواسطہ ٹیکسوں میں درآمدات سے متعلق ٹیکس، پہلی ششماہی

ارب روپے، نمو فیصد میں

			نمو	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
(الف) سیلز ٹیکس	**508.6**	**892.3**	**9.7**	**75.4**
پیٹرولیم مصنوعات	109.8	273.2	-14.0	148.9
لوہا اور فولاد	59.4	72.1	10.7	21.4
خوردنی تیل	31.1	55.0	28.1	76.8
مشینری	33.3	49.3	4.6	48.2
گاڑیاں	28.2	67.6	21.6	140.1
(ب) کسٹم ڈیوٹی	**334.1**	**477.2**	**3.0**	**42.8**
پیٹرولیم مصنوعات	40.3	110.9	-11.1	175.1
گاڑیاں	36.9	102.6	20.7	177.9
لوہا اور فولاد	27.3	33.4	20.0	22.5
مشینری	17.7	23.6	7.7	33.4
خوردنی تیل	15.9	20.3	3.6	27.5
کل (الف+ب)	**842.8**	**1,369.5**	**4.1**	**62.5**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

اسی طرح، ملکی منڈی میں گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی طلب اور اس کے نتیجے میں الگ الگ پرزوں کی شکل میں اور مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمدات میں اضافے سے بھی مالی سال 22ء کی پہلی پوری ششماہی میں متعلقہ درآمدی ٹیکسوں کو بھی بڑھا دیا (**جدول 4.5**)۔ ٹیکس وصولیوں کو مزید تحریک غذائی درآمدات سے ملی، جو بیشتر قیمت پر مبنی تھا، کیونکہ عالمی منڈیوں میں غذائی اشیا کی بلند قیمتوں نے درآمدی قدر کو بڑھا دیا تھا، جس سے سال کے دوران وصولی کو بڑھانے میں مدد ملی۔

شکل 4.7: درآمدات پر ٹیکسوں میں اضافے کے محرکات (سال بسال نمو): پہلی ششماہی

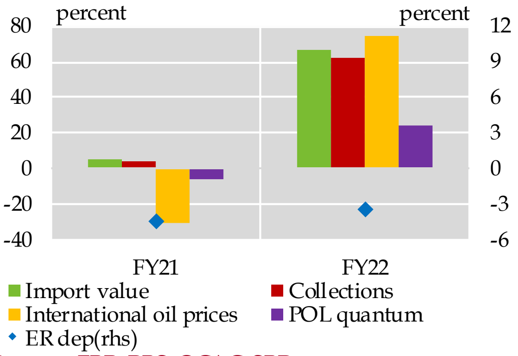

Sources: FBR, PBS, OCAC, SBP

پیٹرولیم مصنوعات پر جنرل سیلز ٹیکس کی کم شرحوں کے سبب ملکی ٹیکس وصولی میں کمی واقع ہوئی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں ملکی سیلز ٹیکس وصولی میں 6.2 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 3.2 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.6**)۔ اس کمی میں سے بیشتر مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں دیکھی گئی جب دسمبر 2021ء میں پیٹرول پر جی ایس ٹی کی شرح کو صفر کر دیا گیا تھا (**شکل 4.8**)۔

[19] جولائی تا نومبر مالی سال 22ء میں ضبط شدہ غیر قانونی سگریٹوں کی مالیت 178 ملین روپے تھی، جبکہ چینی کے معاملے میں آئی آر ای این نے نومبر 2021ء سے بغیر مہر والی چینی کی 172 بوریاں پکڑی تھیں۔

مزید برآں، مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کی کمزور فروخت نے وصولی کو مزید کمزور کیا(**جدول 4.7**)۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ صرف ملکی سطح پر پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کے سکڑنے کے سبب بجلی، چینی، الیکٹرانکس اور سگریٹوں سے وصولی میں اضافے کا اثر زائل ہو گیا۔ تاہم معاشی سرگرمی کی وسعت کے ساتھ ساتھ قیمتوں کی عمومی سطح گذشتہ برس کے مقابلے میں زائد رہی، جس سے جی ایس ٹی کی وصولی کو کچھ مدد ملی۔ مزید برآں، محصولاتی نقصان ختم کرنے کے لیے ٹریک اور ٹریس کے نظام کے نفاذ سے مالی سال22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی سطح پر چینی اور سگریٹوں کی وصولیوں کو تقویت ملی۔

ایف ای ڈی کے معاملے میں مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں وصولیاں بڑھ کر 146.3 ارب روپے تک پہنچ گئیں جو گذشتہ برس 126.9 ارب روپے تھیں۔ اس میں اہم حصہ سگریٹوں کا ہے، جن سے گاڑیوں کے بعد مجموعی ایف ای ڈی وصولی کو بڑھانے میں مدد ملی۔ مزید برآں، مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں گاڑیوں کی فروخت کی رفتار میں مسلسل اضافے سے بھی ان وصولیوں کو مدد ملی۔

شکل4.8: کم شرحوں کے سبب جی ایس ٹی(ملکی) وصولیوں میں کمی

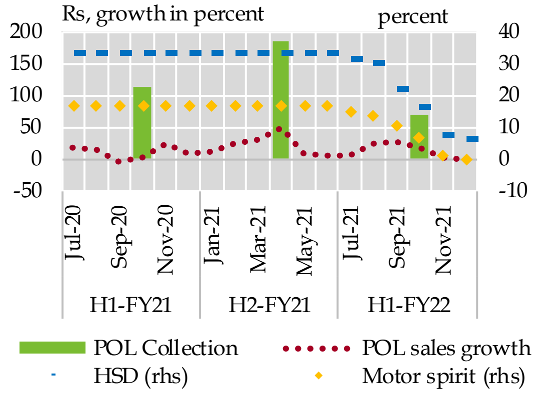

Source: FBR and OCAC

ودہولڈنگ ٹیکس اور رضاکارانہ ادائیگیوں کی بلند سطح سے بلاواسطہ ٹیکس وصولیوں میں بہتری آگئی

مسلسل انتظامی کوششوں اور انکم ٹیکس اصلاحات نے مالی سال22ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں اضافہ کردیا۔ ایف بی آر کے ٹیکسوں میں

جدول 4.6: ملکی ٹیکس، پہلی ششماہی

ارب روپے، نمو فیصد میں

			نمو	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
(الف) سیلز ٹیکس	**408.1**	**382.7**	**-0.6**	**-6.2**
پیٹرولیم مصنوعات	114.6	68.9	-16.1	-39.8
بجلی	77.0	78.7	37.0	2.3
سیمنٹ	27.3	31.0	147.0	13.6
چینی	14.2	17.8	-14.1	25.9
سگریٹ	11.2	14.0	23.9	25.0
گاڑیاں	4.8	2.4	27.8	-50.0
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	**126.9**	**146.3**	**1.5**	**15.3**
سگریٹ	44.7	52.7	26.1	18.1
سیمنٹ	37.5	35.1	5.8	-6.5
گاڑیاں	1.9	9.4	n-a	408.3
کل(الف+ب)	**535.1**	**529.0**	**-0.1**	**-1.1**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

شکل 4.9: ودہولڈنگ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ: پہلی ششماہی م س22ء

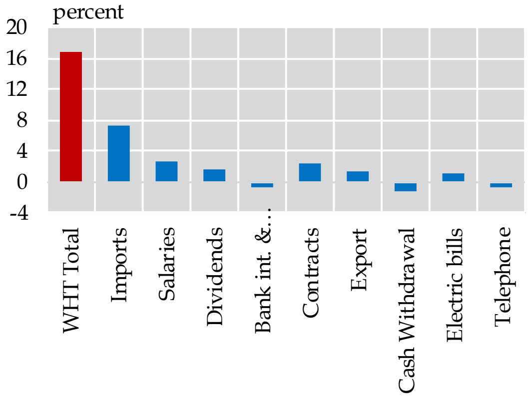

Source: Federal Board of Revenue

مجموعی اضافے کا تقریباً ایک تہائی اس مدت کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ہوا۔ اس نمو میں اہم حصہ ودہولڈنگ ٹیکسوں اور اس کے بعد رضاکارانہ ادائیگیوں کا تھا۔

سہ ماہی تجزیے سے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولی کی رفتار میں سست رفتاری کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے جزوی طور پر مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کے ارتکاز کے اثرات کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ اس سال انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی آخری تاریخ 15 اکتوبر تھی۔ بحیثیت مجموعی، ٹیکس دہندگان نے آخری تاریخ تک 2.6 ملین گوشوارے جمع کرائے اور ٹیکس کی مد میں 48.6 ارب روپے کی ادائیگی کی گئی۔ اس میں سے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.86 ملین گوشوارے جمع کرائے گئے، جن سے 39 ارب روپے کی ٹیکس ادائیگی کی گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 6.9 ارب روپے تھے۔[20]

جدول 4.8: بلاواسطہ ٹیکس، پہلی ششماہی

ارب روپے، فیصد

	م س21ء	م س22ء	نمو م س21ء	نمو م س22ء
عندالطلب وصولی	**38.5**	**20.3**	**95.3**	**-47.3**
رضاکارانہ ادائیگی	**256.7**	**312.0**	**3.4**	**21.5**
منافع	45.1	66.7	n-a	47.8
ودہولڈنگ ٹیکس	**569.3**	**665.1**	**4.6**	**16.8**
درآمدات	90.8	132.4	-14.2	45.8
تنخواہیں	69.8	84.5	21.4	21.0
منافع منقسمہ	30.1	39.1	-1.1	30.1
بینک سود اور تمسکات	67.6	64.5	19.3	-4.6
معاہدے	120.3	133.8	6.7	11.2
برآمدات	20.2	27.8	1.7	37.5
نکلوائی گئی نقد رقوم	6.9	0.3	-19.5	-96.3
بجلی کے بل	25.9	31.8	4.1	22.9
ٹیلی فون	30.8	27.4	13.8	-11.0
دیگر ودہولڈنگ ٹیکس	190.6	210.8	5.1	10.6
مجموعی بلاواسطہ ٹیکس	**829.2**	**1,021.4**	**5.6**	**23.2**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

جدول 4.7: معاشی نمو کے اظہاریے

فیصد

	بڑے پیمانے کی اشیاسازی		گاڑیوں کی فروخت		پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت		بجلی		فولاد (م س)		جلد فروخت والی اشیا	
	م س21ء	م س 22ء	م س21ء	م س 22ء	م س21ء	م س 22ء	م س21ء	م س 22ء	21ء	22ء	م س21ء	م س 22ء
پہلی سہ ماہی	-2.6	9.7	9.9	57.3	10.5	17.9	1.3	7.9	26.0	29.3	23.0	23.1
دوسری سہ ماہی	5.5	5.6	43.7	46.2	11.5	6.3	4.2	11.7	53.2	43.2	17.8	22.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، پی اے ایم اے، او سی اے سی اور بینک دولت پاکستان

[20] انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور آخر جنوری 2022ء تک گوشواروں کی مجموعی تعداد 3 ملین اور ٹیکس ادائیگی 69.8 ارب روپے تھی، جبکہ مالی سال 21ء میں 52.7 ارب روپے ادائیگی کے ساتھ 3.3 ملین گوشوارے جمع کرائے گئے تھے۔

جدول 4.9: غیر ٹیکس محاصل (مجموعی)

ارب روپے، نمو فیصد میں

	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی ششماہی		نمو		
	م س21ء	م س 22ء	م س21ء	م س 22ء	م س21ء	م س 22ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی
اسٹیٹ بینک کا منافع	105.0	109.0	267.5	271.0	372.5	380.0	3.8	1.3	2.0
پی ٹی اے کا منافع	8.2	30.1	10.5	8.8	18.6	38.9	269.2	-16.1	108.9
مارک اپ (پی ایس ایز اور دیگر)	25.7	19.5	18.3	13.1	44.0	32.6	-24.1	-28.4	-25.9
تیل اور گیس پر رائلٹی	14.6	21.7	20.5	17.3	35.1	39.1	48.5	-15.5	11.2
منافع منقسمہ	1.5	1.9	10.4	24.1	11.9	26.0	27.3	132.0	118.8
پاسپورٹ اور دیگر فیس	3.0	6.1	4.0	4.3	7.0	10.4	106.7	6.8	49.2
دفاع	2.9	2.8	3.7	4.9	6.5	7.7	-1.3	34.3	18.6
پیٹرولیم لیوی	136.4	13.3	139.0	56.7	275.3	70.0	-90.2	-59.2	-74.6
جی آئی ڈی سی	5.0	6.5	4.6	4.6	9.5	11.2	30.8	2.1	17.1
کل	**356.3**	**275.7**	**538.9**	**489.2**	**895.3**	**764.9**	**-22.6**	**-9.2**	**-14.6**

ماخذ: وزارت خزانہ

بحیثیت مجموعی، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں رضاکارانہ ادا ٹیکسوں میں 21.5 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یہ 3.4 فیصد تھیں (**جدول 4.8**)۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں عند الطلب وصولیاں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں تیزی سے کم ہوئیں۔ اس کمی کو ڈیمانڈ نوٹسوں میں دعویٰ کی گئی رقم کی بازیابی کی مدت میں توسیع سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اس نرمی کا مقصد کاروباری اداروں کو سازگار ماحول کی فراہمی تھی۔[21] اسی طرح، کارپوریٹ انکم ٹیکس میں حالیہ اصلاحات کے نتیجے میں بھی بلاواسطہ ٹیکسوں (ری فنڈ کا خالص) میں اضافہ ہوگیا۔ اس بات کی عکاسی مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ری فنڈز کی رقم میں 90.3 فیصد کمی سے ہوتی ہے۔[22]

ودہولڈنگ ٹیکسوں میں بیشتر توسیع درآمدات پر ٹیکسوں کی وصولی سے حاصل ہوئی، جس کے بعد تنخواہیں اور معاہدے سرفہرست ہیں۔ مجموعی ودہولڈنگ ٹیکسوں میں درآمدات کے ٹیکسوں کا حصہ سب سے زیادہ (7.3 فیصد درجے) رہا، جس کے بعد تنخواہیں اور معاہدے کا نمبر آتا ہے (**شکل 4.9**)۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، درآمدات کی روپے میں بلند مالیت نے ودہولڈنگ ٹیکسوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ معاہدوں میں اضافہ نجی شعبے کے ساتھ ساتھ سرکاری تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کا عکاس ہے۔ اسی طرح، مالی سال 22ء کے وفاقی بجٹ میں حکومتی ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے سے تنخواہوں پر ودہولڈنگ ٹیکسوں کو تقویت ملی۔ دوسری جانب، بجٹ میں اعلان کے مطابق ٹیلی فون پر ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح میں 5 فیصد کمی اور نان فائلر افراد کے لیے نقد رقوم نکلوانے پر 0.6 فیصد ٹیکس کے خاتمے کے بعد ٹیلی فون اور نقد رقوم نکلوانے پر وصولیاں کم ہوگئیں۔

غیر ٹیکس محاصل

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں غیر ٹیکس محاصل میں 14.6 فیصد کی کمی آئی، جبکہ گذشتہ برس کمی کی سطح 3.1 فیصد تھی (**جدول 4.9**)۔

[21] مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ڈیمانڈ نوٹسوں میں دعویٰ کی گئی قابل ٹیکس رقم کی وصولی کی تاریخ میں 90 دن توسیع کی گئی، جبکہ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ مدت کم از کم 30 دن تھی۔

[22] سی آئی ٹی سے قبل ٹیکس استثنا کا دعویٰ ری فنڈز کی شکل میں کیا جاتا تھا۔

شکل 4.10: پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرحوں اور سہ ماہی وصولیوں میں نمو (سال بسال)

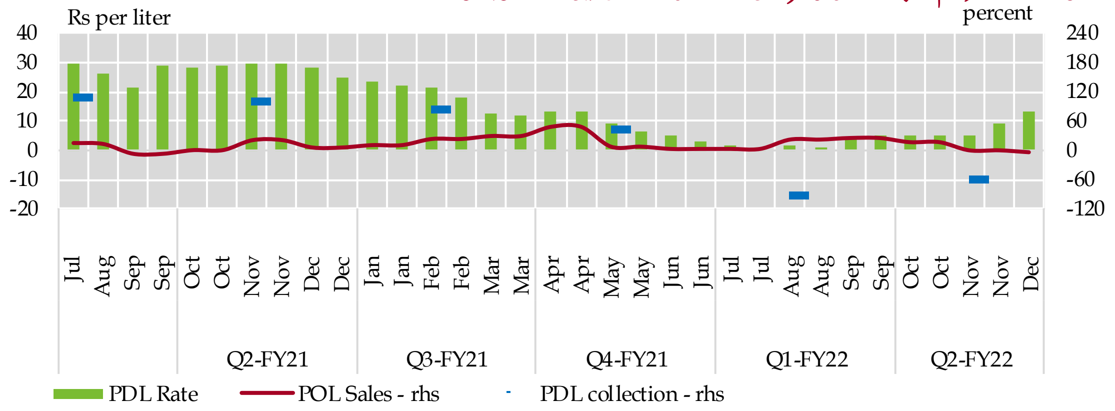

Source: Ministry of Finance

اس کمی کا اہم سبب پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی سے وصولیوں اور مارک اپ ادائیگیوں میں کمی تھی، جس نے دیگر این ٹی آر اجزا میں اضافے کی مکمل تلافی کر دی۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بجٹ تخمینے کا صرف ایک تہائی جمع ہو سکا، جبکہ گذشتہ برس یہ 55 فیصد تھا۔

مالی سال 22ء کی دونوں سہ ماہیوں کے دوران این ٹی آرز میں کمی دیکھی گئی۔ تاہم، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں بگاڑ کی رفتار مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں کم تھی۔ اس کمی کو پی ڈی ایل کی کم وصولیوں سے منسوب کیا جا سکتا ہے، جس کا سبب گذشتہ برس کے مقابلے میں اس سال پی ڈی ایل کی کم شرحیں ہیں۔ حکام نے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرحوں میں کمی کر دی تھی، تاکہ صارفین کو تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے اثرات سے محفوظ رکھا جا سکے۔ نتیجتاً، حکومت بجٹ کے مقررہ ہدف کے مقابلے میں صرف 11.5 فیصد جمع کر سکی۔ تاہم، ریلیف کے اس اقدام کے محاصل پر بھاری اثرات مرتب ہوئے اور ستمبر 2021ء میں ردوبدل کے بعد شرحوں میں اضافہ ہو گیا (**شکل 4.10**)۔ ایک اور جز جس نے این ٹی آرز کے سکڑنے میں کردار ادا کیا، وہ مارک اپ وصولیاں تھیں۔ ان وصولیوں میں کمی کا سبب پی ایس ایز اور صوبوں کو ترقیاتی قرضوں پر چارج کی جانے والی مارک اپ کی شرح میں 190 بیسس پوائنٹس کی کمی تھی۔[23]

اس کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں اسٹیٹ بینک کا منافع تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہا۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں بازار زر کے سودوں سے سودی آمدنی نے اسٹیٹ بینک کے پاس حکومتی قرضے کے اسٹاک کی خالص واپسی کے اثرات کی جزوی تلافی کر دی۔ تاہم مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے منافع میں اضافہ ہو گیا اور اسٹیٹ بینک نے حکومت کو گذشتہ مالی سال کے 167 ارب روپے کا بیلنس فاضل ادا کیا۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں حکومت کو اتنی ہی ادائیگی منتقل کی گئی تھی۔ مالی سال 22ء کی دونوں سہ ماہیوں میں منافع منقسمہ کی وصولیوں میں اضافہ ہو گیا۔ اس اضافے کو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں او جی ڈی سی ایل اور پی پی ایل کے بلند منافع سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔[24] منافع منقسمہ کی مجموعی آمدنی میں ان دونوں اداروں کی وصولیوں کا حصہ سب سے زیادہ (80 فیصد) ہے۔

[23] https://www.finance.gov.pk/circulars/circular_11102021.pdf، 15 جنوری 2022ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

[24] جولائی تا ستمبر مالی سال 22ء کے دوران او جی ڈی سی ایل اور پی پی ایل کی فی حصص آمدنی میں بالترتیب 63.3 فیصد اور 20.9 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ او جی ڈی سی ایل کی جانب سے تقسیم شدہ منافع منقسمہ 4.2 فیصد اضافے سے بڑھ کر گذشتہ برس کی اسی مدت کے 15.5 ارب روپے سے بڑھ کر 16.1 ارب روپے تک پہنچ گئے (ماخذ: ششماہی رپورٹس دسمبر 2021ء)۔

شکل 4.11: وفاقی اخراجات میں نمو(پہلی ششماہی)

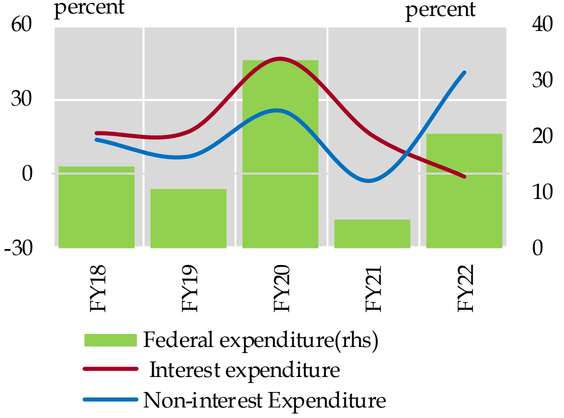

Source: Ministry of Finance

4.3: وفاقی اخراجات[25]

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی اخراجات میں 20.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 5.0 فیصد تھا۔ یہ ایک وسیع البنیاد اضافہ تھا (**جدول 4.10**)، جس میں غیر سودی اخراجات کا حصہ زیادہ تھا (**شکل 4.11**)۔ سہ ماہی بنیاد پر کیا گیا تجزیہ دونوں سہ ماہیوں کے درمیان خرچ کے رجحان میں کچھ اتار چڑھاو کو ظاہر کرتا ہے۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران جاری اخراجات میں مضبوط اضافہ ہوا (**شکل 4.12**)، تاہم وفاقی اخراجات کی رفتار سست ہو گئی۔

وفاقی جاری اخراجات

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں وفاقی جاری اخراجات میں 19.4 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں دیکھی جانے والی نمو کے مقابلے میں دگنا ہے۔ اس میں سے بیشتر اضافہ دوسری سہ ماہی میں ہوا، جس کا اہم سبب کووڈ ویکسین اور سماجی تحفظ کی گرانٹس اور ان کے بعد زراعانت اور سودی ادائیگیوں میں توسیع تھی (**شکل 4.12**)۔

شکل 4.12: وفاقی جاری اخراجات کی نمو میں حصہ

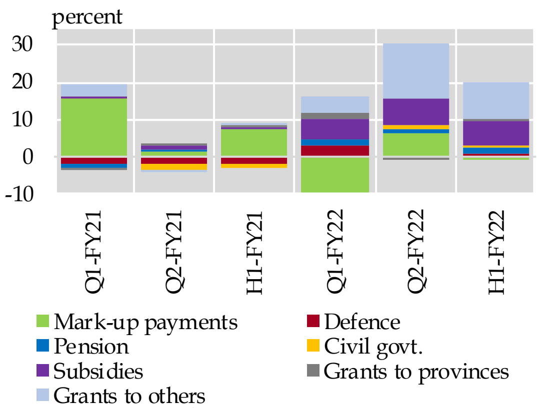

Source: Ministry of Finance

ویکسین کی خریداری اور سماجی تحفظ کے اقدامات پر اخراجات مضبوط رہے

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں سماجی تحفظ کی گرانٹس دگنے سے زیادہ اضافے کے ساتھ بڑھ کر 548.9 ارب روپے تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 265.2 ارب روپے تھیں اور ان میں سے بیشتر اخراجات مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں کیے گئے۔ جن اہم شعبوں پر توجہ دی گئی ان میں اقتصادی تحریک پیکج اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت اخراجات شامل ہیں۔ اقتصادی تحریک پیکیج میں توجہ کووڈ سے متعلق ویکسی نیشن کی خریداری پر مرکوز رہی۔ اس ضمن میں تقریباً ایک تہائی رقم گرانٹس میں کووڈ19 کے لیے نیشنل ڈیزاسٹر منیجمنٹ فنڈ کے لیے مختص کی گئی۔ نتیجتاً، دسمبر 2021ء تک ویکسین کی خوراکوں کی مجموعی تعداد تقریباً 142.7 ملین تک پہنچ گئی، جس میں سے تقریباً 67.8 ملین دسمبر تک دی گئی تھیں، جن میں سے تقریباً 67.8 ملین افراد کو مکمل اور 89.1 ملین افراد کو جزوی طور پر ویکسین لگائی گئی۔

بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) میں اضافے کا سبب بجٹ میں اس پروگرام کے لیے رقوم مختص کرنے کے ساتھ ساتھ استفادہ کنندگان کی کوریج میں توسیع تھی۔ مالی سال22ء کے بجٹ میں بی آئی ایس پی اخراجات کی مد میں 250 ارب روپے مختص کیے گئے، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں اس میں 50 ارب

[25] اس سیکشن میں کی گئی بحث شماریاتی تفاوت کے علاوہ اخراجات پر مبنی ہے۔

شکل4.13: وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات (سال بسال نمو)

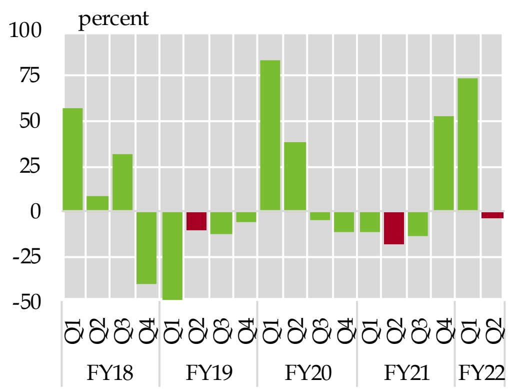

Source: Planning Commission

روپے زیادہ ہے۔ مزید برآں، حکام نے اکتوبر 2021ء میں نیشنل سماجی اقتصادی رجسٹری (این ایس ای آر) کو اپ ڈیٹ کیا، جس سے 2021ء میں گھرانوں کی کوریج بڑھ کر تقریباً 33 ملین تک پہنچ گئی۔[26][27] اس کے نتیجے میں خاص طور پر بی آئی ایس پی کے لیے سماجی تحفظ پر اخراجات میں خاصا اضافہ ہو گیا۔

وزیر اعظم کامیاب جوان یوتھ انٹرپرینیور شپ اسکیم کے تحت اخراجات میں بھی اضافہ ہوا، اور نومبر 2021ء تک اس مد میں ادائیگیاں بڑھ کر 27.4 ملین تک پہنچ گئیں۔[28] نومبر 2021ء غذائی زراعت کا ایک پروگرام بھی شروع کیا گیا جس کا مقصد کم آمدنی والے گھرانوں کو بڑھتی ہوئی غذائی مہنگائی کے اثرات سے محفوظ رکھنا تھا۔ اس اقدام کے تحت دسمبر 2021ء کے وسط تک 9.6 ملین خاندانوں اور 10,000 خردہ (کریانہ) دکانوں کو رجسٹرڈ کیا گیا۔[29]

شکل4.14: وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات

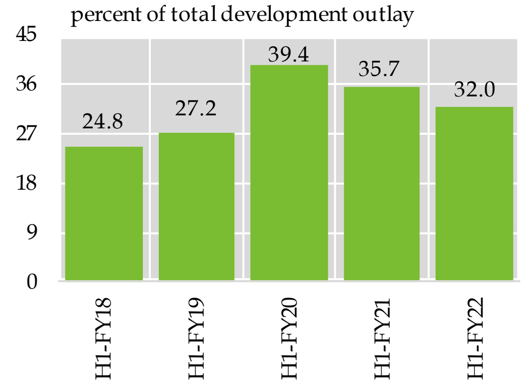

Source: Planning Commission

شعبہ بجلی کے زراعانت میں خاصا اضافہ ہو گیا

پہلی پوری ششماہی کے دوران زراعانت پر اخراجات میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس توسیع کا بڑا حصہ بجلی پر زراعانت سے حاصل ہوا۔ یہ اضافہ مالی سال 22ء کے بجٹ تخمینوں سے ہم آہنگ تھا، جس میں سی ڈی ایم پی کے تحت آئی پی پیز/پی ایچ پی ایل کے بقایاجات کی چکتائی کی مد میں 266 ارب روپے کی ادائیگی کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں سودی ادائیگیوں میں معمولی کمی ہوئی

مالی سال 21ء میں تیزی سے اضافے کے بعد مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں سودی ادائیگیوں میں معمولی کمی ہوئی جس کا اہم سبب ملکی قرض پر کم ادائیگیاں تھیں۔ تاہم، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ادائیگیوں میں خاصی نمو ہوئی۔

---

[26] عالمی زری فنڈ (2022ء)۔ 2021ء آرٹیکل IV مشاورت، توسیع شدہ فنڈ سہولت کے تحت توسیع شدہ بندوبست کا چھٹا جائزہ، اور اطلاق سے استثنا کی درخواستیں اور کارکردگی کے معیار پر عملدرآمد کرنا اور رسائی کی نئی مرحلہ بندی۔ پریس ریلیز، اسٹاف رپورٹ اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر برائے پاکستان کا بیان۔ کنٹری رپورٹ نمبر 22/27، واشنگٹن ڈی سی، آئی ایم ایف۔

[27] تازہ ترین این ایس ای آر 2010-11ء میں منعقد کیا گیا، جس میں 27 ملین استفادہ کنندگان کی نشاندہی کی گئی تھی۔ حکومت نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی سے این ایس ای آر کی جاری تازہ کاری کی بنیادوں پر نئے استفادکنندگان کو شامل کرنا شروع کیا۔

[28] فنانس ڈویژن (2021ء)۔ ماہانہ اقتصادی اپڈیٹ برائے جنوری 2022ء۔ اسلام آباد، فنانس ڈویژن۔

[29] فنانس ڈویژن (2021ء)۔ ماہانہ اقتصادی اپڈیٹ برائے دسمبر 2022ء۔ اسلام آباد، فنانس ڈویژن۔

جدول 4.10: وفاقی اخراجات کی کیفیت

ارب روپے، نمو فیصد میں

			سال بسال نمو		م س 22ء		سال بسال نمو	
	پہلی ششماہی م س 21ء	پہلی ششماہی م س 22ء	پہلی ششماہی م س 21ء	پہلی ششماہی م س 22ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی
مجموعی اخراجات* (الف+ب)	**3077.2**	**3705.7**	5.0	20.4	1540.1	2165.5	9.9	29.3
(الف) جاری اخراجات	**2807.2**	**3351.3**	6.5	19.4	1360.6	1990.7	7.0	29.6
مارک اپ ادائیگیاں	1475.2	1452.9	15.1	-1.5	622.7	830.2	-16.1	13.2
ملکی	1357.0	1312.5	21.1	-3.3	571.1	741.4	-16.6	10.3
بیرونی	118.2	140.4	-26.4	18.7	51.6	88.8	-9.7	45.4
دفاعی امور اور خدمات	486.6	520.5	-8.1	7.0	261.7	258.8	16.6	-1.3
پنشن	210.5	251.7	-3.8	19.6	110.7	141.0	27.7	13.9
سول حکومت کا خرچ	195.4	209.9	-11.1	7.4	89.5	120.5	0.6	13.1
زراعانت	129.0	313.4	23.8	143.0	73.9	239.5	n.a	89.9
صوبوں اور دیگر کو گرانٹس	310.6	603.0	10.3	94.1	202.1	400.9	59.9	117.6
صوبوں کو گرانٹس	45.3	54.1	8.0	19.4	32.6	21.5	80.6	-21.2
دیگر گرانٹس	265.2	548.9	10.7	106.9	169.5	379.4	56.4	141.8
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	270.0	354.3	-8.5	31.2	179.5	174.8	37.6	25.2
مجموعی ترقیاتی اخراجات	**243.1**	**288.3**	-14.4	18.6	143.8	144.5	66.4	-7.8
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام	232.1	288.3	-15.9	24.2	143.8	144.5	74.3	-3.4
جس میں، صوبوں کو ترقیاتی گرانٹس	56.6	88.7	46.8	56.5	35.5	53.2	201.5	18.5
دیگر ترقیاتی اخراجات	11.0		35.4	-100.0	0.0	0.0	n.a	n.a
خالص قرض گاری	**26.9**	**66.0**	144.2	145.3	35.7	30.3	-18.9	-277.5
صوبے	-16.8	59.9	-724.6	-456.3	33.1	26.8	-591.5	-365.9
دیگر	43.7	6.1	424.9	-86.1	2.6	3.5	-94.9	-150.2

* علاوہ شماریاتی فرق

ماخذ: وزارت خزانہ

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں پنشن اخراجات خاصے بڑھ گئے

یہ اضافہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں حکومت کے واجب الادا قرضوں کے حجم میں توسیع کی بدولت ممکن ہوا۔ مزید برآں، امریکی ڈالر کے مقابلے مین پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں بیرونی قرضوں پر مارک اداِئیگیوں میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں پنشن اخراجات میں 19.6 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یہ کم ہوئے تھے۔ اس توسیع کو بجٹ میں اعلان کردہ حکومتی ملازمین کی پنشنوں میں اضافے سے مزید تقویت ملی۔[30]

[30] سرکلر نمبر 486-2021/Reg.6 -(1)4، بتاریخ 08 جولائی 2021ء، ضوابطِ ونگ، فنانس ڈویژن۔

وفاقی ترقیاتی اخراجات

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاق کے پبلک سیکٹر ترقیاتی پروگرام میں24.2فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں15.9فیصد کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ یہ بہتری حکومت کی میزانی ترقیاتی ترجیحات سے ہم آہنگ تھی، جس کا مقصد معاشی سرگرمی کو مزید تحریک دینا تھا۔ ترقیاتی ترجیحات زیادہ تر بجلی کے شعبے، علاقائی ترقی اور روڈ انفراسٹرکچر پر مرتکز رہیں۔

تاہم، مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں3.4فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں18.1فیصد کمی ہوئی تھی۔ پانچ سال کے تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران ترقیاتی اخراجات کی سہ ماہی نمو کے رجحان میں اتار چڑھاؤ رہا(**شکل4.13**)۔ حکومت کی جانب سے مالیاتی خسارے پر قابو پانے کے لیے اخراجات میں کٹوتی کے ساتھ ساتھ سرکاری شعبے کے متعلقہ ترقیاتی پروگرام کے منصوبوں پر آزاد وزارتوں کے مخصوص عوامل وہ وجوہات ہیں جو ترقیاتی اخراجات کی رفتار پر اثرانداز ہوتے ہیں۔[31]

شکل4.15: صوبائی فاضل، پہلی ششماہی

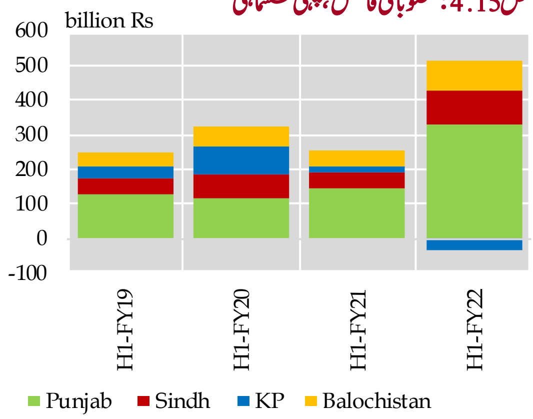

Source: Ministry of Finance

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں وفاقی سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) پر اصل خرچ مالی سال22ء کے بجٹ میں اعلان کردہ مجموعی سالانہ ترقیاتی مصارف کا32.0فیصد تھا، جو گذشتہ دو برسوں کے مقابلے میں کم تھا (**شکل:4.14**)۔ مزید برآں، اصل وفاقی پی ایس ڈی پی، وفاقی پی ایس ڈی پی کے اجرا کی حکمت عملی میں وضع کردہ نشانیہ سے کم رہا۔[32]

شکل4.16: صوبائی اخراجات اور محاصل میں نمو

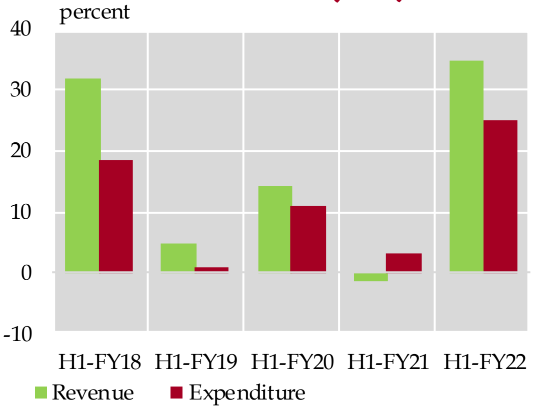

Source: Ministry of Finance

اگرچہ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران وفاقی پی ایس ڈی پی کا اصل خرچ کم ہو گیا، تاہم بحیثیت مجموعی دوسری سہ ماہی کے دوران پی ایس ڈی پی کی منظوری تین شعبوں میں مضبوط اخراجات کو ظاہر کرتی ہے۔ پہلا، روڈ انفراسٹرکچر کے منصوبے ہیں۔ 2022ء کے وفاقی پی ایس ڈی پی کے مطابق اہم منصوبوں میں سیالکوٹ (سمبڑیال) کھاریاں موٹر وے (69کلومیٹر)، جگلوت اسکردو روڈ (ایس1، 167 کلومیٹر) کی اپ گریڈیشن اور چوڑا کرنا، کراچی کوئٹہ، چمن روڈ (این25)(460کلومیٹر) اور حیدرآباد سکھر موٹر وے (ایم6) شامل ہیں۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں وفاقی پی ایس ڈی پی کی دوسری ترجیح بجلی کا شعبہ تھا، جس میں ایشیائی ترقیاتی بینک کے اشتراک سے کوئلے سے چلنے والا جامشورو پاور پروجیکٹ، سکھر اور حیدرآباد میں تقسیم کار کمپنیوں کی ٹرانسمیشن لائنوں اور گرڈ

[31] حوالے کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال21ء کا باکس4.3۔

[32] سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کے اجرا کی حکمت عملی کے مطابق وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات کا20فیصد ہر مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں خرچ کیا جانا چاہیے، جبکہ دوسری اور تیسری سہ ماہی میں30فیصد اور آخری سہ ماہی میں20فیصد۔ ماخذ: پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ایس ڈی پی) 20-2019ء کے لیے مختص کردہ رقوم کے اجرا کی نظر ثانی شدہ حکمت عملی، بجٹ ونگ، فنانس ڈویژن۔

اسٹیشنوں کو بہتر بنانے کے منصوبے شامل تھے۔ وفاقی پی ایس ڈی پی کی منظوری کا تیسرا شعبہ کشمیر اور گلگت بلتستان کی علاقائی ترقی کے لیے وفاقی پی ایس ڈی پی کی منظوری تھی، جس میں سے بیشتر ان شعبوں کے مختلف ترقیاتی منصوبوں سمیت بلاک کے لیے مختص رقوم پر مشتمل تھا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال22ء میں آزاد جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان کے لیے مختص وفاقی پی ایس ڈی پی تقریباً70 ارب روپے تھا، جس میں سے تقریباً دو تہائی رقم کو بلاک کے لیے مختص کیا گیا۔

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی صوبائی فاضل کی رقم 480.8ارب روپے تھی جو جی ڈی پی کا 0.8 فیصد بنتا ہے اور مالی سال22ء کے سالانہ ہدف کے تقریباً 84.0 فیصد پر مشتمل تھی۔ خیبر پختونخوا کے سوا تمام صوبوں نے فاضل میں حصہ ڈالا، کیونکہ کے پی نے 32.0ارب روپے کا خسارہ درج کیا (**شکل 4.15**)۔ مجموعی صوبائی محاصل میں 577.5ارب روپے کے اضافے نے صوبائی اخراجات میں 351.9ارب روپے توسیع کی تلافی کر دی، جس کے نتیجے میں مجموعی فاضل بڑھ گیا (**شکل 4.16**)۔

شکل 4.17 الف: صوبوں کے اپنے محاصل میں سال بسال نمو

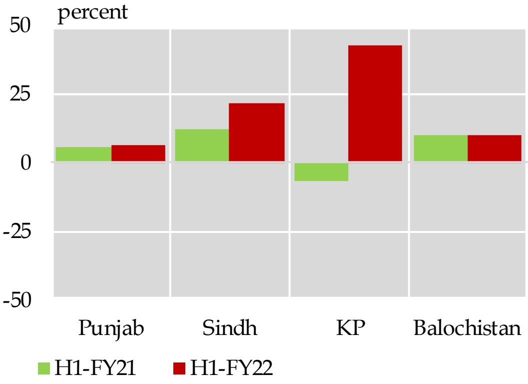

Source: Ministry of Finance

جدول 4.11: صوبائی مالیاتی کارروائیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	پہلی ششماہی م س21ء	پہلی ششماہی م س22ء	سال بسال نمو: پہلی ششماہی م س21ء	سال بسال نمو: پہلی ششماہی م س22ء	پہلی سہ ماہی م س22ء	دوسری سہ ماہی م س22ء	سال بسال نمو: پہلی سہ ماہی م س22ء	سال بسال نمو: دوسری سہ ماہی م س22ء
الف۔ مجموعی محاصل (الف+ب+ج)	**1,658.3**	**2,235.8**	**-1.5**	**34.8**	**1,077.8**	**1,158.0**	**63.6**	**15.9**
الف۔ وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	1,280.1	1,694.3	-3.5	32.4	807.5	886.8	60.2	14.3
ب۔ وفاقی قرضے اور منتقلیاں	85.2	202.7	2.3	138.0	101.2	101.5	338.1	63.5
ج۔ صوبے کے اپنے محاصل	293.1	338.8	6.8	15.6	169.0	169.8	28.3	5.3
ٹیکس	245.9	271.2	14.7	10.3	134.8	136.4	20.6	1.8
غیر ٹیکس	47.2	67.6	-21.2	43.1	34.2	33.4	71.0	22.7
ب۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**1,403.2**	**1,755.0**	**3.2**	**25.1**	**800.9**	**954.2**	**30.3**	**21.0**
الف۔ جاری	1,281.0	1,396.2	12.3	9.0	648.0	748.3	14.5	4.6
ب۔ ترقیاتی	227.7	365.8	3.8	60.7	153.8	212.0	71.2	53.8
ج۔ شماریاتی فرق	-105.5	-6.9	-	-93.4	-0.9	-6.0	-	-94.3
مجموعی توازن (الف-ب)	**255.1**	**480.8**	**-21.2**	**88.4**	**276.9**	**203.8**	**524.0**	**-3.3**

ماخذ: وزارت خزانہ

قابل تقسیم پول میں سے صوبوں کو وفاقی منتقلیوں میں قابل ذکر اضافے کا نتیجہ بلند صوبائی محاصل کی صورت میں نکلا۔ مزید برآں، صوبوں کے اپنے ذرائع (**شکل4.17الف**) سے محصولات کی بہتر وصولی اور صوبوں کو بلند وفاقی گرانٹس سے صوبائی محاصل میں نمو مزید بڑھ گئی۔

شکل4.17ب: جی ایس ٹی ایس وصولی میں سال بسال تبدیلی: صوبہ وار

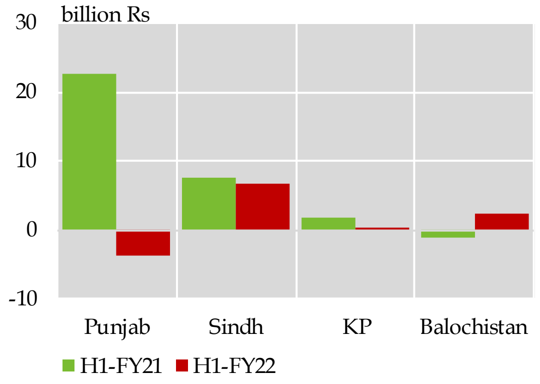

Source: Ministry of Finance

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں صوبوں کے اپنے محصولات میں15.6فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں یہ اضافہ6.8فیصد تھا (**جدول4.11**)۔ ان کی وصولیوں میں اضافہ ٹیکس اور غیر ٹیکس دونوں ذرائع سے حاصل ہوا۔ ٹیکس محاصل میں اسٹیمپ ڈیوٹیوں کے بعد نمو کے اہم محرکات میں خدمات پر سیلز ٹیکس کا نمبر آتا ہے۔ مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں خصوصاً، اسٹیمپ ڈیوٹیوں کا صوبائی ٹیکس وصولیوں میں مجموعی اضافے میں حصہ 25فیصد تھا۔ بیشتر اضافہ پنجاب سے حاصل ہوا، جبکہ اس لحاظ سے سندھ دوسرے نمبر پر رہا۔ نجی شعبے میں تعمیراتی شعبے کی سرگرمی میں توسیع اس اضافے کا اہم سبب ہے۔

پنجاب میں اسٹیمپ ڈیوٹیوں کی شرحوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، جبکہ سندھ نے مالی سال22ء میں اسٹیمپ ڈیوٹی کی شرحوں میں کمی کا اعلان کیا تھا۔

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی ایس) کی وصولی کی رفتار گذشتہ برس کے مقابلے میں معتدل رہی۔ خصوصاً، مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں پنجاب اور خیبرپختونخوا کی جی ایس ٹی ایس وصولیوں کی رفتار گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں معتدل رہی (**شکل4.17ب**)، جس کے نتیجے میں پہلی ششماہی میں مجموعی نمو کم ہوگئی۔ اس کمی کا اہم سبب گذشتہ برس کی اسی مدت میں بلند اساس تھی، جس وقت ان صوبوں میں جی ایس ٹی ایس میں کراس ان پٹ ٹیکس ایڈجسٹمنٹ کے حوالے سے ردوبدل کیا گیا۔[33] تاہم، سندھ کے معاملے میں جنرل سیلز ٹیکس کی وصولیوں میں اضافہ ہوگیا جس کی دیگر کے علاوہ اہم وجوہات میں پورٹ اور شپنگ خدمات، ٹیلی کام اور مالی خدمات کے شعبوں کی بلند وصولیاں شامل ہیں۔

غیر ٹیکس محاصل کی وصولیوں میں اضافے کے نتیجے میں خصوصاً خیبرپختونخوا سے آبی بجلی کے منافع اور سول انتظامیہ کی وصولیاں، جیسے امن وامان اور سماجی خدمات جیسے محاصل، بڑھ گئیں۔

صوبائی اخراجات

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی صوبائی اخراجات میں25.1فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں یہ3.2فیصد بڑھے تھے۔ یہ اضافہ جاری اور ترقیاتی اخراجات میں دیکھا گیا۔ تاہم، ترقیاتی اخراجات کی رفتار صوبائی جاری اخراجات کے مقابلے میں بلند تھی (**جدول4.11**)۔

جاری اخراجات کو بڑھانے میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافے نے کردار ادا کیا۔ پنجاب نے مالی سال22ء کے بجٹ میں تنخواہوں اور پنشنوں میں10فیصد اضافے کا اعلان کیا، جبکہ مالی لحاظ سے پریشان لوگوں کو 25فیصد کا خصوصی الاؤنس دیا گیا۔[34] اسی طرح، سندھ اور خیبرپختونخوا نے بھی مالی سال22ء کے لیے تنخواہوں میں20فیصد اضافے کا اعلان کیا۔ اس کی عکاسی ان صوبوں کے مالی اور مالیاتی امور سے ہوتی ہے اور مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں یہ خصوصاً پنجاب اور سندھ میں نمایاں ہے۔ مزید برآں، صوبوں میں خدمات کی

[33] حوالے کے لیے: بینک دولت پاکستان (2021ء)۔ باب4۔ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر دوسری سہ ماہی رپورٹ، کراچی۔ بینک دولت پاکستان۔

[34] پنجاب کے بجٹ کی جھلکیاں۔ حکومت پنجاب۔

شکل 4.18: صوبائی ترقیاتی اخراجات، مطلق تبدیلی (سال بسال)

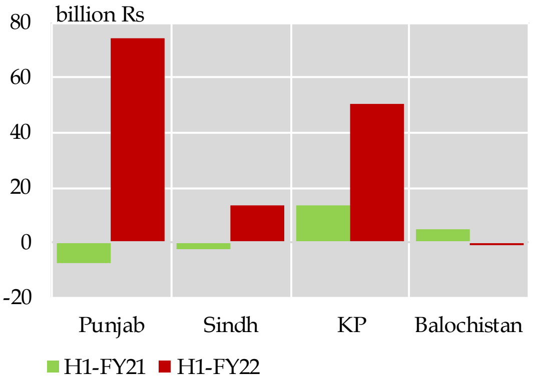

Source: Ministry of Finance

فراہمی بہتر بنانے کے لیے صحت، تعلیم، امن و امان اور ضلعی ترقی پر اخراجات میں اضافہ ہو گیا۔ کچھ اہم شعبوں پر توجہ مرکوز کی گئی جن میں اسپتالوں کی خدمات میں بہتری اور تعلیمی منصوبوں کا تسلسل شامل ہیں۔ خصوصاً، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں دیگر صوبوں کے مقابلے میں سندھ میں تعلیم پر جاری اخراجات کا حجم بلند ترین سطح پر پہنچ گیا۔ اسی طرح، مالی سال 22ء کے دوران پنجاب نے 360 ارب روپے مالیت کا 'ضلعی ترقیاتی پیکیج' متعارف کرایا۔[35] اس ضمن میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں اضلاع کو بھاری رقوم منتقل کی گئیں تاکہ منصوبوں پر کام میں تیزی لائی جاسکے۔

مزید برآں، دو سہ ماہیوں کے درمیان ترقیاتی اخراجات کی وسعت میں کچھ فرق پایا گیا۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں پنجاب کے ترقیاتی اخراجات میں بھاری اضافہ ہو گیا اور سندھ اس لحاظ سے دوسرے نمبر پر رہا، جبکہ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں صوبائی ترقیاتی اخراجات میں خیبر پختونخوا کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بحیثیت مجموعی پنجاب اور خیبر پختونخوا کے ترقیاتی اخراجات میں خاصا اضافہ درج کیا گیا (**شکل 4.18**)۔ پنجاب کی ترقیاتی ترجیحات میں زراعت، ٹرانسپورٹ اور انفراسٹرکچر منصوبے شامل تھے۔ صوبہ سندھ نے بھی زرعی منصوبوں کے ساتھ سماجی تحفظ پر توجہ مرکوز کی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں خیبر پختونخوا میں تعمیرات اور ٹرانسپورٹ کو ترقیاتی اخراجات پر سبقت حاصل رہی (**شکل 4.19**)۔[36]

4.5 سرکاری قرضہ

آخر دسمبر 2021ء تک واجب الادا سرکاری قرضے کا حجم بڑھ کر 42.7 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا، جو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں 2.9 ٹریلین روپے کے اضافے کو ظاہر کرتا ہے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.1 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں ہوا، جس نے بیرونی

شکل 4.19: صوبائی اخراجات کی ترجیحات: پہلی ششماہی م س 22ء

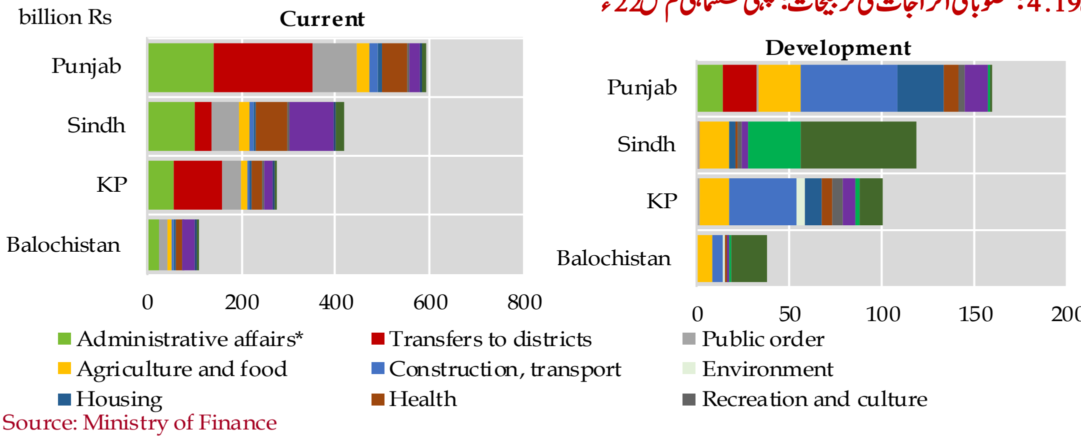

Source: Ministry of Finance

[35] ماخذ: حکومت پنجاب۔ بجٹ 22-2021ء کی جھلکیاں۔ لاہور، پنجاب حکومت

[36] وائٹ پیپر برائے مالی سال 22ء۔ حکومت خیبر پختونخوا۔

قرضوں کی روپے میں مالیت کو 1.7 ٹریلین روپے تک بڑھا دیا۔[37] مزید برآں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں قرضوں کی حکومتی ضروریات نے سرکاری قرضوں کے حجم میں مزید اضافہ کر دیا۔ اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے سرکاری قرضوں میں تین چوتھائی سے کچھ زیادہ اضافہ بیرونی قرض پر مشتمل تھا۔

شکل 4.20: سرکاری قرض میں تبدیلی کے ذرائع

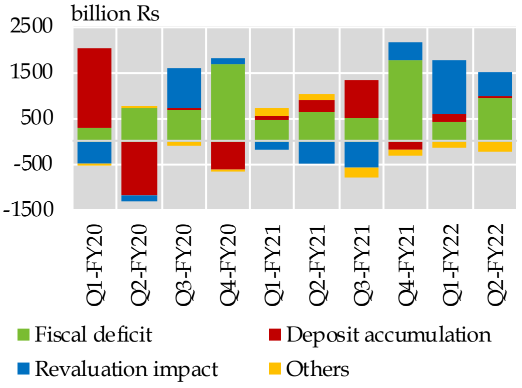

Source: State Bank of Pakistan

دوسری سہ ماہی میں سرکاری قرض بڑھنے کی رفتار میں کچھ کمی آ گئی

سرکاری قرض کا بڑا حصہ یعنی 2.9 ٹریلین روپے میں سے 1.6 ٹریلین روپے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں لیے گئے۔ دونوں سہ ماہیوں میں سرکاری قرضوں میں اضافے کے عوامل کچھ بدل گئے۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں باز قدر پیمائی کا نقصان 1.2 ٹریلین روپے کی بلند سطح پر تھا، تاہم مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ کم ہو کر 0.5 ٹریلین روپے رہ گیا۔[38] دوسری جانب، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں نقصانات کی شدت کم ہو کر 0.5 ٹریلین روپے رہ گئی۔ دوسری جانب، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومتی قرضوں کی ضروریات پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں بلند تھیں (**شکل 4.20**)۔ اس سے قطع نظر، باز قدر پیمائی نقصانات میں کمی کے سبب مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں قرضے جمع ہونے کی رفتار کم رہی۔

مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کی ایک اہم پیش رفت کووڈ ویکسینوں سے متعلق اخراجات کے لیے حکومت کو آئی ایم ایف ایس ڈی آر مختص کرنے کے تحت قرض کی رقوم کا ملنا تھا۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت کو عالمی ایس ڈی آر مختص کرنے کی مد میں 2.8 ارب ڈالر رقوم موصول ہوئیں۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت کو اس سہولت کے تحت ملنے والا قرض حکومت کے ملکی قرضے کا حصہ بن گیا (**تفصیلات ملکی قرض کے سیکشن میں**)۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضوں میں بیشتر اضافے، خصوصاً مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں، کا ذریعہ طویل مدتی تمسکات تھے، جن سے حکومت کو قرض کی عرصیت کے خاکے کو طویل کرنے میں مدد ملی۔ حکومت نے گذشتہ چند برسوں میں رواں شرحوں (سہ ماہی اور نیم سالانہ کوپن ادائیگیوں) اور

شکل 4.21: قرض واپس کرنے کی صلاحیت

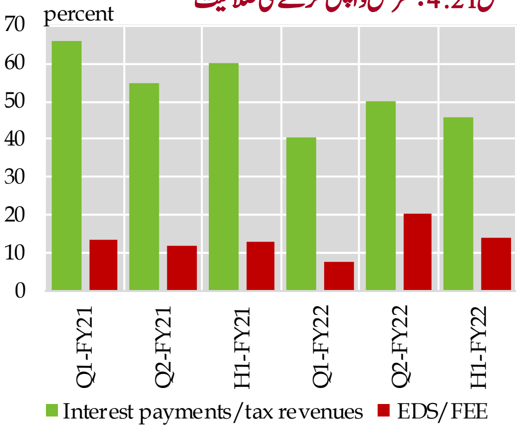

Source: Ministry of Finance, State Bank of Pakistan

[37] مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ 1,371.8 ارب روپے تھا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 1,137.5 ارب روپے تھا۔

[38] مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی (آخر دسمبر 2021ء بمقابلہ آخر ستمبر 2021ء) میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 7.8 فیصد کمی ہوئی، جبکہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ تقریباً 3.3 فیصد تھی۔

جدول 4.12: ملکی قرض میں تمسک وار تبدیلیاں

ارب روپے

	پہلی ششماہی م س21ء	پہلی سہ ماہی م س21ء	دوسری سہ ماہی م س21ء	پہلی ششماہی م س22ء	پہلی سہ ماہی م س22ء	دوسری سہ ماہی م س22ء
1۔ مستقل قرضہ	**1,565.6**	**898.6**	**667.0**	**1,548.1**	**(67.2)**	**1,615.2**
حکومت پاکستان اجارہ صکوک	363.2	162.0	201.2	632.5	-	632.5
پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز	1,216.2	729.8	486.4	584.9	(8.6)	593.5
پرائز بانڈز	(13.8)	6.8	(20.6)	(71.7)	(58.6)	(13.1)
ایس ڈی آر مختص کرنے پر اسٹیٹ بینک کا حکومت پاکستان کو قرضہ	-	-	-	474.9	-	474.9
2۔ رواں قرضہ	**(535.0)**	**(480.0)**	**(54.9)**	**(1,036.9)**	**250.8**	**(1,287.7)**
ایم ٹی بیز	(535.5)	(480.5)	(54.9)	(1,084.7)	250.8	(1,335.5)
3۔ غیر فنڈ قرضہ جات	**(3.9)**	**0.8**	**(4.7)**	**(41.9)**	**(14.0)**	**(27.9)**
قومی بچت اسکیمیں	3.9	5.7	(1.8)	(32.6)	(13.5)	(19.1)
4۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس	**5.2**	**0.7**	**4.6**	**11.4**	**8.3**	**3.1**
5۔ دیگر	**(7.6)**	**(4.4)**	**(3.2)**	**(33.2)**	**(0.1)**	**(33.2)**
ملکی قرض (1+2+3+4+5)	**1,031.6**	**420.0**	**611.6**	**481.5**	**178.4**	**303.1**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

متغیر ریٹل شرحوں جیسی خصوصیات کے حامل طویل مدتی تمسکات متعارف کرائے ہیں۔[39، 40] مجموعی واجب الادا ملکی قرض میں طویل مدتی تمسکات میں رواں اور متغیر ریٹل ریٹ تمسکات کا حصہ آخر جون 2019ء کے 28 فیصد سے بڑھ کر آخر دسمبر 2021ء تک 41 فیصد تک پہنچ گیا۔ نیتجتاً، ٹی بلز اور معین شرح تمسکات کا حصہ کم ہوگیا ہے۔ اگرچہ اس سے ملکی قرض کی عرصیت کے خاکے میں بہتری آئی ہے، تاہم خطرۂ شرح سود بڑھ گیا ہے، کیونکہ بیشتر قرضوں کے معاہدے رواں / متغیر شرحوں پر کیے گئے ہیں۔ بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں متغیر شرح ملکی قرضے کا بڑھتا ہوا حصہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں قرضوں کے بوجھ کی واپسی میں قابل ذکر اضافے پر منتج ہوا، جس کی پیائش سودی ادائیگیوں اور ٹیکس محاصل سے کی جاتی ہے (**شکل 4.21**)۔

اسی طرح، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ملک کی مجموعی زرمبادلہ آمدنی کے مقابلے میں بیرونی قرضوں کی واپسی میں 18 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 9.4 فیصد بڑھے تھے (**شکل 4.21**)۔[41] عرصیت مکمل کرنے والے ریاستی بانڈ اور کمرشل قرضوں کی نظام الاوقات کے مطابق واپسی نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے دباو کو بڑھا دیا۔ آگے چل کر قرضہ سروس کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت دیے گئے ریلیف کے قرضوں کی ادائیگی بھی واجب الادا ہو جائے گی۔

مزید برآں، حکومت نے مالی سال 20ء کے آغاز سے اسٹیٹ بینک سے میزانی قرضوں کو سفر کی سطح پر رکھنے کے وعدے کی پاسداری کی ہے، جو خسارے کی

[39] حکومت نے 3، 5 اور 10 سالہ رواں شرح پی آئی بیز کی سہ ماہی کوپن ادائیگی اکتوبر 2020ء سے شروع کی تھی، اور 2 سالہ رواں شرح پی آئی بیز کی سہ ماہی کوپن ادائیگی تعدد اور پندرہ روزہ شرح سود کے دوبارہ تعین کے ساتھ نومبر 2020ء میں شروع کی تھی۔

[40] حکومت نے مالی سال 19ء کے آخر میں اسٹیٹ بینک کے پاس اپنے قرضے کی دوبارہ پروفائلنگ کی۔ اسٹیٹ بینک کے پاس رکھے ہوئے 7.7 ٹریلین روپے کے قرضے میں سے تقریباً 1.2 ٹریلین روپے کی معین پی آئی بیز میں ری پروفائلنگ کی گئی، جبکہ بقیہ 5.5 ٹریلین روپے رواں شرح پی آئی بیز میں منتقل کیے گئے، جس نے مجموعی واجب الادا قرضوں کے حجم میں رواں شرح تمسکات کا حصہ بڑھا دیا۔

[41] بیرونی قرض کی واپسی میں صرف سرکاری قرض کی اصل رقم کی واپسی اور سودی ادائیگیاں شامل ہیں۔

شکل 4.22: ملکی قرض میں تمسک وار تبدیلی

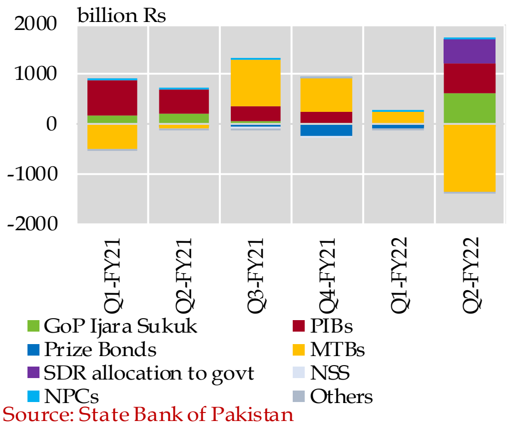

Source: State Bank of Pakistan

تسکیک سے گریز پر منتج ہوا ہے۔ تاہم، مالی ونڈو کی عدم موجودگی میں اعانت میزانیہ کے لیے حکومت کا کمرشل بینکوں پر انحصار بڑھنے سے قرض گیری کی لاگت بھی بڑھ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرضوں کے آپشنز کو متنوع بناتے ہوئے اور پنشن فنڈز، کارپوریشنز وغیرہ جیسے نان بینک قرضوں کے ذرائع پر توجہ مرکوز کر کے قرض گیری کی لاگت پر قابو پاتے ہوئے قرضہ منڈی کو گہرا کرنے کے لیے اصلاحات متعارف کرائی جائیں۔ شریعت سے ہم آہنگ تمسکات کے حصے میں اضافے سے حکومت کو سرمایہ کاری کی اساس کو متنوع بنانے اور رقوم کو ایسے تمسکات میں مختص کرنے کے حوالے سے اسلامی اداروں کو متوجہ کرنے میں بھی سہولت ملے گی۔

ملکی قرض

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قرضوں میں اضافے کی رفتار سست ہو گئی اور اس میں 1.8 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ بیرونی رقوم کی مناسب دستیابی نے ملکی ذرائع سے قرضوں کی ضروریات کو محدود رکھا۔ بینکاری نظام میں حکومت کے ڈپازٹس گذشتہ برس سے کم سطح پر رہے۔ ملکی قرضوں کی عرصیت کے خاکے میں بھی بہتری آ گئی اور بیشتر فنڈز پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز)، اجارہ صکوک اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) جیسے طویل مدتی تمسکات سے حاصل کیے گئے (**جدول 4.12**)۔ اس سے قطع نظر، بیشتر نئے ملکی قرضوں کے معاہدے رواں اور متغیر ریٹل شرحوں پر کیے جاتے ہیں، جن سے قیمتوں کے از سر نو تعین کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔

ملکیت کے لحاظ سے مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قرضوں میں تقریباً سارا اضافہ کمرشل بینکوں کے قرضوں میں ہوا۔ نان بینک اداروں کا حصہ معمولی رہا۔ مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں حکومت کے ذمے اسٹیٹ بینک کے قرضے میں کمی دیکھی گئی۔

حکومت کو ایس ڈی آر قرضے کی وصولی

سہ ماہی تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت کے ذمے اسٹیٹ بینک کے قرضوں کے حجم میں اضافہ ہو گیا۔ یہ اضافہ حکومت کو 474.9 ارب روپے مالیت (2.8 ارب ڈالر ایس ڈی آر پر مشتمل) کے ایس ڈی آر قرضوں کی وصولی کے سبب ہوا۔ ملک کو اگست 2021ء میں عالمی ایس ڈی آر مختص کرنے کے تحت 2.8 ارب ڈالر کی رقوم موصول ہوئی۔ نومبر 2021ء میں آئی ایم ایف نے ویکسین مہم کی مالکاری کے لیے حکومت کو یہ غیر معمولی قرضہ دیا۔[42] حکومت اس قرضے پر اسٹیٹ بینک کو سود/ چارجز کی ادائیگی اسی شرح سے کرے گی، جس شرح پر اسٹیٹ بینک، آئی ایم ایف کو ادائیگی کرتا ہے۔[43] اسٹیٹ بینک سے حکومت کی خالص میزانی قرض گیری کی حد کو ایس ڈی آرز کی آن لینڈنگ کی مقامی کرنسی میں رقم تک بڑھایا جاتا ہے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک سے حکومت کی خالص میزانی قرض گیری کی بالائی حد میں ایس ڈی آر کی مقامی کرنسی میں آن لینڈنگ کی رقم میں ردوبدل کر کے اضافہ کیا جاتا ہے۔ ایس ڈی آر مختص کرنے کے علاوہ، مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں حکومت کے اسٹیٹ بینک سے قرضوں کے حجم میں 523 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی۔

[42] آئی ایم ایف کا چھٹا جائزہ۔

[43] آئی ایم ایف کا چھٹا جائزہ۔

شکل4.23: ٹی بلز کے واجب الادا اسٹاک میں حصہ

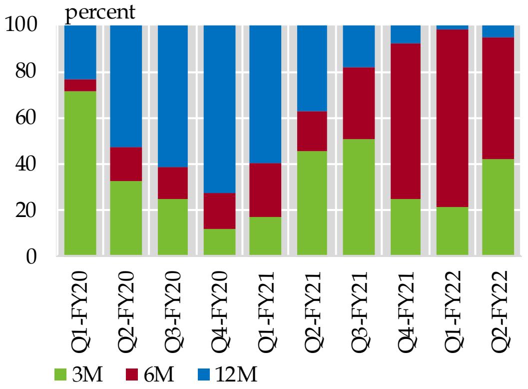

Source: State Bank of Pakistan

تمسکات کے لحاظ سے تجزیہ

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قرضوں میں بیشتر اضافہ پی آئی بیز، اجارہ صکوک اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس جیسے طویل مدتی تمسکات کے ذریعے ہوا۔ سہ ماہی تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی میں ملکی قرضوں میں بیشتر اضافہ قلیل مدتی تمسکات کے ذریعے ہوا، تاہم مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ رجحان بدل گیا (**شکل4.22**)۔ اجارہ صکوک بانڈز کی دستیابی سے نہ صرف ثانوی بازار میں شریعت سے ہم آہنگ تمسکات کی تجارت میں سہولت ملی بلکہ حکومت کو دستیاب قرضوں کے آپشنز بھی بڑھ گئے؛ لہٰذا حکومت نے دوسری سہ ماہی میں عرصیت مکمل کرنے والے قلیل مدتی قرضے واپس کر دیے۔

جدول4.13: پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی اوسط قطع شرحیں

	3سال	5سال	10سال
پہلی ششماہی م س21ء	8.1	8.4	9.0
پہلی ششماہی م س22ء	9.85	10.48	10.80
دوسری سہ ماہی م س21ء	8.2	8.5	9.0
دوسری سہ ماہی م س22ء	11.42	11.58	11.77

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مارکیٹ ٹریژری بلز

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں ایم ٹی بیز کے واجب الادا حجم میں 1.1ٹریلین روپے کی کمی آئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 0.5ٹریلین روپے کمی آئی تھی۔ سہ ماہی تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے ایم ٹی بیز کی خالص واپسی کی، جس نے مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی کے اضافے کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا۔

حکومت نے مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں نیلامی سے قبل ایم ٹی بی کے لیے5.96ٹریلین روپے (416ارب روپے عرصیت سے زائد) کا ہدف مقرر کیا تھا۔ مجموعی طور پر پیشکش کردہ رقم7.9ٹریلین روپے تھی۔ تاہم، مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت نے صرف4.2ٹریلین روپے قبول کیے اور مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں 1.3 ٹریلین روپے کی خالص واپسی کی گئی۔ زری پالیسی مؤقف کے استرداد کے ساتھ مارکیٹ کا جھکاؤ سہ ماہی ایم ٹی بیز کی طرف زیادہ

شکل4.24: ٹی بلز میں بولیوں کا رجحان

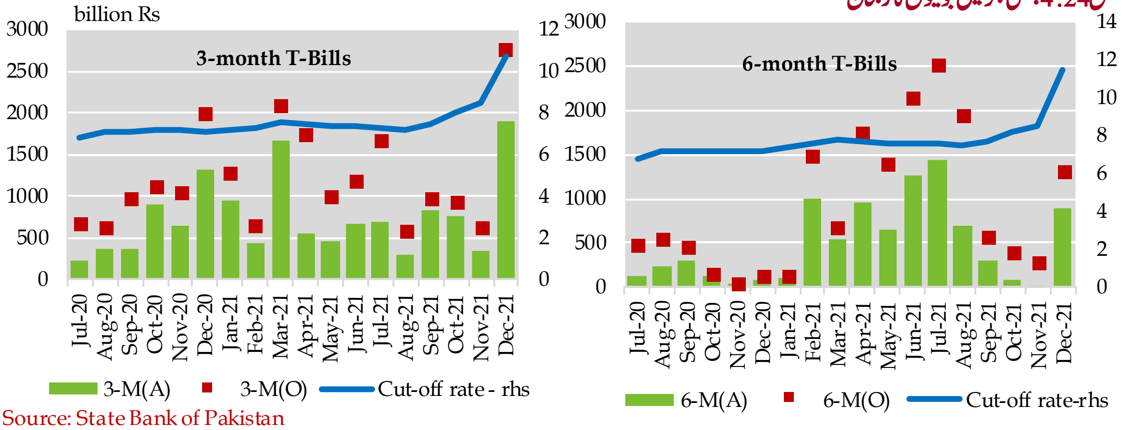

Source: State Bank of Pakistan

تھا، جبکہ ششماہی ایم ٹی بیز کی طلب کم ہو گئی (**شکل 4.23**)۔ یہ بات مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ایم ٹی بیز میں 4.3 ٹریلین روپے کی مجموعی پیشکش سے بھی نمایاں ہے، جبکہ ششماہی بلز میں 1.9 ٹریلین روپے کی پیشکش کی گئی۔

یہاں یہ بات اجاگر کرنا اہمیت کا حامل ہے کہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں تین ماہی، ششماہی اور 12 ماہی ٹی بلز میں بالترتیب 282 بی پی ایس، 337 بی پی ایس اور 388 بی پی ایس کا اضافہ ہوا، جبکہ پالیسی ریٹ 250 فیصدی درجے بڑھ گیا (**شکل 4.24**)۔ لہٰذا، سودی ادائیگیوں کا بوجھ کم کرنے کے لیے حکومت نے سہ ماہی ٹی بلز میں تقریباً 70 فیصد بولیوں کو قبول کیا، جبکہ اس کے مقابلے میں ششماہی ایم ٹی بیز کا صرف 50 فیصد قبول کیا گیا۔

پی آئی بیز میں تمام اضافہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں مرتکز تھا

آخر دسمبر 2021ء تک واجب الادا پی آئی بیز کا حجم 0.6 ٹریلین روپے کے اضافے سے بڑھ کر 15.2 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا، جبکہ آخر جون 2021ء میں یہ 14.6 ٹریلین روپے تھا۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران تمام اضافہ پی آئی بیز میں مرتکز تھا۔ زری پالیسی مؤقف کے استرداد میں پالیسی ریٹ میں اضافے کے ساتھ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں پی آئی بیز کی قطع شرحیں بھی تیزی سے بڑھ گئیں۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں اوسط قاطع

جدول 4.14: پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز پر اوسط قطع شرحیں

ارب روپے

	ہدف	پیشکش کردہ	قبول شدہ
ششماہی سالانہ کوپن			
پہلی سہ ماہی م س 22ء	190.0	175.7	129.5
دوسری سہ ماہی م س 22ء	300.0	147.7	-
سہ ماہی کوپن			
پہلی سہ ماہی م س 22ء	335.0	1,154.0	787.19
دوسری سہ ماہی م س 22ء	350.0	856.7	606.34

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شرحیں 230 تا 280 بی پی ایس کے درمیان رہیں جو مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں زیادہ ہے (**جدول 4.13**)۔

مارکیٹ کی طلب کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے معین پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کے مقابلے میں رواں پی آئی بیز کے قبل از نیلامی اہداف کو بلند سطح پر رکھا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں معین پی آئی بیز کا ہدف 750 ارب روپے تھا، جبکہ پوری مدت کے لیے رواں پی آئی بیز کی رقم بھی معین پی آئی بیز کے مقابلے میں قدرے بلند تھی۔ بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں رواں شرح پی آئی بیز کے حصے میں اضافے سے قیمتوں کے از سر نو تعین کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ پی آئی بیز کے مجموعی واجب الادا اسٹاک میں رواں شرح پی آئی بیز کا حصہ آخر دسمبر 2021ء تک تقریباً 13 فیصدی درجے اضافے سے بڑھ کر 48 فیصد تک پہنچ گیا، جو قبل ازیں

شکل 4.25: پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی نیلامی کا خاکہ

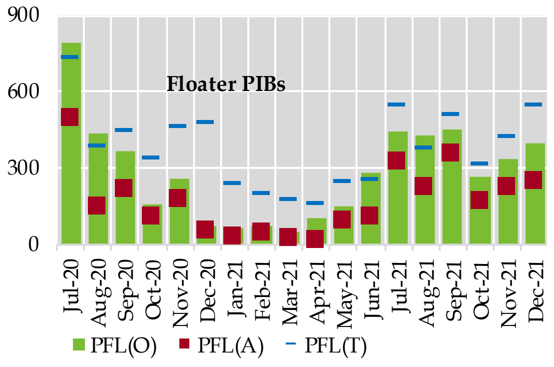

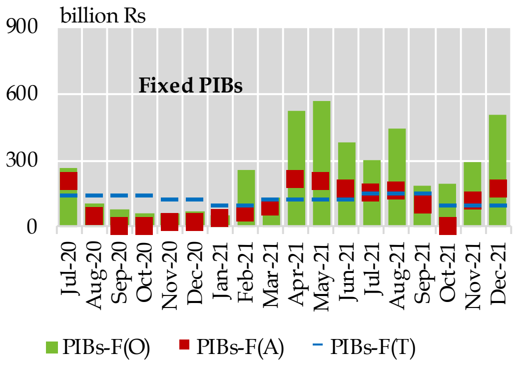

O=offered, A=accepted, T=Target

Source: State Bank of Pakistan

جدول 4.15: نیلامی کا خلاصہ

	حکومت پاکستان اجارہ صکوک (وی آر آر)		
چکتائی کی تاریخ	ہدف	پیشکش کردہ	قبول شدہ
6/10/2021	75	193.1	190.5
29/10/2021	75	222.7	168.6
17/11/2021	75	162.5	148
15/12/2021	75	8.1	0.04
	حکومت پاکستان اجارہ صکوک (ایف آر آر)		
چکتائی کی تاریخ	ہدف	پیشکش کردہ	قبول شدہ
6/10/2021	25	53.8	12.7
29/10/2021	25	22.9	0
17/11/2021	25	21.5	0
15/12/2021	25	109.8	68

* اس میں حکومت پاکستان کی جانب سے آئی پی پیز کو ان کی واجب الوصول رقم کے بدلے جاری کیے گئے 45 ارب روپے مالیت کے اجارہ صکوک شامل نہیں ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

آخر جون 2021ء میں 35 فیصد تھا۔ عرصیت کے خاکے کی طوالت اور قیمتوں کے دوبارہ تعین کے درمیان توازن برقرار رکھنا قرضہ جاتی پائیداری یقینی بنانے کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔

عرصیت کے ماہانہ خاکے سے پتہ چلتا ہے کہ پالیسی ریٹ میں اضافے کے ساتھ رواں پی آئی بیز میں مارکیٹ کی شرکت بڑھ چکی ہے (**شکل 4.25**)۔ رواں پی آئی بیز میں سہ ماہی کوپن ادائیگیوں کے حامل رواں تمسکات کا حصہ آخر جون 2021ء کے 20 فیصد سے بڑھ کر آخر دسمبر 2021ء میں 45 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ نیلامی کے خاکے سے پتہ چلتا ہے کہ مارکیٹ کا جھکاؤ سہ ماہی کوپن ادائیگیوں کے حامل رواں شرح پی آئی بیز کی طرف زیادہ تھا، جس کی عکاسی مالی سال 22ء کی دونوں سہ ماہیوں میں پیشکش کردہ بلند رقم سے ہوتی ہے۔ مارکیٹ کی شرح سود کے مطابق حکومت نے بھی سہ ماہی پی ایف آئیز کے زمرے میں بلند رقم قبول کیں (**جدول 4.14**)۔ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت نے مارکیٹ کی کم شرکت کے سبب نیم سالانہ کوپن ادائیگیوں کے حامل رواں پی آئی بیز کی بولیوں کو مسترد کردیا۔

شکل 4.26: پرائز بانڈز میں رقوم کی خالص آمد

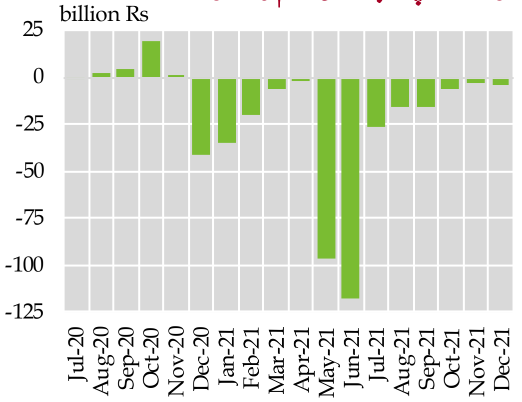

اجارہ صکوک کا اجرا

دو سہ ماہیوں کے وقفے کے بعد مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت پاکستان نے اجارہ صکوک کو جاری کرکے اس ذریعے سے 0.6 ٹریلین روپے تک کی رقوم جمع کیں۔ مارکیٹ کی شرح سود کے مطابق ایک بڑا حصہ متغیر رینٹل شرح پر جاری کیا گیا تھا۔ پیش کش کردہ اور قبول کردہ رقم نیلامی سے پہلے کے ہدف سے زائد رہی (**جدول 4.15**)۔ اس طرح حکومت کو اجارہ صکوک کے ذریعے ملکی قرض کی عرصیت کے خاکے کو طویل مدتی بنانے میں مدد ملی کیونکہ ان تمسکات کی مدت 5 سال ہے۔

پرائز بانڈز اور قومی بچت اسکیموں میں ریکارڈ رقوم کا اخراج

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں پرائز بانڈز میں 72 ارب روپے کا خالص اخراج درج کیا گیا، جو مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں 58 ارب روپے اور دوسری سہ ماہی میں 14 ارب روپے تھا۔ مختلف میعادوں کے پرائز بانڈز کی منسوخی (7,500، 15,000 اور 25,000 روپے) اور اس کے نتیجے میں رقوم نکلوانے سے پرائز بانڈز میں کمی کی وضاحت ہوتی ہے۔ تاہم، ماہانہ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رقوم کے اخراج کا حجم کم ہو رہا ہے (**شکل 4.26**)۔ زیر جائزہ مدت کے دوران پریمیم پرائز بانڈز میں سرمایہ کاری بڑھ گئی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں پریمیم پرائز بانڈز

شکل 4.27: مقیم افراد کے پاس نیا پاکستان سرٹیفکیٹس: سہ ماہی بہاؤ

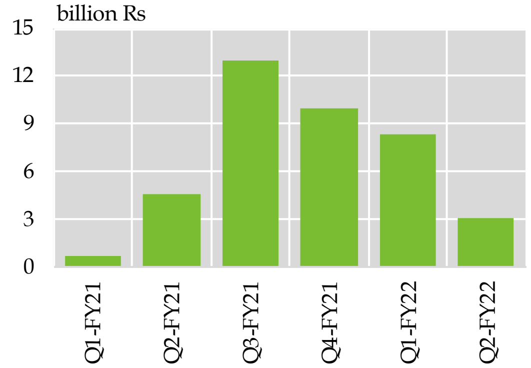

Source: State Bank of Pakistan

میں خام رقوم کی آمد 16.5 ارب روپے رہی، جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 5.4 ارب روپے تھی۔

زیر جائزہ مدت کے دوران قومی بچت اسکیموں میں رقوم کا خالص اخراج دیکھا گیا جو مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں 13.5 ارب روپے اور دوسری سہ ماہی میں 19.1 ارب روپے تھا۔ اداروں کی جانب سے قومی بچت اسکیموں سے رقوم نکلوانے کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ ان کے ایسے تمسکات میں شرکت پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ تاہم، ریگولر انکم سرٹیفکیٹس اور بہبود سیونگ اسکیموں جیسے کچھ تمسکات کے منافع کی شرحوں میں اضافے کے باعث رقوم کی آمد قدرے بلند رہی۔ دسمبر 2021ء میں منافع کی شرحوں میں حالیہ اضافے سے حکومت کو ان تمسکات میں رقوم متوجہ کرنے میں مدد ملی (**جدول 4.16**)۔

نیا پاکستان سرٹیفکیٹس

آخر دسمبر 2021ء تک نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (اقامتی افراد کی تحویل میں) کا اسٹاک 39.2 ارب روپے تک پہنچ گیا جبکہ آخر جون 2021ء میں 28.3 ارب روپے تھا۔ ان سرٹیفکیٹس میں رقوم کی آمد کی رفتار مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں سست ہوگئی (**شکل 4.27**)۔

ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں 1.3 ٹریلین روپے تھیں، جبکہ اس کے مقابلے میں گزشتہ برسوں کی اسی مدت میں یہ 1.4 ٹریلین روپے کی سطح پر رہی تھیں۔[44] خصوصاً متغیر شرح قرضے کے بڑھتے ہوئے حصے کے مطابق مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑھتی ہوئی شرح سود کے حالات میں سودی ادائیگیوں کی رفتار بڑھ گئی۔ بیشتر اضافہ پی آئی بیز کی ادائیگیوں میں ہوا کیونکہ پندرہ روزہ تبدیلی اور سہ ماہی بنیادوں پر کوپن ادائیگیوں کی منفرد خصوصیات کے باعث رواں شرح پی آئی بیز کے حصے میں اضافے کا نتیجہ پالیسی ریٹ میں اضافے کے بعد قرضوں کی واپسی پر دباؤ کی صورت میں نکلا۔ اسی طرح، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کی ادائیگیاں گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں دگنی ہوگئیں کیونکہ حکومت پاکستان کے واجب الادا اجارہ صکوک کے اسٹاک میں اضافہ ہوگیا تھا۔ دوسری جانب، مالی سال 22ء کی

جدول 4.16: قومی بچت اسکیمیں

ارب روپے، منافع کی شرح فیصد میں

	خالص رقوم کی آمد		منافع کی شرحیں	
	دوسری سہ ماہی م س 21ء	دوسری سہ ماہی م س 22ء	دوسری سہ ماہی م س 21ء	دوسری سہ ماہی م س 22ء
ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ	-0.8	-3	8.5	9.4
اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ	6.5	-0.5	7.6	8.2
ریگولر انکم سرٹیفکیٹ	4.2	3.6	8	10.8
بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ	3.3	-2.3	10.3	11

ماخذ: سینٹرل ڈائریکٹوریٹ آف نیشنل سیونگز

[44] ماخذ: وزارت خزانہ اس لنک پر دستیاب ہے (https://finance.gov.pk/fiscal/July_Dec_2021.pdf)۔ 15 جنوری 2022ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

جدول 4.17: سرکاری بیرونی قرض میں تبدیلی

ملین امریکی ڈالر

	پہلی ششماہی م س 21ء	پہلی ششماہی م س 22ء	دوسری سہ ماہی م س 21ء	دوسری سہ ماہی م س 22ء
سرکاری بیرونی قرض (1 اور 2)	4,412.0	4,208.8	2,499.5	2,610.5
1۔ حکومتی بیرونی قرض	4,613.3	4,860.1	2,625.3	2,950.6
جس میں				
i) طویل مدتی (ایک سال سے زائد)	5,239.4	4,441.1	2,881.4	2,962.9
پیرس کلب	622.3	(579.9)	343.9	(198.3)
کثیر فریقی	2,267.2	798.3	779.9	434.2
دیگر دو طرفہ	1,174.4	3,107.3	190.5	3,041.8
کمرشل قرضے	940.8	522.4	1,366.3	382.1
نیا پاکستان سرٹیفکیٹس	128.5	638.4	128.0	293.9
(ii) قلیل مدتی (ایک سال سے کم)	(626.1)	418.9	(256.1)	(12.2)
کثیر فریقی	(238.8)	561.2	64.9	88.5
مقامی کرنسی کے تمسکات	(245.9)	(142.2)	(206.0)	(100.7)
کمرشل قرضے	(141.5)	-	(115.0)	-
2۔ آئی ایم ایف سے	(201.2)	(651.3)	(125.8)	(340.5)
زر مبادلہ واجبات	(630.5)	2,879.0	228.9	(3.0)
مرکزی بینک کے ڈپازٹس	(2,000.0)	-	(1,000.0)	-
ایس ڈی آر کا اختصاص	63.8	2,739.0	32.3	13.8

ماخذ: بینک دولت پاکستان

دوسری سہ ماہی میں پرائز بانڈز پر ادائیگیاں کم ہو گئیں کیونکہ مختلف مالیتوں کے پرائز بانڈز کی منسوخی کی وجہ سے پرائز بانڈز کے واجب الادا اسٹاک میں کمی کا رجحان تھا۔ اسی طرح، عرصیت مکمل کرنے والے قرضے کے اسٹاک میں کمی کے سبب ایم ٹی بیز کی ادائیگیاں کم رہیں (**شکل 4.28**)۔

سرکاری بیرونی قرض اور واجبات

آخر دسمبر 2021ء تک واجب الادا سرکاری بیرونی قرضوں (علاوہ واجبات) کا حجم بڑھ کر 90.6 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، اور اس میں مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4.1 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 4.4 ارب ڈالر بڑھے تھے (**جدول 4.17**)۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے کے توازن میں بگاڑ کے سبب نئی رقوم کی تقسیم بلند سطح پر رہی۔ تاہم دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کے نتیجے میں بیرونی قرضوں (ڈالر کے لحاظ سے) کے موجودہ اسٹاک پر باز قدر پیمائی کے فوائد 0.7 ارب ڈالر رہے، جن سے بیرونی قرضوں میں اضافے کی رفتار کو محدود کرنے میں مدد ملی۔

پچاس فیصد باز قدر پیمائی فوائد ایس ڈی آر کی قدر میں کمی کے باعث حاصل ہوئے

کرنسی وار باز قدر پیمائی کے اثرات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ایس ڈی آر کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے سے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں باز قدر پیمائی کے فوائد نصف سے زائد پر مشتمل تھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں کمی کے سبب ملک کو 1.9 ارب ڈالر کے باز قدر پیمائی نقصانات ہوئے تھے، جو بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں اضافے پر منتج ہوئے۔

مقامی حکومت کے تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری کا ریکارڈ اخراج جاری رہا

بیرونی قرضوں میں اضافہ دونوں سہ ماہیوں میں تقریباً مساوی تھا۔ تاہم، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں تقسیم کے اجزائے ترکیبی بدل گئے۔ اعانت میزانیہ کی مد میں ایک دوست ملک کی جانب سے 3.0 ارب ڈالر رقوم کی آمد کے سبب دو طرفہ ذرائع کے حصے میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ ایشیائی ترقیاتی بینک نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں 300 ملین ڈالر مالیت کے منصوبے ”توانائی کے شعبے میں اصلاحات اور مالی پائیداری کا منصوبہ“ کے لیے فنڈز مہیا کیے۔ ایک اور اہم شعبہ ایشیائی ترقیاتی بینک کی جانب سے کووڈ19 ویکسین سپورٹ پروجیکٹ کے تحت 487.8 ملین ڈالر کی فنڈنگ کا ملنا تھا، جس میں سے تقریباً 173 ملین ڈالر دوسری سہ ماہی میں فراہم کیے گئے (**جدول 4.18**)۔

شکل 4.28: تمسک وار سودی ادائیگیاں

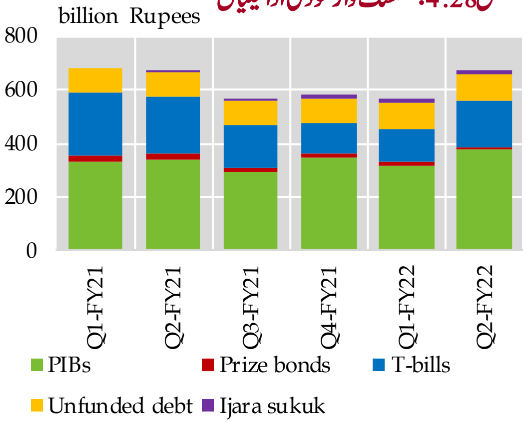

Source: State Bank of Pakistan

جدول 4.18: اہم بیرونی اقتصادی امداد، پہلی ششماہی

ملین امریکی ڈالر

امدادی ادارہ	منصوبے کا نام	مقصد	رقم
وصول شدہ مجموعی رقم			**9,432.7**
جس میں			
منصوبہ جاتی اور میزانی اعانات			
سعودی عرب	میعادی ڈپازٹ	اعانت میزانیہ	3,000.0
ایشیائی ترقیاتی بینک	کووڈ19 ویکسین امدادی منصوبہ	منصوبہ	488.0
عالمی ادارہ ترقیات	پروگرام برائے سستی صاف توانائی	اعانت میزانیہ	397.0
اسلامک ڈویلپمنٹ بینک	قلیل مدتی قرضہ	قلیل مدتی قرضہ	354.4
ایشیائی ترقیاتی بینک	توانائی کے شعبے میں اصلاحات اور مالی پائیدار کا منصوبہ	اعانت میزانیہ	300.0
چین	کراچی نیوکلیر پاور پروجیکٹ	منصوبہ	292.0
عالمی ادارہ ترقیات	وبا کے ردعمل کی اثرانگیزی	منصوبہ	108.0
عالمی ادارہ ترقیات	سندھ کے بیراجوں کی بہتری کا منصوبہ	منصوبہ	52.2
یوروبانڈز			
5 سالہ یوروبانڈ		اعانت میزانیہ	300.0
10 سالہ یوروبانڈ		اعانت میزانیہ	400.0
30 سالہ یوروبانڈ		اعانت میزانیہ	300.0

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

شکل 4.29: غیر مقیم افراد کے پاس نیا پاکستان سرٹیفکیٹس: سہ ماہی بہاؤ

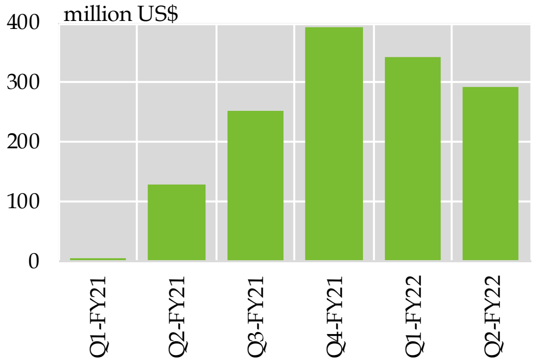

Source: State Bank of Pakistan

مزید برآں، حکومت نے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.0 ارب ڈالر مالیت کے مختلف میعادوں کے یورو بانڈز جاری کیے۔

مالی سال 22ء کی دونوں سہ ماہیوں میں مقامی حکومت کے تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری سے رقوم کا ریکارڈ اخراج جاری رہا۔ تاہم، مدت وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری سہ ماہی میں پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز میں بیرونی سرمایہ کاری کی مد میں خالص رقوم کی آمد درج کی گئی۔

نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں رقوم کی آمد کا تسلسل جاری رہا

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (غیر اقامتی افراد کی تحویل میں) میں 0.6 ارب ڈالر کی رقوم موصول ہوئیں۔ اس اضافے کے ساتھ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس کا حجم آخر دسمبر 2021ء تک بڑھ کر 1.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جو آخر جون 2021ء میں 0.8 ارب ڈالر تھا۔ چونکہ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں بیشتر رقوم کی آمد کی نوعیت طویل مدتی، ایک سال سے زائد عرصیت، ہوتی ہے، اس لیے ان رقوم کی آمد سے حکومت کے بیرونی قرض کی عرصیت کے خاکے کی طوالت میں مدد ملی ہے۔ مزید برآں، ان رقوم کی آمد سے بھی حکومت کو اپنی سرمایہ کاروں کی محدود اساس کو متنوع بنانے میں مدد ملی ہے۔

شکل 4.30: سرکاری بیرونی قرض کی واپسی

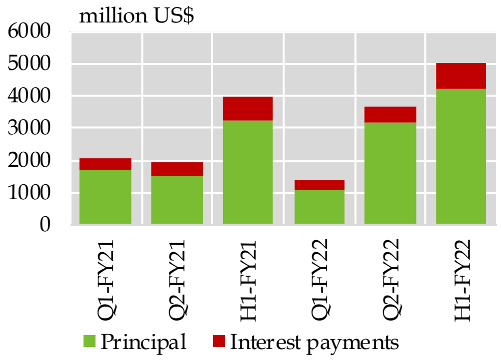

Source: State Bank of Pakistan

بیرونی سرکاری قرض کی واپسی

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں سرکاری بیرونی کی واپسی (اصل زر اور سودی ادائیگیاں) 5.0 ارب ڈالر رہی، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.9 ارب ڈالر رہی تھی۔

سہ ماہی تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں سرکاری بیرونی قرض کی واپسی (اصل زر سودی ادائیگیاں) میں اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں معمولی کمی ہوئی تھی (**شکل 4.29**)۔ اس کا سبب مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں عرصیت مکمل کرنے والے ایک ارب ڈالر مالیت کے صکوک کی واپسی تھی۔

اس کے نتیجے میں آخر دسمبر 2021ء میں عالمی یورو/صکوک بانڈز کا واجب الادا حجم گر کر 7.8 ارب ڈالر رہ گیا، جو آخر ستمبر 2021ء پر 8.8 ارب ڈالر تھا۔ مزید برآں، حکومت نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں 1.2 ارب ڈالر کے عرصیت مکمل کرنے والے کمرشل قرضے بھی واپس کیے۔

شکل 4.31الف: بیرونی قرض کی واپسی بلحاظ زرمبادلہ آمدنی کا فیصد

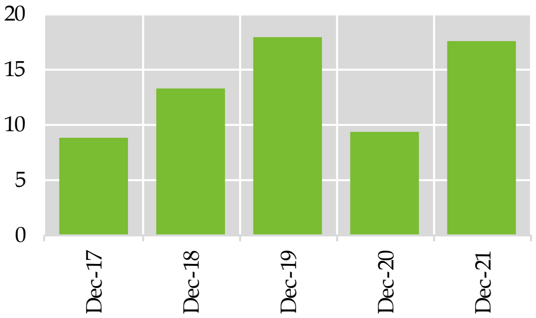

* EDS external debt servicing (principal component);
FEE foreign exchange earnings

Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.31ب: بیرونی قرض کی واپسی بلحاظ برآمدی آمدنی کا فیصد (اشیاوخدمات)

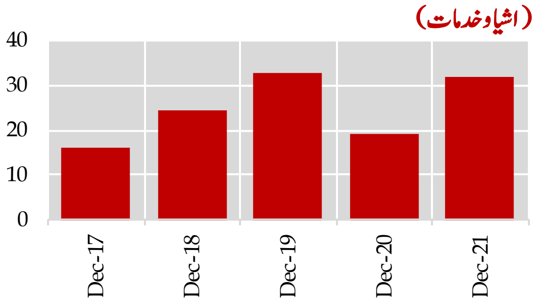

* EDS external debt servicing (principal component);
Exports of goods & services

مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں ڈی ایس ایس آئی کے تحت قرضہ ریلیف

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی طور پر ملک نے ڈی ایس ایس آئی کے تحت 1.1 ارب ڈالر (0.8اصل زر اور 0.3ارب ڈالر کی سودی ادائیگیاں) کا قرضہ ریلیف حاصل کیا۔ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں ملک کو0.5ارب ڈالر (0.4ارب ڈالر اصل زر اور 0.1ارب ڈالر سودی جز) کا قرضہ موصول ہوا جبکہ مالی سال21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران یہ ریلیف 0.9فیصد تھا۔ اس ریلیف کے بغیر مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں بیرونی سرکاری قرض کی واپسی کی سطح بلند ہو سکتی تھی۔

مجموعی طور پر (مئی2020ء تا دسمبر2021ء) میں ملک نے 3.8ارب ڈالر کا رقرضہ ریلیف حاصل کیا۔ اس اقدام کے تحت قرضوں کی واپسی کو دسمبر2021ء تک ملتوی کر دیا گیا۔ تشکیل نو شدہ اصل زر اور سودی ادائیگیوں کی رقوم کی واپسی کی مدت 4 تا 6 برس ہے۔

دوسری سہ ماہی میں قرضوں کی واپسی کی بلند سطح کے سبب قرض کی واپسی کی صلاحیت کمزور ہو گئی

مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں قرض کی واپسی کے اظہاریوں میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بڑی حد تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تاہم بیرونی قرض کی واپسی میں اضافے کے ساتھ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ملک کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت میں معمولی بگاڑ دیکھا گیا۔

دوسری سہ ماہی میں سرکاری بیرونی قرض کی واپسی اور اشیا و خدمات کی برآمدات کا تناسب بھی بگڑ گیا، اس کے باوجود کہ مالی سال22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سرکاری بیرونی قرض کی واپسی اور زرمبادلہ آمدنی کا تناسب آخر دسمبر2020ء سے بڑھ کر9.4فیصد تک پہنچ گیا، جو آخر دسمبر2021ء میں17.5فیصد تھا (**شکل4.30الف** اور **ب**)۔ اسی طرح، مالی سال22ء کی ملک کی برآمدات سے آمدنی بہتری کے ساتھ 9.8ارب ڈالر پر آ گئی، جو مالی سال21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 8.0ارب ڈالر تھی، جس کا اہم سبب قرضوں کی واپسی کی بلند سطح تھی۔[45]

[45] سرکاری بیرونی قرض کی واپسی میں قلیل اور طویل مدتی حکومتی بیرونی قرض کی واپسی بشمول آئی ایم ایف کو قرضے کی واپسی شامل ہیں۔ اس میں بیرونی واجبات اور سودی ادائیگیاں شامل نہیں ہیں۔

5 بیرونی شعبہ

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں رسدی رکاوٹوں اور عالمی طلب کے ردعمل میں اجناس کی عالمی قیمتیں مسلسل بڑھنے سے پاکستان کے بیرونی کھاتے پر بڑی حد تک منفی اثرات مرتب ہوئے۔ اس عرصے کے دوران قیمتوں میں یہ اضافہ درآمدی ادائیگیاں بڑھانے کا غالب محرک تھا۔ اگرچہ کپاس کی بلند عالمی قیمتوں کے سبب ٹیکسٹائل برآمدات میں فائدہ ملا اور مجموعی برآمدی وصولیاں بڑھ کر بلند ترین ششماہی سطح تک پہنچ گئیں، تاہم درآمدی ادائیگیوں میں بہ سرعت اضافے نے تجارتی خسارہ بڑھادیا۔ کارکنوں کی بھرپور ترسیلاتِ زر سے تھوڑا بہت سہارا ملا لیکن یہ بلند تجارتی خسارے کی تلافی کرنے سے قاصر رہا۔ نتیجتاً، جاری کھاتے کے خسارے میں اضافہ ہوگیا، جس کی بنا پر روپے کی قدر میں 10.7 فیصد کمی آئی۔ تاہم کثیر فریقی، دوطرفہ اور کمرشل ذرائع سے رقوم کی بلند آمد کے سبب اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر چھ ماہ کے عرصے میں تھوڑے سے بڑھ کر آخر دسمبر 2021ء میں 17.7 ارب ڈالر تک جاپہنچے۔

5.1 بیرونی شعبے کی پیش رفت

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی کھاتہ دباؤ میں رہا، جس کی بنیادی وجوہ میں اجناس کی عالمی قیمتوں (**شکل 5.1**) کا مسلسل بڑھنا، کووڈ 19 کی ویکسین کی حالیہ خریداری، اور ملکی رسد میں کمی کو دور کرنے کے لیے گندم اور چینی درآمد کرنے کی مسلسل ضرورت، اس کے ہمراہ ملکی معیشت کے کووڈ وبا سے بتدریج سنبھلنے کے باعث کچھ طلبی دباؤ شامل ہیں۔ اگرچہ برآمدی رقوم کی وصولیاں اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر دونوں ششماہی کی ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ گئیں، تاہم پھر بھی درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کی تلافی نہ ہوسکی۔ اس کے نتیجے میں م س 22ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 9.0 ارب ڈالر تک جاپہنچا، جو گذشتہ برس 1.2 ارب ڈالر فاضل تھا (**جدول 5.1**)۔ زرمبادلہ میں ادائیگیوں کا یہ فرق بالعموم بین البینک منڈی میں ظاہر ہوا، جہاں م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر 10.7 فیصد کم ہوئی۔ تاہم اس عرصے میں بلند بیرونی مالکاری کی بدولت اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر بڑی حد تک محفوظ رہے۔

پاکستان کے ساتھ ساتھ تیل درآمد کرنے والی کئی اور ابھرتی ہوئی منڈیوں کے جاری کھاتے کے توازن میں ابتری آئی، جس کی بڑی وجہ بلند تجارتی خسارہ ہے (**شکل 5.2**)۔ پاکستان کی پست برآمدات کے پیشِ نظر اور بعد از کووڈ پالیسی کے توسط سے ہونے والی معاشی بحالی کے باعث مختلف اقسام کی مصنوعات کی درآمدی طلب پہلے ہی بڑھ چکی تھی، اس لیے ملکی تجارتی کھاتے پر اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کا دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے مقابلے میں زیادہ گہرا اثر پڑا۔ (**باکس 5.1**)۔ دوسری جانب پاکستان کی بھرپور اور مستحکم ترسیلاتِ زر کی وجہ سے جاری کھاتے

شکل 5.1 : جولائی تا دسمبر م س 22ء میں اہم اجناس کی عالمی قیمت میں اضافہ

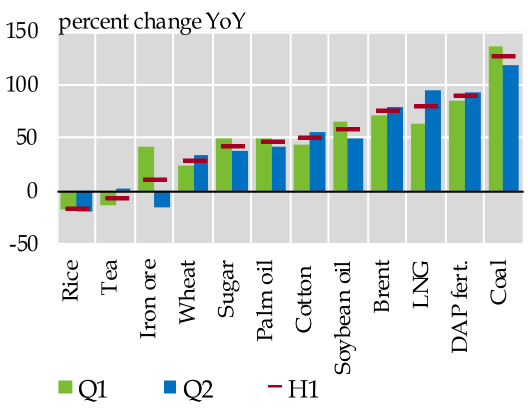

Source: World Bank Commodity Prices

شکل 5.2 : جولائی تا دسمبر م س 22ء* میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کی تجارت اور جاری کھاتے کا توازن

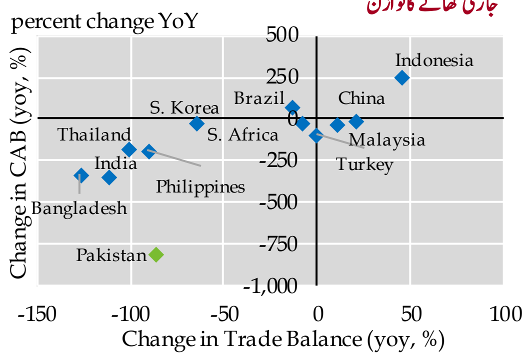

*goods trade balance

Source: Haver Analytics and State Bank of Pakistan

جدول 5.1: پاکستان کا توازن ادائیگی

ملین ڈالر

	م س21ء سہ 1	م س22ء سہ 1	م س21ء سہ 2	م س22ء سہ 2	م س21ء شش 1	م س22ء
جاری حسابات کا توازن	**865**	**-3,526**	**382**	**-5,497**	**1,247**	**-9,023**
اشیا کا تجارتی توازن	**-5,283**	**-10,194**	**-6,103**	**-10,993**	**-11,386**	**-21,187**
بر آمدات	5,354	7,201	6,461	8,034	11,815	15,235
درآمدات	10,637	17,395	12,564	19,027	23,201	36,422
جس میں سے توانائی کی درآمدات	2,076	3,974	2,206	4,598	4,283	8,571
غیر توانائی درآمدات	8,561	13,421	10,358	14,429	18,918	27,851
خدمات کا توازن	**-533**	**-877**	**-411**	**-946**	**-944**	**-1,823**
بنیادی آمدنی کا توازن	**-1,489**	**-1,006**	**-1,184**	**-1,475**	**-2,673**	**-2,481**
جس میں سودی ادائیگیاں	646	469	644	930	1,290	1,399
ثانوی آمدنی کا توازن	**8,170**	**8,551**	**8,080**	**7,917**	**16,250**	**16,468**
جس میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر	7,143	8,199	7,060	7,609	14,203	15,808
مالی کھاتے کا توازن^	**854**	**-5,730**	**-1,163**	**-4,322**	**-309**	**-10,052**
براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد	458	480	422	578	880	1,058
جزدانی سرمایہ کاری کی آمد	-145	879	-290	-1,285	-435	-406
جس میں یورو بانڈز / صکوک	-	1,000	-	-1,000	-	-
بیرونِ ملک زرِ مبادلہ کے اثاثوں میں اضافہ	1,106	410	467	5	1,573	415
زرمبادلہ کے قرضے اور واجبات (خالص)	20	4,774	1,480	5,090	1,500	9,864
جس میں عمومی سرکاری	1,422	1,637	1,620	4,231	3,042	5,868
اسٹیٹ بینک	-1,000	2	69	1	-931	3
بینک	-642	137	21	434	-621	571
ایس ڈی آر اختصاص	-	2,773	-	-	-	2,773
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)*	**12,154**	**19,254**	**13,415**	**17,686**	**13,415**	**17,686**
اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات (آخر مدت) *	-5,774	-4,870	-4,610	-4,382	-4,610	-4,382
روپے کی قدر میں اضافہ (+) / کمی (-) فیصد*	**1.4**	**-7.7**	**3.7**	**-3.3**	**5.1**	**-10.7**

* ذخائر اور پیشگی واجبات میں اس عرصے (اکتوبر تا دسمبر برائے سہ 2، جولائی تا دسمبر برائے شش 1) کے دوران تبدیلی

^ مالی کھاتے کی رقم کے ساتھ منفی علامت کا مطلب پاکستان میں زرِ مبادلہ کی آمد ہے، مثبت علامت کا مطلب زرِ مبادلہ کا اخراج ہے۔ مالی کھاتے کے توازن میں تبدیلی کے ساتھ منفی علامت کا مطلب پاکستان میں سال بسال بنیاد پر زرِ مبادلہ کی خالص رقوم کی پست آمد ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

کے خسارے میں ابتری قدرے پست رہی۔ ستمبر 2021ء کے بعد سے بڑھتے ہوئے تجارتی عدم توازن کی وجہ سے پالیسی میں تبدیلی کی ضرورت پیش آئی۔ ستمبر تا دسمبر 2021ء میں اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 275 بیسز پوائنٹس کا اضافہ کیا اور اسٹیٹ بینک نے ملکی طلب کے انتظام کے لیے کئی انتظامی اور ضوابطی اقدامات کیے۔[1]

م س22ء کی پہلی ششماہی میں کپاس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ نے پاکستانی ٹیکسٹائل برآمدات کو سہارا دیا، اور اس عرصے کی مجموعی برآمدی نمو میں ٹیکسٹائل کا حصہ دو تہائی رہا۔ بیرون ملک نرخوں کے موافق ماحول کے علاوہ پاکستانی برآمد کنندگان نے بڑے ممالک میں حریفوں سے منڈی کا حصہ لینے کا سلسلہ جاری رکھا (**سیکشن 5.5**)۔ جاری سرمایہ اور معین سرمایہ کاری کے لیے اسٹیٹ بینک کی رعایتی اسکیموں نے اہل فرموں کو درکار مدد فراہم کردی تاکہ وہ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت سے نمٹ سکیں (**باب 3**)۔ دریں اثنا، ترسیلاتِ زر پہنچانے والوں کے لیے باضابطہ ذرائع سے رقوم کی وصولی پُرکشش بنانے کے لیے مراعات کے تسلسل اور اجرت اور ترقی یافتہ معیشتوں میں موزوں ملازمتی حرکیات کے باعث کارکنوں کی ترسیلات میں مسلسل اضافہ ہوا۔

باکس 5.1: پاکستان میں درآمدی نمو بڑھانے کے عوامل اور بین البینک زرمبادلہ کی دستیابی پر ان کے اثرات

م س22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان میں جاری کھاتے کی ابتری کی بنیادی ذمہ داری درآمدی ادائیگیوں میں حالیہ اضافے پر عائد ہوتی ہے۔ اس باکس میں درآمدی نمو کے بڑے عوامل کا تجزیہ کیا گیا ہے، اور معلوم ہوا ہے کہ عالمی اور ملکی دونوں عوامل نے اس اضافے میں اپنا کردار ادا کیا۔ علی الخصوص، تین نکات قابل ذکر ہیں۔

شکل 5.1.1 الف: پاکستان کے تجارتی تناسبات

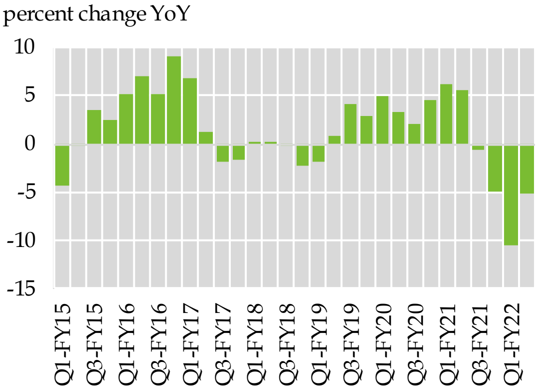

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 5.1.1 ب: جولائی تا دسمبر* کے دوران درآمدات کی تبدیلی میں حجم اور نرخوں کے اثرات

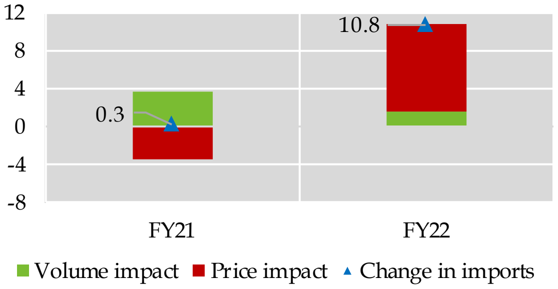

*for items with both volume and value data available

(i) اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے باعث درآمدی و برآمدی قیمتوں میں عدم مطابقت کا دھچکا: اجناس کی عالمی قیمتوں میں وسیع البنیاد اضافے کی وجہ سے م س22ء میں پاکستان کو گذشتہ 7 برسوں میں درآمدی و برآمدی قیمتوں میں عدم مطابقت کے بدترین دھچکے کا سامنا ہے (**شکل 5.1.1 الف**)۔ دوسری طرف، اہم مصنوعات کے درآمدی حجم کے دستیاب اعداد و شمار کے

[1] ان اقدامات میں کار اور صارفی مالکاری کو سخت کرنے کی غرض سے محتاطیہ ضوابط میں تبدیلیاں، 114 اضافی اشیا پر نقد مارجن عائد کرنے کی شرط اور بینکوں کے لیے مطلوبہ نقد محفوظ کی شرح میں ایک فیصد اضافہ شامل ہیں۔

شکل 5.1.2: جولائی تا دسمبر م س22ء میں توانائی درآمدات میں نمو کی تفصیل

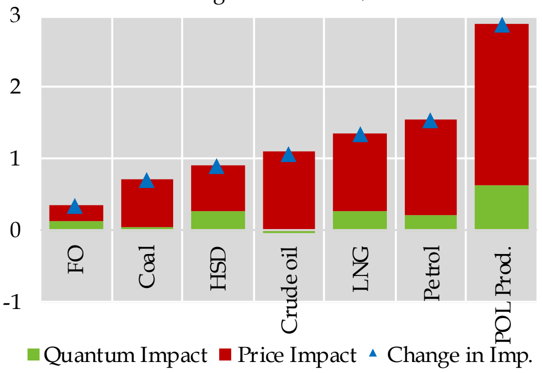

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مطابق، م س22ء کی پہلی ششماہی میں درآمدی طلب نے بھی توانائی اور غیر توانائی درآمدات بڑھانے میں، تھوڑا سا گو کہ قدرے کم، کردار ادا کیا (**شکل 5.1.1ب**)۔[2] 2021ء کے آغاز سے توانائی کی قیمتیں مسلسل بڑھتی رہی ہیں، عالمی سطح پر معاشی بحالی کی رفتار میں اضافے کی وجہ سے طلب بڑھنا، اور اوپیک پلس کے ممالک کی جانب سے تیل کی رسد بڑھانے کے غیر سرگرم منصوبے کی پاسداری کے باعث قدرے تنگ رسد، اور مالکاری اور افرادی قوت کی رکاوٹوں کی وجہ سے امریکی شیل کے پیداکنندگان کا تیل کی رسد قبل از کووڈ سطح تک لانے میں ناکامی، اس کے اسباب ہیں۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں طلب و رسد کے اِن عوامل کی عکاسی عرب لائٹ خام تیل کی قیمتوں میں 69.2 فیصد سال بسال اضافے سے ہوتی ہے۔ چنانچہ، رسدی رکاوٹوں اور دنیا بھر کی مضبوط طلب نے ایل این جی کی عالمی قیمتیں بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

زیر جائزہ عرصے کے دوران توانائی کی بلند قیمتوں نے پاکستان میں توانائی کی درآمدات بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا (**شکل 5.1.2**)۔ خام تیل کے معاملے میں بلند قیمتوں کا اثر واضح نظر آیا، م س22ء کی پہلی ششماہی میں اِس کے درآمدی حجم میں 0.7 فیصد سال بسال تخفیف کے باوجود اِس کی درآمدی مالیت 82.2 فیصد بڑھ گئی۔ پیٹرولیم مصنوعات کے معاملے میں بھی اگرچہ ٹرانسپورٹیشن (پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل) اور بجلی کی پیداوار اور صنعتی استعمال (ایل این جی، کوئلہ اور فرنس آئل) بھی بلند رہا، تاہم ان اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے درآمدی مالیتوں پر غالب اثرات مرتب کیے۔

غیر توانائی اجناس میں بھی– خصوصاً غذائی اشیا، جیسے پام اور سویابین آئل، دالیں، چائے پتی اور مسالہ جات– یہی حرکیات کارفرما تھیں: اس عرصے میں بنیادی طور پر درآمدی حجم میں کمی آنے کے باوجود ان اجناس کے بلند قیمتوں نے درآمدی مالیتیں بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

(ii) سرمایہ کاری کی سرگرمیوں نے بھی کسی حد تک درآمدی طلب میں اضافہ کر دیا: ایچ ایس-8 سطح کے اعداد و شمار برائے غیر توانائی مصنوعات کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ م س22ء کی پہلی ششماہی میں صنعتی خام مال اور نیم تیار اشیا اور سرمایہ جاتی اشیا نے برآمدات بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا (**جدول 5.1.1**)۔ ملکی پیداوار میں اضافے کے باوجود درآمدی کپاس کی طلب میں بڑی حد تک اضافہ ہوا، جو اہم عالمی منڈیوں میں پاکستان کی ٹیکسٹائل مصنوعات کی مضبوط طلب کا عکاس ہے (**سیکشن 5.5**)۔ دیگر خام مال میں صنعتی اور زرعی خام مال اور نیم تیار اشیا کی درآمدی طلب، جیسے کھاد اور پلاسٹک مصنوعات، بھی بلند رہی۔

اسی طرح فولاد کی ملکی صنعت کے خام مال کی طلب بھی بڑھ گئی، کیونکہ فرموں نے تعمیراتی صنعت کی طلب پوری کرنے کے لیے پیداوار بڑھادی تھی جو صنعت کی جانب سے سستے مکاناتی یونٹس کے ساتھ ساتھ مکاناتی مالکاری کی حوصلہ افزائی کی پالیسی کے مرہونِ منت تھا۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں ملکی فولاد کی صنعت کی پیداوار میں– جیسا کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی سے ظاہر ہے– عبوری بنیاد پر 18.4 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 12.1 فیصد کم ہوئی تھی۔ درآمدی لحاظ سے، ایچ ایس 8 سطح کے اعداد و شمار کی بنیاد پر، فولاد کی صنعت کے لیے اسکریپ کی چند اشیا کی طلب بڑھ گئی، جہاز شکنی کے لیے پرانے بحری جہاز اور، کولڈ رولڈ کوائلز کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

[2] **شکل 5.1.1ب** میں، حجم اور قیمت کے اثرات کی تفصیلات صرف انہی اشیا کی دکھائی گئی ہیں، جن کا درآمدی حجم اور مالیت دستیاب ہے۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں ان اشیا کا مجموعی درآمدات میں 59.3 فیصد حصہ ہے۔

جدول 5.1.1:معاشی زمرے (ایچ ایس سطح-8)* کے لحاظ سے درآمدات کا تجزیہ

زمرے	م س21ء کی پہلی ششماہی	م س22ء کی پہلی ششماہی	تبدیلی
	درآمدی مالیتیں (ملین ڈالر)**		
خام مال اور نیم تیار اشیا	7,844.4	11,364.9	3,520.6
ویکسین اور ادویہ	130.1	2,704.6	2,574.6
سرمایہ جاتی اشیا	4,701.1	6,641.1	1,940.0
صارفی اشیا	2,304.0	3,418.8	1,114.8
غذائی اجزا	4,002.7	4,934.2	931.5
غیر توانائی	**18,982.2**	**29,063.7**	**10,081.5**
توانائی (تیل، گیس اور کوئلہ)	**5,423.7**	**11,631.9**	**6,208.2**
مجموعی	**24,405.9**	**40,695.6**	**16,289.6**

*وزارتِ تجارت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے درآمدات کی مشترکہ طور پر تیار کردہ زمرہ بندی

**اوسط ایم ٹو ایم شرح مبادلہ برائے چھ ماہ سے استفادہ کیا گیا تاکہ اس عرصے میں مجموعی درآمدات کا تخمینہ لگایا جا سکے

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

سرمایہ جاتی اشیا کی طلب بھی بلند رہی۔ ٹیکسٹائل کی صنعت میں سرمایہ جاتی مشینری کی درآمد بدستور مضبوط رہی، جسے صنعتوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری سہولت (ٹرف) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) نے جِلا بخشی۔ اس عرصے میں ٹیکسٹائل صنعت کی مشینری کے علاوہ، الگ الگ پرزوں کی شکل میں موبائل فون کی درآمدات، بجلی سازی کی مشینری اور سولر پینلز کی درآمدات میں بھرپور اضافہ ہوا۔ الگ الگ پرزوں کی شکل میں موبائل فون کی بلند درآمدات متعدد مقامی اشیا ساز فرموں کی جانب سے اس میدان میں طبع آزمائی کی غماز ہیں، جس کے ملکی صنعتی سرگرمیوں، ملازمتوں کی فراہمی اور ہنر کی منتقلی کے حوالے سے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

صارفی اشیا کی درآمدات میں گاڑیوں سے متعلق درآمدات غالب رہیں، بالخصوص الگ الگ پرزوں کی شکل میں کارکٹس۔ م س22ء کے بجٹ میں گاڑیوں کی فروخت کی حوصلہ افزائی کے لیے ٹیکس اور ڈیوٹی میں نرمی کر دی گئی، اس کے ہمراہ آٹو موبائل پالیسی – متنوّع مصنوعات اور مسابقت بڑھانے کے مقصد سے 20-2016ء کے تحت نئے کار سازوں کی جانب سے گاڑیاں متعارف کرائے جانے سے بھی الگ الگ پرزوں کی شکل میں کٹس کے ساتھ ساتھ گاڑیوں کے پُرزوں، ربر کے ٹائر اور دیگر متعلقہ اشیا کی درآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ملکی کار سازوں کی درآمدات بھی بلند رہیں کیونکہ م س22ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے کی پیداوار میں 69.4 فیصد عبوری سال بسال اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 3.4 فیصد درج کیا گیا تھا۔

آخراً، گذشتہ برس کی نسبت ادویہ سازی کی مصنوعات، بشمول کووڈ 19 کی ویکسین، کی درآمدات میں خاصا اضافہ ہوا؛ حقیقتاً، مجموعی درآمدی اضافے میں اس نے، توانائی کی درآمدات کے بعد، دوسرے بڑے عامل کا کردار ادا کیا۔ تاہم، جیسا کہ ذیل میں درج ہے، ویکسین کی درآمدات کے لیے ملک کو بیرونی مالکاری بھی دستیاب تھی۔

(iii) بلند درآمدات کا مکمل بوجھ بین البینک منڈی پر نہیں پڑ رہا ہے: یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ چند بڑی درآمدات کی ادائیگیوں کا بوجھ مکمل طور پر بین البینک منڈی کے زرمبادلہ پر نہیں پڑ رہا ہے۔ اقتصادی امور ڈویژن کے مطابق توانائی درآمدات کے سلسلے میں تیل اور ایل این جی کی درآمدات کے لیے اسلامی ترقیاتی بینک، بین الاقوامی تجارتی مالکاری کارپوریشن (آئی ایف ٹی

سی)اور کمرشل بینکوں سے خاصی بلند بیرونی مالکاری کا بندوبست کیا۔[3] اس لیے، اگرچہ ان توانائی اشیا کی خریداری کو درآمدی اعدادوشمار میں قلمبند کیا جاتا اور یہ جاری کھاتے کے توازن میں ابتری کا باعث بنتی ہے، تاہم، ان میں سے کچھ اشیا کی خریداری کے لیے بیرونی مالکاری کو مالی کھاتے میں درج کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں، توانائی کی بلند درآمدات کا بوجھ بلاشرکتِ غیرے بین البینک منڈی پر نہیں پڑا۔

کووڈ ویکسین کی درآمدات کا بوجھ بھی بین البینک منڈی پر نہیں پڑ رہا ہے۔ یہ درآمدات بڑی حد تک کثیر قومی ایجنسیوں کی بیرونی مالکاری سے ہو رہی ہیں۔ حکومت نے چھٹے اقتصادی (ای ایف ایف) جائزے کے دوران آئی ایم ایف کو آگاہ کیا تھا کہ 2.8 ارب ڈالر کے ایس ڈی آر کے اختصاص سے حاصل شدہ 2 ارب ڈالر ویکسین کی خریداری کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔[4] اس کے ساتھ ساتھ، اقتصادی امور ڈویژن کے مطابق م س22ء کی پہلی ششماہی میں ایشیائی ترقیاتی بینک نے بھی پاکستان کو کووڈ 19 ویکسین کی خریداری کے لیے تقریباً 0.5 ارب ڈالر فراہم کیے۔ مزید برآں، حکومت کی جانب سے اپنے وسائل سے ویکسین کی خریداری کے لیے زرمبادلہ میں ادائیگیاں بھی بین البینک منڈی کے ذرائع سے نہیں کی جارہی۔ نتیجتاً، اگرچہ ویکسین کی خریداری کو درآمدات میں درج کیا جارہا ہے اور اس کے نتیجے میں جاری کھاتے کا خسارہ بلند ہو رہا ہے، تاہم، اس کی مالکاری کا بوجھ بین البینک منڈی پر نہیں پڑ رہا ہے۔[5]

ایسی صورتِ حال میں جہاں ترسیلاتِ زر اور برآمدات سے ہونے والی زرمبادلہ کی آمدنی سے ادائیگیوں کے عدم توازن کی تلافی نہ ہو سکی، دستیاب بیرونی مالکاری زرمبادلہ کے ذخائر کی صورتِ حال مستحکم کرنے میں خاصی کارگر ثابت ہوئی۔ ایس ڈی آر کے اضافی اختصاص اور سعودی عرب کی دوطرفہ مالکاری سے بڑی رقوم حاصل ہوئیں جبکہ کثیر فریقی ایجنسیوں اور کمرشل قرض گاروں کی مسلسل مالکاری نے اس میں مزید اضافہ کیا۔

5.2 جاری کھاتہ

م س22ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ 9.0 ارب ڈالر رہا جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.2 ارب ڈالر تھا۔ جاری کھاتے کی ابتری میں بڑا حصہ اشیا کے تجارتی خسارے میں 86 فیصد اضافے کا ہے، جس کی وجہ درآمدی ادائیگیوں میں بڑی حد تک اضافہ ہونا ہے۔ اگرچہ ٹیکسٹائل برآمدات بڑھنے کے سبب برآمدی وصولیوں میں بھی اضافہ ہوا، تاہم یہ اضافہ درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کی مکمل تلافی کرنے سے قاصر رہا۔ بنیادی طور پر درآمدات پر باربرداری کی بلند ادائیگیوں اور بین الاقوامی فضائی سفر کی بحالی کے سبب خدمات کا تجارتی خسارہ بھی گذشتہ برس کی نسبت بڑھ گیا۔ کارکنوں کی ترسیلات میں بھی خاطر خواہ اضافہ

شکل 5.3: جولائی تا دسمبر اہم ممالک کی ترسیلاتِ زر میں نمو

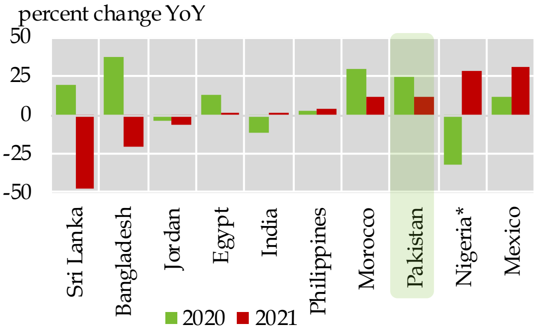

*2021 growth for Jul-Sep (latest available data)
Source: Haver Analytics and State Bank of Pakistan

ہوا، جس میں اہم ممالک سے رقوم کی بلند آمد درج کی گئی۔ بنیادی آمدن خسارہ گذشتہ برس کی سطح کے قریب رہا، کیونکہ اس عرصے کے دوران بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیوں میں تھوڑے سے اضافے کو ملک میں کام کرنے والی بیرونی فرموں کی جانب سے نفع اور منافع منقسمہ کی رقوم واپس لے جانے میں کمی نے زائل کر دیا۔

[3] م س22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان کو اسلامی ترقیاتی بینک / آئی ایف ٹی سی سے قلیل مدتی مالکاری کی مد میں 800.7 ملین ڈالر ملے، جبکہ گذشتہ برس 245.7 ملین ڈالر ملے تھے۔ اسی طرح م س22ء کی پہلی ششماہی میں توانائی درآمد کرنے کے لیے کمرشل بینکوں سے مزید 487.3 ملین ڈالر کا بندوبست کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس اس کا حجم 220 ملین ڈالر تھا۔

[4] ماخذ: آئی ایم ایف کنٹری رپورٹ 27/22 فروری 2022۔

[5] تاہم، نجی شعبے کی جانب سے زرمبادلہ میں ویکسین کی ادائیگیوں کا بوجھ بین البینک منڈی پر پڑے گا۔

جدول 5.2: اہم خطوں سے پاکستان میں آنے والی ترسیلاتِ زر

ملین ڈالر

	م س21ء سہ1	م س22ء سہ1	م س21ء سہ2	م س22ء سہ2	م س21ء شش1	م س22ء شش1
امریکہ	632.7	762.5	548.6	731.2	1,181.3	1,493.7
برطانیہ	985.5	1137.3	890.8	1009.6	1,876.3	2,146.9
جرمنی	94.5	132.7	102.2	127.5	195.2	260.2
فرانس	90.6	131.1	107.9	126.5	197.4	257.6
اٹلی	138.6	230.4	150.2	216.8	286.2	447.3
آسٹریلیا	141.3	189.7	148.1	200.6	289.6	390.3
کینیڈا	117.3	170.4	128.3	169.0	245.6	339.4
خلیج تعاون تنظیم کے ممالک	4,285.8	4,610.7	4,240.2	4,238.3	8,526.0	8,849.0
جس میں سعودی عرب	2,080.4	2,095.4	1,873.9	1,938.7	3,954.3	4,034.0
متحدہ عرب امارات	1,421.0	1,601.1	1,532.7	1,407.3	2,953.6	3,008.4
خلیج تعاون تنظیم کے ممالک	784.5	914.3	833.6	892.3	1,618.1	1,806.6
دیگر ممالک	659.9	833.6	721.7	789.2	1,381.6	1,622.8
مجموعی ترسیلاتِ زر	**7,146.2**	**8,198.6**	**7,038.0**	**7,608.6**	**14,184.2**	**15,807.2**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

ترسیلاتِ زر

بالعموم م س22ء میں اب تک ترسیلاتِ زر حاصل کرنے والی کئی بڑی معیشتوں کو رقوم کی وصولی میں کمی آچکی ہے، جیسا کہ (**شکل 5.3**) سے ظاہر ہے۔[6] کچھ ملکوں کے حوالے سے ایسا لگتا ہے کہ گذشتہ برس ترسیلاتِ زر میں ہونے والا اضافہ یکبارگی تھا کیونکہ امسال ان میں رقوم کی آمد معمول پر آگئی ہے۔

پاکستان میں رقوم کی آمد 11.4 فیصد اضافے سے 15.8 ارب ڈالر تک جا پہنچی۔ اس اضافے میں بڑا حصہ ترقی یافتہ ممالک کا ہے، جن کے بعد خلیج تعاون تنظیم (جی سی سی) کے چھ ممالک کا نمبر آتا ہے (**جدول 5.2**)۔

سال بسال بنیاد پر م س22ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک بالخصوص امریکہ اور برطانیہ سے ترسیلات میں اضافے کا رجحان جاری رہا۔ اگرچہ ترقی یافتہ ممالک کے مالیاتی تحرک میں عمومی طور پر تخفیف ہوئی، تاہم معاشی بحالی میں تیزی آئی، جس سے ان ممالک میں کام کرنے والے اور مستقل مقیم تارکین وطن کو بہتر ملازمتوں اور اجرتوں کے مواقع ملے۔[7] نتیجتاً، پاکستان میں اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو بڑی رقوم بھجوانے کے حوالے سے ان تارکین وطن کی استطاعت بڑھ گئی۔

[6] نائیجیریا میں حجم سے زیادہ نمو کو مارچ 2021ء میں متعارف کرائی جانے والی ترغیبی اسکیم متعارف کرائے سے جزواً منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ایسی ہی اسکیم پاکستان اور بنگلہ دیش میں کووڈ19 وبا کے ابتدائی دنوں میں متعارف کرائی گئی تھی، اس کے تحت غیر مقیم افراد کو باضابطہ ذرائع سے ملک میں ترسیلات بھیجنے پر مراعات دی گئی تھیں۔ میکسیکو میں آمدِ زر میں وسعت کی وضاحت امریکہ میں اس کی بڑی آبادی سے ہوتی، جس نے امریکہ میں خاطر خواہ مالیاتی اعانت سے استفادہ کیا اور اپنے وطن میں زیادہ رقوم بھیجیں۔

[7] مثلاً، م س22ء کی پہلی ششماہی کے دوران امریکہ میں بے روزگاری کی شرح 5.9 فیصد سے گھٹ کر 3.9 فیصد رہ گئی، جبکہ اس عرصے میں تمام طرح کے ملازمین کی فی گھنٹہ اوسط آمدنی میں 4.8 فیصد سال بسال اضافہ ہوا (ماخذ: امریکہ محکمہ برائے لیبر شماریات)۔

اسی طرح م س 22ء کی پہلی اور م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستان میں ترسیلاتِ زر کے رجحان میں چند تبدیلیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔ بالخصوص دوسری سہ ماہی کے دوران خلیج تعاون تنظیم کے ممالک سے موصولہ ترسیلات میں تھوڑی کمی آئی، جبکہ متحدہ عرب امارات سے موصولہ رقوم 8.2 فیصد کم ہوگئیں (**جدول 5.2**)۔ بین الاقوامی سفر کی بحالی کے بعد ہوسکتا ہے کہ رقوم کی ترسیل دوبارہ غیررسمی ذرائع کی طرف منتقل ہوگئی ہو، اس کا جزوی سبب باضابطہ شعبے کے اداروں کی جانب سے شرح مبادلہ پر چارج کی جانے والی شرحیں ہوسکتی ہیں۔ عالمی بینک کی جانب سے سروے پر مبنی اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے مشرقِ وسطیٰ کے دو بڑے کوریڈورز میں ایکسچینج کمپنیوں اور رقوم منتقل کرنے والے ادارے (منی ٹرانسفر آپریٹرز) کی جانب سے شرح مبادلہ پر چارج کیے جانے والے مارجنز میں تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے (**شکل 5.4**)۔ مزید برآں، یہ بھی ممکن ہے کہ ان میزبان ممالک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی تارکین وطن، بالخصوص چھوٹے موٹے ہنرمند افراد، کی رقوم زیادہ خرچ کرانے کا موجب بن رہی ہو۔[8]

تاہم، حکومت اور اسٹیٹ بینک دونوں نے ترسیلات کی باضابطہ ذرائع سے آمد کے لیے اضافی اقدامات کیے۔ ان میں نومبر 2021ء میں شروع کیا جانے والا سوہنی دھرتی ریمی ٹینس پروگرام اور مالیاتی مراعات کا تسلسل شامل ہے جنہیں عالمی وبا کے آغاز کے فوری بعد شروع کیا گیا تھا۔[9] سوہنی دھرتی ریمی ٹینس پروگرام کے تحت رقوم منتقل کرنے والے اداروں، بینکوں اور ایکسچینج کمپنیوں کے ذریعے بھیجی گئی تارکین وطن کی ترسیلات کو موبائل ایپلی کیشن کے ذریعے ٹریک کیا جاتا ہے اور ارسال کنندہ کو رقم کے لحاظ سے پہلے سے مروجہ معیار کے تحت فوری انعامی پوائنٹس دیے جاتے ہیں، جنہیں مختلف سرکاری خدمات، بشمول پی آئی اے کے ائیر ٹکٹس، بیرون ملک سے موبائل فون لانے پر ڈیوٹی کی ادائیگی، کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ، بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کی تجدیدی فیسوں کی ادائیگی وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان معاون اقدامات کی بدولت م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں مشرقِ وسطیٰ جانے والے پاکستانیوں کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے، جس کے اس خطے سے ترسیلاتِ زر کی آمد کے حوالے سے مثبت اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔[10]

شکل 5.4: خلیج تعاون تنظیم کے اہم خطوں سے پاکستان ترسیلاتِ زر بھیجنے کے لیے شرح مبادلہ

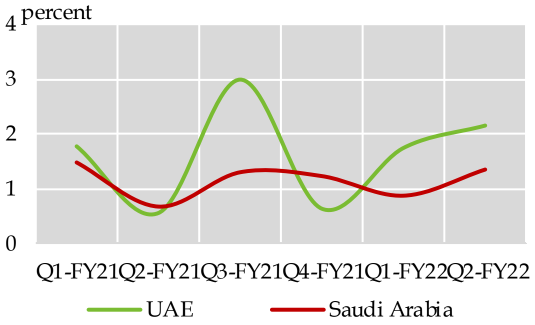

*percent of transaction amount of US$200
Source: World Bank Remittance Prices

خدمات کا کھاتہ

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں خدمات کے شعبے کا خسارہ گذشتہ برس کی نسبت تقریباً دُگنا ہوکر 1.8 ارب ڈالر تک جا پہنچا۔ اشیا کے تجارتی کھاتے کی طرح خدمات کی درآمدات میں اضافہ خدمات کی برآمدی نمو سے کہیں زیادہ تھا، جس نے ادائیگیوں کے توازن کو متاثر کیا۔

[8] م س 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران متحدہ عرب امارات میں مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 2.3 فیصد تک پہنچ گئی جو پہلی سہ ماہی میں 0.6 فیصد تھی۔ سعودی عرب میں پہلی سہ ماہی میں 0.4 فیصد کی نسبت دوسری سہ ماہی میں مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت 1.1 فیصد تک پہنچ گئی۔ (ماخذ: ہاور اینالیٹکس)۔

[9] اپریل 2020ء میں سطح وار سہولتی نظام متعارف کرایا گیا، اس کے تحت بینکوں، ترسیلِ زر کے اداروں (ایم ٹی اوز) اور ایکس چینج کمپنیوں کے لیے تشہیری چارجز کی حد بندی کر دی گئی، جس سے ان اداروں کی جانب سے ترسیلاتِ زر کی منتقلی میں سال بسال اضافہ ہوا۔ م س 22ء میں ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 8 برائے جولائی 2021ء کے توسط سے ان سہولتوں تجدید کر دی گئی۔

[10] جولائی تا دسمبر م س 22ء میں خلیج تعاون تنظیم کے ممالک میں روزگار کے لیے جانے والے کارکنوں کی تعداد گذشتہ برس کے 44034 سے بڑھ کر 156307 تک جا پہنچی۔ مزید برآں، ماہانہ اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ دسمبر 2021ء میں خلیج تعاون تنظیم کے ممالک میں جانے والے کارکنوں کی تعداد 63253 تک پہنچ گئی، جو کووڈ 19 وبا پھیلنے سے قبل فروری 2020ء کے بعد بلند ترین سطح ہے (ماخذ: بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ)۔

تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ باربرداری کی خالص درآمدات کے دگنا ہونے سے خدمات کے مجموعی خسارے میں اضافہ ہوا (**جدول 5.3**)۔ باربرداری کی درآمدات اشیا کی درآمدات کے حجم سے منسلک ہیں، اور اس عرصے میں اشیا کی درآمدات میں بڑا اضافہ باربرداری کی ادائیگیوں کو بھی خاصا بڑھانے پر منتج ہوا۔[11] باربرداری کے علاوہ پاکستان سے بین الاقوامی فضائی سفر کی بحالی نے بھی خدمات کے توازن پر منفی اثرات ڈالے، کیونکہ بیشتر پاکستانیوں نے، بالخصوص تفریحی سفر کے لیے، غیر ملکی ایئر لائنز پر بیرون ملک سفر کیے۔ اسی طرح، بین الاقوامی پروازوں کی بحالی کے ساتھ ہی بیرون ملک تعلیم کے لیے پاکستانیوں کی اور زیادہ تعداد بیرون ملک سفر کرنے کے قابل ہوگئی تھی، اس کے نتیجے میں ٹیوشن فیس، اقامتی اور روزمرہ کے اخراجات کی ادائیگی کے لیے زرمبادلہ کے انخلا میں اضافہ ہوا۔

تاہم، خوش آئند امر یہ ہے کہ اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کی ملکی برآمدات میں اضافے کا رجحان جاری رہا اور م س22ء کی پہلی ششماہی میں ان کی خالص برآمدات 42.7 فیصد اضافے کے ساتھ 971.9 ملین ڈالر تک جا پہنچیں۔

اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی میں کال سینٹرز سے متعلقہ خدمات، سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ اور کنسل ٹینسی، اور ہارڈ ویئر ڈیولپمنٹ، سب میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔ اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی کی برآمدات میں مسلسل اضافہ پاکستانی ٹیک فرموں، اینٹرپرینیورز اور فری لانسرز کی کوششوں کا مظہر ہے، جنہوں نے کووڈ19 کی عالمی وبا پھوٹنے کے بعد ڈجیٹل سلوشنز کی عالمی طلب بڑھنے سے استفادہ کیا۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک دونوں اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی خدمات کی صنعت کی سرگرمی سے معاونت کر رہے ہیں، اس سلسلے میں کیے جانے والے اقدامات میں آئی ٹی فرموں کے لیے سرمائے کی منتقلی، بڑے عالمی وینڈروں اور رسد کنندگان کو ادائیگیاں، اور بیرونی مخاطرہ سرمایہ کاری کے حصول کی خاطر قابلِ منتقل قرضہ جاتی آلات کا اجرا شامل ہے۔

5.3 مالی کھاتہ

م س22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان میں خالص مالی بہاؤ 10.1 ارب ڈالر تک جا پہنچا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 309 ملین ڈالر تھا (**شکل 5.5**)۔[12] بیشتر رقوم میں سعودی عرب کے 3.0 ارب ڈالر کے ڈپازٹس اور آئی ایم ایف کی

شکل 5.5: پاکستان کو موصولہ مالی بہاؤ کی تفصیلات

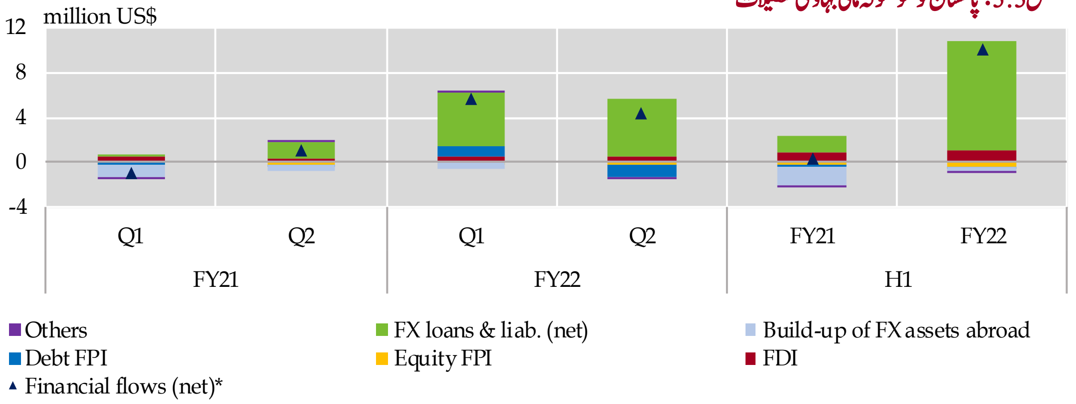

*Financial account balance sign reversed from BPM6 convention. Positive value indicates net FX inflow & vice versa.

Source: State Bank of Pakistan

[11] ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار کے لیے اسٹیٹ بینک باربرداری کی ادائیگیوں کا حساب لگاتا ہے، جس کے لیے بینکوں کی درآمدی ادائیگیوں پر باربرداری کے عامل (فریٹ فیکٹر) کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جس کا تعین وقتاً فوقتاً درآمد کنندگان کے نمائندہ سامپل کے سروے کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ جولائی 2015ء تا جون 2018ء تک باربرداری کا عامل 3.5 تھا؛ جسے جولائی 2018ء تا جون 2021ء میں 2.7 تک کم کر دیا گیا تھا، اور پھر جولائی 2021ء کے بعد سے بڑھا کر 3.17 کر دیا گیا۔ درآمدی اشیا کی مالیت جتنی بلند ہوگی، درآمدات پر باربرداری کی ادائیگیاں بھی اتنی ہی زیادہ ہوں گی۔ م س22ء کی پہلی سہ ماہی سے نافذ العمل، اسٹیٹ بینک نے سہ ماہی وار بنیاد پر باقاعدگی سے سروے کرنا شروع کر دیے۔

[12] آئی ایم ایف کو پچھلے قرضوں (علاوہ از خالص ادائیگیاں) کی واپسی کا حساب لگانے کے بعد جولائی تا دسمبر م س22ء میں خالص مالی بہاؤ کم ہو کر 9.5 ارب ڈالر رہ گیا، جبکہ گذشتہ برس 248 ملین ڈالر کا انخلا ہوا تھا۔

طرف سے 2.8 ارب ڈالر مالیت کا ایس ڈی آر کا اضافی اختصاص شامل ہے۔ کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع اور عالمی سرمایہ منڈیوں سے بھی مالکاری حاصل کی گئی۔ پاکستان نے م س22ء کی پہلی سہ ماہی میں یوروبانڈ کے ٹیپ اجرا سے 1 ارب ڈالر حاصل کیے تھے اور صکوک کی عرصیت کی تکمیل پر دوسرے سہ ماہی میں اتنی ہی رقم واپس کی۔ روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ کے ذریعے نیا پاکستان سرٹیفکیٹس سے موصولہ رقوم بھی بیرونی مالکاری کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئیں، جن کا م س22ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی حجم 1.1 ارب ڈالر رہا۔ مزید برآں، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کے خالص حجم میں 20.2 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جو معیشت کے کچھ شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاروں کی طویل مدتی دلچسپی کا مظہر ہے۔

جدول 5.3: جولائی تا دسمبر* کے دوران خدمات کے توازن کی تفصیلات

ملین ڈالر

	م س21ء	م س22ء	تبدیلی**
ٹرانسپورٹ	-955.0	-2,174.0	-1,219.0
جس میں فضائی مسافر	46.4	-137.8	-184.2
باربرداری	-911.9	-1,957.6	-1,045.7
سفر	-166.9	-312.0	-145.1
جس میں تعلیمی اخراجات	-60.5	-117.8	-57.2
اطلاعی و ابلاغی ٹیکنالوجی خدمات	681.2	971.9	290.7
برآمدات	959.1	1,301.9	342.8
درآمدات	277.9	330.0	52.1
مالی خدمات	-41.0	-45.1	-4.0
دیگر خدمات	-462.4	-264.4	198.0
خدمات کا توازن (خالص)	**-944.1**	**-1,823.5**	**-879.4**

* منفی علامت سے مراد خسارہ ہے اور مثبت علامت سے مراد فاضل ہے۔
** مثبت علامت سے مراد خدمات کے کھاتے میں بہتری اور اس کے برعکس

ماخذ: اسٹیٹ بینک

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

2021ء میں عالمی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بھرپور بحال ہوگئی، اور کووڈ وبا سے پہلے کی سطح بھی عبور کرگئی، اور اس اضافے کا تقریباً 75 فیصد ترقی یافتہ ممالک کے حصے میں آیا۔ ان معیشتوں میں نمایاں مالیاتی اور زری تحرک ــ بشمول قرضوں کی پست لاگت کے ساتھ انفراسٹرکچر اور ڈجیٹل خدمات میں سرمایہ کاری کے مواقع ــ وہاں قابلِ ذکر براہ راست بیرونی سرمایہ کاری پر منتج ہوا (**شکل 5.6**)۔ دوسری جانب بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی نمو ترقی یافتہ ممالک کی نسبت ابھرتی ہوئی منڈیوں میں قدرے پست رہی اور ابھرتی ہوئی منڈیوں میں خاصا بکھراؤ بھی رہا۔ اس شعبہ جاتی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئی ٹی خدمات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں بڑی حد تک اضافہ ہوا کیونکہ سرمایہ کار وبا پھوٹنے کے بعد ڈجیٹل خدمات کی طلب میں نمو سے استفادے کے لیے کوشاں رہے۔

شکل 5.6: 2021ء کے دوران اہم عالمی معیشتوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ

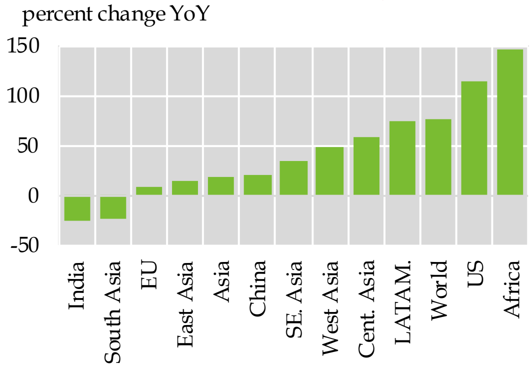

Source: UNCTAD Investment Trends Monitor (Jan 2022)

م س22ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی رقوم میں کسی حد تک ان عالمی رجحانات کی جھلک نظر آئی، جو 20 فیصد بڑھ کر 1.1 ارب ڈالر تک جا پہنچی، اس سال بسال اضافے میں بیشتر حصہ آئی ٹی اور ٹیلی کام کے شعبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا ہے (**جدول 5.5**)۔ اطلاعی و ابلاغی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) برآمدات بڑھ رہی ہیں اور اس شعبے میں اسٹارٹ اپس بیرونی سرمایہ کاری کو بھی راغب کررہے۔ اس شعبے میں بیشتر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری امریکہ، نیدرلینڈز اور سنگاپور سے آئی۔ امریکہ نے ٹیکنالوجی پر مبنی بشمول کلاؤڈ سروسز فراہم کرنے والی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کی؛ نیدرلینڈز نے ملک کی بڑی موبائل نیٹ ورک سروس فراہم کنندہ کمپنی میں خاصی بڑی سرمایہ کاری کی اور سنگاپور کی سرمایہ کاری کا رخ ٹیکنالوجی پر مبنی لاجسٹک پلیٹ فارم کی جانب رہا۔ دریں اثنا، ٹیلی کام کے شعبے میں بلند بیرونی براہ راست سرمایہ کاری دیکھی گئی، جس کی بڑی

وجہ ملک کی بڑی ٹیلی کام کمپنی کو فور جی اسپیکٹرم لائسنس کا اجرا تھی۔ مزید بر آں، مالی خدمات کی صنعت میں بھی بلند بیرونی براہ راست سرمایہ کاری درج کی گئی، چند پہلے سے قائم روایتی بینکوں میں ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل جدت طرازی کے ساتھ ساتھ مائیکروفنانس اداروں میں سرمایہ کاری ہوئی۔

آئی ٹی اور ٹیلی کام کے شعبوں میں زائد رقوم کی آمد سے بجلی کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں ہونے والی کمی کی تلافی ہوگئی، جس کا سبب چین سے سرمایہ کاری میں سست روی ہے۔ سی پیک کے تحت بجلی کے زیادہ تر منصوبے تکمیل کے قریب ہیں یا پھر پہلے ہی کام کا آغاز کرچکے ہیں، جس کی وجہ سے چین سے بجلی کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کم ہوئی۔ مزید بر آں، حالیہ دور میں ماحولیاتی خدشات کے پیشِ نظر عالمی سطح پر کوئلے سے بجلی سازی ترک کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں۔[13] لہٰذا، کوئلے کے منصوبے کے حوالے سے چین سے بیرون ملک (بشمول پاکستان میں) سرمایہ کاری کم ہورہی ہے۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

اسی طرح ابھرتی ہوئی منڈیوں میں عالمی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے حوالے سے حال ہی میں ابھرتی ہوئی منڈیوں میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے رجحان میں کچھ پھیلاؤ کی عکاسی ہوئی ہے، جس میں کچھ معیشتوں میں دیگر کی نسبت زیادہ رقوم موصول ہوئی۔ تاہم 2021ء کے دوران بیشتر ابھرتی ہوئی منڈیوں میں ایک امر مستقل ہے کہ ایکویٹی تمسکات کی نسبت ان کے قرضہ جاتی تمسکات میں زیادہ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری ہوئی۔[14] اس کی وضاحت دو بنیادی عوامل سے ہوسکتی ہے۔ اول، ابھرتی ہوئی منڈیوں کے مرکزی بینکوں نے ترقی یافتہ ملکوں سے پہلے اپنی سودی شرحوں میں اضافہ کرنا شروع کردیا تھا، جس کے نتیجے میں ان کے قرضہ جاتی تمسکات نے سرمایہ کاروں کو بہتر یافتوں کی پیشکش کی۔ دوم، بیشتر ترقی یافتہ ممالک کی ایکویٹی منڈیوں، بالخصوص امریکہ، نے زیادہ تر ابھرتی ہوئی منڈیوں سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا (**شکل 5.7**)۔ جس کے نتیجے میں وہ سرمایہ کار جو ایکویٹیز میں اپنی حصہ داری بڑھانے کے خواہاں تھے انہیں بہت سی ابھرتی ہوئی منڈیوں کی نسبت ترقی یافتہ ممالک نے بہتر نفع کی پیشکش کی۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں کے ان ممالک جن کی اسٹاک مارکیٹوں نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا، انہوں نے پاکستان جیسے ممالک، جہاں کی ایکویٹی منڈیوں کی کارکردگی بہتر نہیں تھی، کے مقابلے میں بیرونی سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کے اور بھی زیادہ پُرکشش مواقع پیش کیے۔

جدول 5.4 شعبہ وار خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

ملین ڈالر

	م س21ء	م س22ء	تبدیلی
غذا*	5.7	2.1	-3.6
کیمیکل	9.2	8.8	-0.4
تجارت	42.9	35.5	-7.4
تیل گیس**	98.6	130.1	31.5
برقی آلات	-6.2	-18.2	-12.0
برقی مشینری	60.2	31.5	-28.7
ٹرانسپورٹ	-30.7	9.1	39.8
بجلی	497.1	363.7	-
کوئلہ	291.0	240.9	-50.1
پن بجلی	112.8	42.0	-70.8
اطلاع و ابلاغی ٹیکنالوجی	-41.5	146.5	188.0
ٹیلی کام	-67.6	56.9	124.5
آئی ٹی	26.1	89.7	63.6
مالی فرمیں	127.4	205.7	78.3
دیگر	116.9	141.8	24.9
مجموعہ	**879.7**	**1,056.6**	**176.9**

* بشمول غذائی پیکجنگ ** تلاش و صفائی

ماخذ: اسٹیٹ بینک

[13] گلاسگو میثاقِ موسمیات (گلاسگو کلائمیٹ پیکٹ)، اقوام متحدہ فریم ورک کنونشن برائے موسمیاتی تبدیلی، 13 دسمبر 2021ء۔

[14] ماخذ: آئی ایم ایف عالمی اقتصادی منظر نامہ (جنوری 2022ء)۔

پاکستان کے حوالے سے یہ عالمی رجحانات قدرے واضح تھے۔ گذشتہ برس کے رجحان کے مطابق م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان سے 406 ملین ڈالر کی خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا انخلا درج کیا گیا(**شکل 5.8**)۔ قرضہ جاتی تمسکات کے حوالے سے م س 22ء کی پہلی سہ ماہی میں یوروبانڈ کے ٹیپ اجرا سے ملک کو 1 ارب ڈالر حاصل ہوئے، اور م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں صکوک کی عرصیت کی تکمیل کے سبب 1 ارب ڈالر واپس کیے۔

شکل 5.7 : جولائی تا دسمبر م س 22ء میں اہم معیشتوں کی ایکویٹی مارکیٹ کی کارکردگی

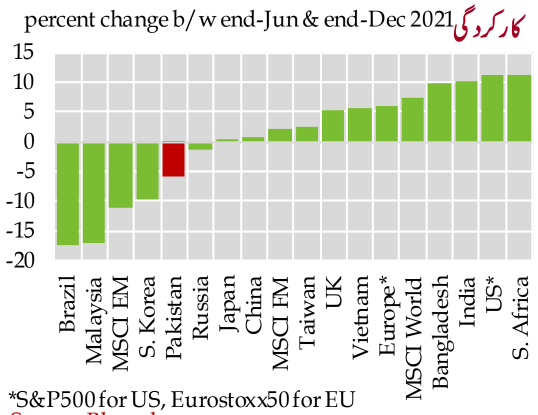

*S&P500 for US, Eurostoxx50 for EU
Source: Bloomberg

دریں اثنا، خالص براہ راست بیرونی سرمایہ کے انخلا میں تین چوتھائی حصہ ایکویٹی تمسکات کا ہے۔ ملکی ایکویٹی منڈی کی ابتر کارکردگی کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی کے حوالے سے غیر یقینی کی صورت حال اور بیرونی شعبے پر بڑھتا ہوا دباؤ پاکستانی ایکویٹیز میں بیرونی سرمایہ کاری کی راہ میں حائل ہوا۔ مزید بر آں، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان سے منسلک 'رسک پریمیم' – قرضہ جاتی ڈیفالٹ تبدّل شرحوں کے مطابق – تھوڑا سا کم ہوا، یہ ابھرتی ہوئی منڈیوں کی نسبت بلند تھا(**شکل 5.9**)۔ ایم ایس سی آئی کی طرف سے پاکستان کی ابھرتی ہوئی منڈی کے درجے سے فرینٹئر مارکیٹ اکنامی پر تنزلی نے بھی ایکویٹی کے انخلا میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی ایکویٹی منڈی کی کارکردگی اچھی نہیں جارہی تھی۔ نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں نے بہت سے بڑے شعبوں، بشمول سیمنٹ (275 ملین ڈالر) کھاد سازی کی صنعت (273 ملین ڈالر) اور غذا اور ذاتی حفاظت کی مصنوعات کا زمرہ (271 ملین ڈالر)، میں اپنی ایکویٹی ہولڈنگز فروخت کر دیں۔

شکل 5.8: پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری اور پاکستان اسٹاک ایکسچینج کا نفع

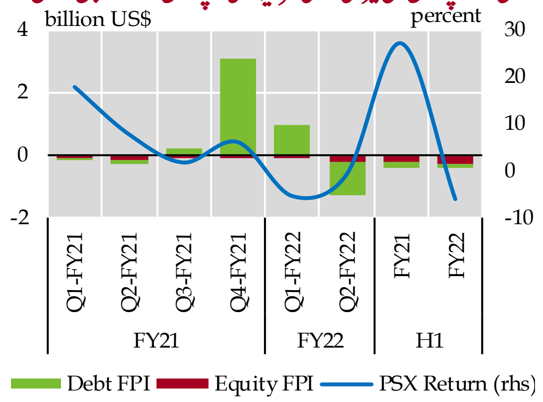

Sources: Haver Analytics & Bloomberg

شکل 5.9 : جولائی تا دسمبر م س 22ء میں اہم ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے کریڈٹ ڈیفالٹ تبدل کی اوسط شرحیں

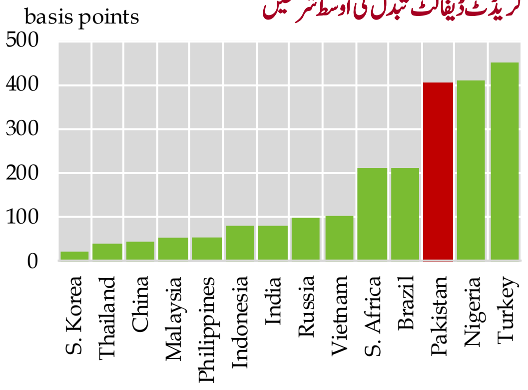

Source: Bloomberg

واجبات کا خالص بوجھ

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان میں زرمبادلہ میں قرضوں اور واجبات کا خالص حجم بڑھ کر 9.9 ارب ڈالر تک جا پہنچا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.5 ارب ڈالر تھا۔ سعودی عرب سے 3 ارب ڈالر کے ڈپازٹس اور اعانتِ میزانیہ بیرونی واجبات پر حاوی رہا(**جدول 5.6**)۔ مزید بر آں، آئی ایم ایف سے اضافی ایس ڈی آر اختصاص (2.8 ارب ڈالر کے) نے بھی امسال بلند بیرونی مالکاری میں

اپنا حصہ ڈالا۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں رقوم کی مجموعی آمد– 1.1 ارب ڈالر تک– نے بھی حکومت کو بیرونی مالکاری کا ذریعہ فراہم کیا۔

دریں اثنا، کثیر قومی سہاروں میں ایشیائی ترقیاتی بینک کا حصہ سب سے زیادہ رہا، جس میں کووڈ 19 ویکسین کی خریداری کے لیے تقریباً 1.1 ارب ڈالر کی مالکاری شامل ہے۔ عالمی وبا شروع ہونے کے بعد اسلامی ترقیاتی بینک سے موصولہ بیشتر رقوم قلیل مدتی توانائی درآمدات سے متعلق مالکاری کی شکل میں تھیں۔

5.4 شرح مبادلہ اور زرمبادلہ کے ذخائر

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی مالکاری کی دستیابی نے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو مستحکم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ دوسری طرف، اس عرصے میں کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی آئی، جس کی تلافی سرکاری ذخائر میں تھوڑے سے اضافے سے ہوگئی، اور نتیجتاً آخر دسمبر 2021ء تک زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر 515 ملین ڈالر کی معمولی سی کمی کے بعد 23.9 ارب ڈالر رہ گئے۔

تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ م س 22ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 2.0 ارب ڈالر کا بڑا اضافہ ہوا، جس کی بنیادی وجوہ جولائی 2021ء میں یوروبونڈز سے حاصل شدہ رقوم اور اگست 2021ء میں آئی ایم ایف کی طرف سے ایس ڈی آر کا اضافی اختصاص ہیں (**شکل 5.11**)۔ تاہم دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے میں بڑے اضافے کے ساتھ ساتھ پچھلے صکوک کے عوض رقم کی واپسی کے باعث زرمبادلہ کی صورتِ حال مشکلات سے دوچار رہی۔ اگرچہ دوسری سہ ماہی میں سرکاری قرض گیری خالص بنیادوں پر بلند تھی– بشمول سعودی عرب سے موصولہ 3 ارب ڈالر کے ڈپازٹس– تاہم، سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر 1.6 ارب ڈالر کی تخفیف سے آخر دسمبر 2021ء تک کم ہو کر 17.7 ارب ڈالر رہ گئے۔

جدول 5.5: پہلی ششماہی میں قرضوں کی مجموعی تقسیم

ملین ڈالر

	م س21ء	م س22ء
کمرشل قرضے	2,054	2,031.8
ایشیائی ترقیاتی بینک	1,117.7	1,060.0
یوروبونڈ	-	1,000.0
*عالمی بینک	738.7	932.2
**اسلامی ترقیاتی بینک	249.8	805.0
ایشین انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک	250.0	36.6
دوطرفہ ڈپازٹس	1,000	3,000
دیگر	277.4	408.3
سرکاری بیرونی قرضے	**5,687.6**	**9,273.9**

* اسلامی ترقیاتی بینک جمع آئی بی آر ڈی ** بشمول قلیل مدت

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

شکل 5.10: م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان میں زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں تبدیلی کی تفصیلات

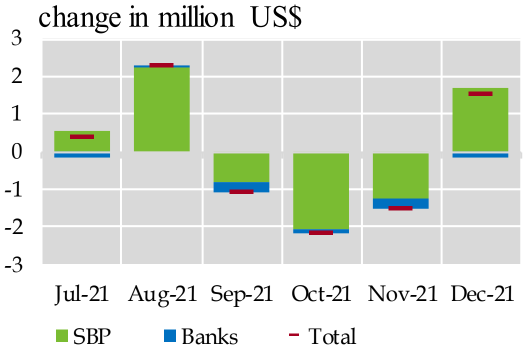

Source: State Bank of Pakistan

دوسری جانب اس عرصے میں کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر 902 ملین ڈالر کی کمی سے آخر دسمبر 2021ء تک 6.2 ارب ڈالر رہ گئے۔ اس کمی کا بنیادی ماخذ بینکوں کی جانب سے اس عرصے میں تجارتی مالکاری کو بڑی حد تک بڑھا دینا تھا۔[15] درآمد کنندگان کی طرف سے تجارتی مالکاری کی مضبوط طلب درج کی گئی۔

[15] کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر کا حساب تجارتی مالکاری منہا کرنے کے بعد ان کے ایف ای–25 کے تحت ڈپازٹس سے لگایا جاتا ہے۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بینکوں کی تجارتی مالکاری کا حجم 675 ملین ڈالر رہا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 94 ملین ڈالر کے قرضوں کی واپسی ہوئی تھی۔

شکل 5.11: م س 21ء کی پہلی ششماہی میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں میں تبدیلی

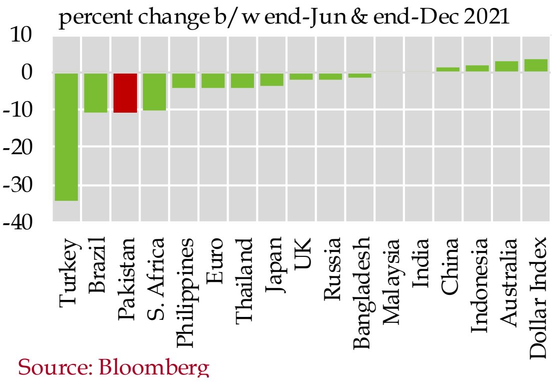

Source: Bloomberg

درآمد کنندگان کو جب وسط مدت میں شرح مبادلہ قدرے مستحکم رہنے کی توقع ہوتی ہے تو وہ پست شرحوں پر زر مبادلہ میں قرضے لینے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔[16]

بین البینک شرح مبادلہ میں بیرونی کھاتے کے دباؤ کی بھی عکاسی ہوئی، جہاں م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 10.7 فیصد کمی ہوئی۔ تاہم ڈالر نے ابھرتی ہوئی معیشتوں اور ترقی یافتہ ممالک کی کرنسیوں کے مقابلے میں اپنی قدر بڑھادی تھی (**شکل 5.11**)۔ مزید برآں اجناس کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے باعث بہت سی ابھرتی ہوئی معیشتوں میں شرح مبادلہ کی تخفیف کی جزوی عکاسی ان کے تجارتی اور جاری کھاتے کے توازن میں ہوئی۔ مزید برآں، مہنگائی امریکی مرکزی بینک کے دو فیصد کے ہدف سے مسلسل بڑھ رہی ہے، نومبر 2021ء میں فیڈرل ریزرو نے کووڈ وبا پھیلنے کے بعد زری پالیسی موقف میں اضافہ دیکھا گیا، جب اس نے اثاثوں کی خریداری میں کمی کر دی۔ بعد ازاں دسمبر 2021ء میں فیڈرل ریزرو نے ان اثاثوں کی خریداری کی رفتار مزید دھیمی کر دی اور 2022ء میں شرح سود کئی مرتبہ بڑھانے کا اشارہ دیا۔ ان

شکل 5.12: م س 21ء کی پہلی ششماہی* میں اہم معیشتوں کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں تبدیلی

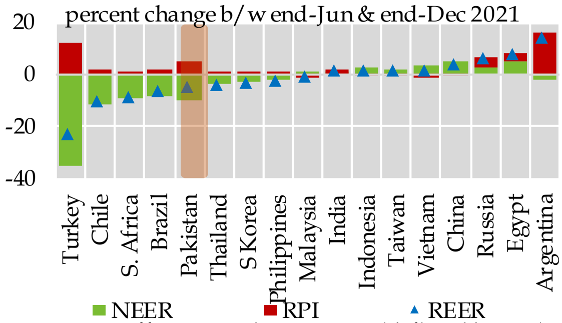

*JP Morgan Effective Exchange Rates (deflated by CPI)

Source: Haver Analytics

فیصلوں سے دیگر ترقی یافتہ ممالک اور ابھرتی ہوئی معیشتوں کی کرنسی کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں مزید اضافہ ہوا۔

دریں اثنا، م س 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ابھرتی ہوئی منڈیوں میں حقیقی مؤثر شرح ہائے مبادلہ میں ملے جلے رجحان کی عکاسی ہوئی (**شکل 5.12**)۔ نرخ کے دباؤ، جیسا کہ نسبتی اشاریہ قیمت نے عموماً ابھرتی ہوئی معیشتوں میں حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کی تبدیلی میں مثبت کردار ادا کیا، نے نامیہ مؤثر شرح ہائے مبادلہ میں عمومی کمی کی تلافی کر دی۔ پاکستان میں نسبتی اشاریہ قیمت نامیہ مؤثر شرح ہائے مبادلہ کی کمی کی تلافی نہ کر سکا، اور اس کے نتیجے میں م س 22ء کی پہلی ششماہی میں حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں 4.3 فیصد کمی آئی۔

5.5 تجارتی کھاتہ[17]

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں تجارتی خسارہ بڑھ کر 25.4 ارب ڈالر تک جا پہنچا، یہ فرق گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ اگرچہ برآمدات میں 24.9 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، تاہم اس عرصے میں درآمدات

[16] ایسا اس لیے ہے کہ غیر ملکی کرنسی میں قرضے لینے کے وقت درآمد کنندگان شرح مبادلہ میں تبدیلی کا خطرہ مول لیتے ہیں۔ روپے میں قرضے لینے میں انہیں شرح مبادلہ کے کسی خطرے کا سامنا نہیں کرنا پڑتا لیکن مقامی منڈی میں بھاری سودی شرحوں کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔

[17] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے کسٹمز کے جاری کردہ اعداد و شمار کی بنیاد پر ہے۔ اس سیکشن کی معلومات ادائیگیوں کے ریکارڈ کے ڈیٹا سے میل نہیں کھاتی، جو **سیکشن 5.1** میں درج ہیں۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے مابین فرق سمجھنے کے لیے، اعداد و شمار کی توضیحات کا ضمیمہ ملاحظہ کریں۔

میں 66.6 فیصد اضافے نے برآمدات سے ہونے والے اضافے کو زائل کر دیا (**شکل 5.13**)۔ مزید برآں، پہلی سہ ماہی کے گزرتے گزرتے درآمدی دباؤ بڑھتا رہا، پہلی سہ ماہی کی نسبت م س22ء کی دوسری سہ ماہی میں خسارہ قدرے بلند رہا۔

شکل 5.13: تجارتی توازن میں تبدیلی کی تفصیلات

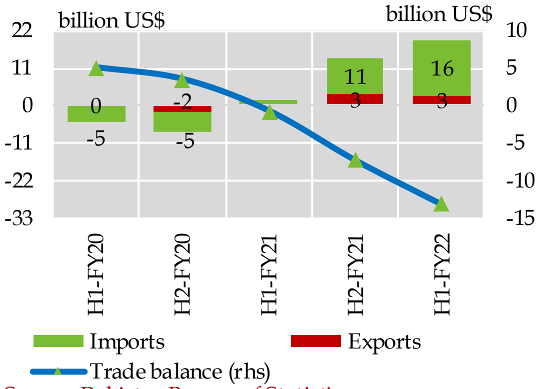

Source: Pakistan Bureau of Statistics

یہ امر اہم ہے کہ م س22ء کی دوسری ششماہی میں پاکستان نے 15.1 ارب ڈالر کی برآمدات کیں؛ جس میں بڑا کردار ٹیکسٹائل کی برآمدی کھیپوں کا تھا، جس میں بنیادی طور پر ملبوسات، گھریلو ٹیکسٹائل مصنوعات، سوتی دھاگہ اور سوتے کپڑے شامل ہیں۔ ٹیکسٹائل برآمدات کی نمو کو قیمتوں اور حجم دونوں کے مثبت اثرات نے تقویت دی۔ غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں، چاول، خام پیٹرولیم مصنوعات، کیمیکلز، پھلوں اور سبزیوں، اور تل کے بیج کا بڑا حصہ رہا۔

اگرچہ اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے نے برآمدات کو تھوڑا بہت فائدہ پہنچایا، تاہم اس نے پاکستان کی درآمدات پر منفی اثر ڈالا کیونکہ اس عرصے میں توانائی کی قیمتوں میں اضافے کا نہ رکنے والا سلسلہ جاری رہا۔ درآمدات کے مجموعی اضافے میں 22 فیصدی پوائنٹس کا حصہ توانائی مصنوعات کی درآمدات کا تھا، جس کی بڑی وجہ توانائی کی عالمی قیمتوں میں اضافہ تھا۔ مزید برآں، م س22ء کی پہلی ششماہی میں ادویہ کی درآمدات میں بڑا اضافہ، بالخصوص ویکسینوں، پاکستان کے بلند درآمدی بل کی ایک بڑی وجہ بنا۔ اس کے ساتھ ساتھ پام آئل کی بلند قیمتوں نے خوردنی تیل کا درآمدی بل بڑھادیا۔ اسی عرصے میں جاری معاشی سرگرمیوں کے سبب مشینری اور ٹرانسپورٹ کی طلب بھی بڑھ گئی۔

برآمدات

کسٹم کے اعداد و شمار کے مطابق م س22ء کی پہلی ششماہی میں برآمدات 24.9 فیصد بڑھ کر 15.1 ارب ڈالر تک جا پہنچیں، جو کسی بھی سال کی پہلی ششماہی میں بلند ترین ہے (**شکل 5.14 الف**)۔ یہ نمو گذشتہ برس کی 5.1 فیصد نمو کی نسبت بڑی حد تک زیادہ ہے۔ مطلق زمروں میں پہلی ششماہی کی دونوں سہ ماہیوں کے دوران گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت ڈیڑھ ارب ڈالر کا اضافہ دیکھا گیا (**شکل 5.14ب**)۔

م س22ء کی پہلی ششماہی میں برآمدی ممالک کے لحاظ سے روایتی منڈیوں، یورپی یونین کے 27 ممالک، امریکہ، برطانیہ اور چین، کو پاکستانی برآمدات میں بڑی حد تک اضافہ ہوا (**جدول 5.7**)۔ اس کے ساتھ ساتھ ملائشیا اور وسطی ایشیائی ریاستوں (بیشتر قازقستان اور ازبکستان) میں برآمدات بڑھیں، موخر الذکر پاکستانی برآمدات کے لیے ایک ابھرتی ہوئی منڈی بن گئی ہے۔

مصنوعات کے حوالے سے م س22ء کی پہلی سہ ماہی اور م س22ء کی دوسری سہ ماہی دونوں میں برآمدی نمو وسیع البنیاد تھی۔ ٹیکسٹائل شعبے کی مضبوط کارکردگی کو غیر ٹیکسٹائل شعبے نے بھی تقویت دی، جو پائیدار نمو کے حصول کے لیے نیک شگون ہے۔ درست تناظر میں دیکھا جائے تو م س22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی برآمدی نمو (24.9 فیصد) میں غیر ٹیکسٹائل برآمدات کا حصہ (8.9 فیصدی پوائنٹس) م س09ء کی پہلی ششماہی کے بعد سب سے زیادہ ہے۔[18]

نان ٹیکسٹائل برآمدات میں حصہ ڈالنے والی اہم اشیا میں تل کے بیج، مکئی، چاول، صاف تانبا، ایتھائل الکحل اور خام پیٹرولیم مصنوعات شامل ہیں۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کی اہم اشیا میں: ٹیکسٹائل مواد بشمول سوتی دھاگہ، سوتی کپڑا اور مصنوعی ٹیکسٹائل

[18] اس موازنے میں صرف مالی سالوں کی صرف پہلی ششماہیاں شامل ہیں۔

شکل 5.14 الف: پاکستان کی ششماہی برآمدات

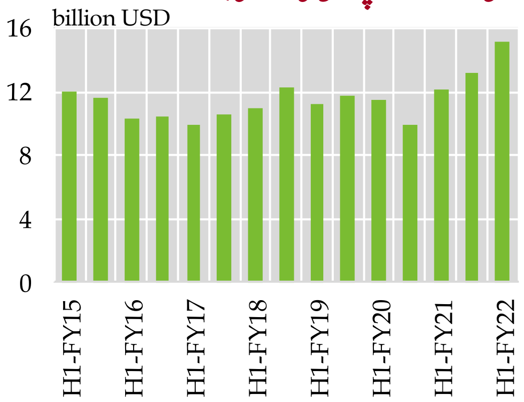

Source: PBS

شکل 5.14 ب: پاکستان کی سہ ماہی برآمدات

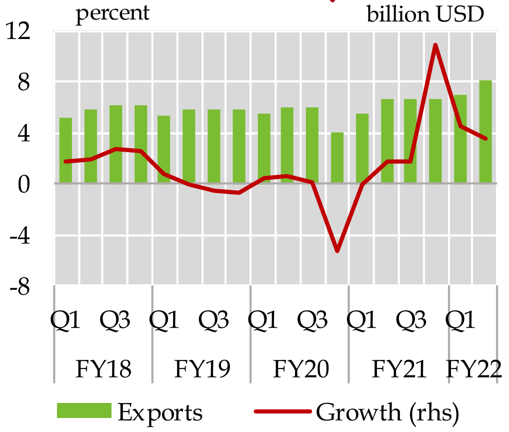

Source: PBS

مصنوعات اور قدر اضافی ٹیکسٹائل اشیا بشمول ملبوسات (بنے ہوئے اور تیار ملبوسات) اور گھریلو ٹیکسٹائل (بستروں کی چادریں اور تولیے) شامل ہیں۔

کپاس کی بلند قیمتوں کے نتیجے میں بلند یونٹ مالیتوں، مضبوط طلب، اضافی استعداد کے استعمال اور نئے پلانٹ اور مشینری کی تنصیب کے عوامل ملک میں ٹیکسٹائل شعبے کی کارکردگی کا باعث بنے۔ حکومتی اور اسٹیٹ بینک کی پالیسیاں ٹیکسٹائل شعبے کی برآمدی نمو بڑھانے کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوئیں۔ ان میں توانائی کی مسابقتی قیمتیں، نوماکاری اسکیموں–بالخصوص ٹرف، کے ذریعے سستے قرضوں کی فراہمی، ٹیکسٹائل کی کلیدی درآمدات کے نرخوں میں کمی، اور سال بسال بلند سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی ریفنڈز شامل ہیں۔

ٹیکسٹائل برآمدات پہلی مرتبہ 9 ارب ڈالر تک پہنچیں- کسی بھی ایک ششماہی میں م س22ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات 26 فیصد بڑھ کر 9.4 ارب ڈالر تک جا پہنچیں۔ یہ نمو مختلف مصنوعات کے مثبت اثرات کے طفیل ہوئی۔ قیمتوں کے اثرات سے تقویت پاکر بیشتر مصنوعات کی برآمدات گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت زائد اور بلند بھی رہیں (**جدول 5.8**)۔

م س22ء کی پہلی ششماہی میں ملبوسات کی برآمدات (بنے ہوئے اور تیار ملبوسات) 29.7 فیصد بڑھ کر 4.3 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جو گذشتہ برس 3.3 ارب ڈالر تھیں۔ پہلی سہ ماہی کی بلند یونٹ مالیتیں دوسری سہ ماہی میں زائد برآمدی کھیپوں کے اثرات پر سبقت لے گئیں۔ پہلی سہ ماہی میں ملبوسات کے ساتھ ساتھ اہم قدرِ اضافی ٹیکسٹائل مصنوعات میں گھریلو ٹیکسٹائل مصنوعات (بستروں کی چادریں اور تولیے) کی برآمدات 18.7 فیصد بڑھ کر 2.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ خاص طور پر پہلی سہ ماہی میں برآمدات بنیادی طور پر سال بسال بنیاد پر بڑھیں۔

نرخوں کے اثرات: م س22ء کی پہلی ششماہی میں کپاس کی بلند قیمتوں نے اہم ٹیکسٹائل مصنوعات کی یونٹ مالیتوں پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیے۔ عالمی وبا کی پہلی لہر کے بعد کپاس کی قیمتیں، ملکی اور عالمی منڈیوں دونوں میں سال بسال بنیاد پر تھوڑی بہت بڑھ گئیں (**شکل 5.15 الف**)۔ ملکی سطح پر برآمدی شعبے کی مضبوط طلب کے باعث کپاس کی مقامی رسد بڑھنے کا سبب بڑھتی ہوئی طلب تھی۔ ملکی رسدی کمی کو دور کرنے کے لیے پاکستان بھاری مقدار میں کپاس درآمد کرتا رہا، اس لیے عالمی قیمتوں میں اضافے کا اثر اِس پر پڑ رہا ہے (**شکل 5.15 ب**)۔ قیمتوں میں اضافے کے عالمی رجحان کی وضاحت عالمی وبا شروع ہونے کے بعد اجناس کی عالمی قیمتیں بڑھنے سے کی جاسکتی ہے۔ کپاس کی عالمی رسد کو بنیادی طور پر

چین، بنگلہ دیش، ویتنام اور پاکستان سے جنم لینے والی طلب نے پیچھے چھوڑ دیا جس کی وجہ سے کپاس کی قیمتیں اضافے کے دباؤ میں رہیں۔[19،20]

جدول 5.6: پہلی ششماہی میں منازل کے لحاظ سے پاکستان کی برآمدات

ملین ڈالر

	م س17ء تا م س20ء اوسط	م س21ء	م س22ء	م س22ء میں سال بسال تبدیلی
یورپی یونین 27	2,971	3,453	4,082	629
ہالینڈ	*438*	*623*	*768*	*145*
اسپین	*459*	*446*	*585*	*139*
اٹلی	*343*	*362*	*463*	*101*
جرمنی	*639*	*796*	*846*	*50*
امریکہ	1,851	2,417	3,303	886
چین	859	1,090	1,658	568
برطانیہ	820	1,032	1,102	69
افریقہ	700	662	775	113
متحدہ عرب امارات	431	482	609	127
بنگلہ دیش	349	312	469	157
افغانستان	621	518	335	-184
ملائیشیا	81	90	229	139
سعودی عرب	167	200	187	-13
کاریز^	35	47	134	87
* دنیا کے باقی ممالک	2,009	1,808	2,244	436
دنیا بھر میں	10,894	12,110	15,125	3,015

^وسطی ایشیائی ریاستیں؛ * دنیا کے باقی ممالک

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

دراصل، 2021ء میں پاکستان کی کپاس کے ریشے روئی کی ماہانہ اوسط قیمت 98 سینٹس فی پاؤنڈ تھی، جو 2020ء کی اوسط قیمت سے تقریباً ڈیڑھ گنا اور اُس دہائی کی بلند ترین ہے۔ یہی معاملہ کپاس ''الف اشاریے'' کا ہے، جو عالمی منڈی میں کپاس کی قیمتوں کا جائزہ لیتا ہے۔[21]

حجم کے اثرات: ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائلز کے سلسلے میں طلبی اور رسدی عوامل سے بلند حجم کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ طلبی جانب اہم خطوں یعنی امریکہ، یورپی یونین 27 اور برطانیہ، کی جانب سے طلب مضبوط تھی(**شکل 5.16الف، 5.16ب** اور **5.17**)۔ گذشتہ سال کی کمی کے بعد یورپی یونین 27 کی جانب سے ملبوسات کی درآمدات میں بھرپور بحالی دیکھی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ پاکستان م س21ء میں جوق در جوق ملنے والے آرڈرز کو سنبھالنے میں کامیاب رہا۔

شکل 5.15 الف: ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں میں خام کپاس کے نرخوں میں تبدیلی

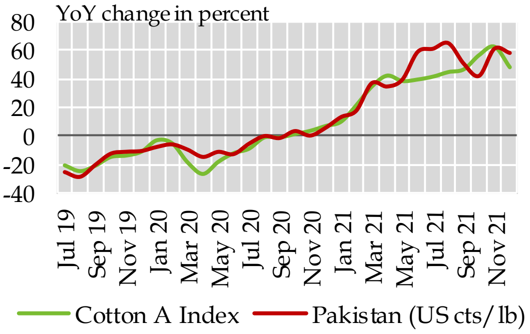

Source: Emerging Textiles

رسدی حوالے سے، ٹیکسٹائل صنعت نے موجودہ استعداد سے بلند استفادہ کیا، جس کی بنا پر بڑے خریداروں کے آرڈر مکمل اور برقرار رہے۔ اس کی جزواً عکاسی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعت کی جانب سے جاری سرمائے کے خاصے بلند استعمال سے ہوئی۔ جولائی تا دسمبر م س22ء کے دوران جاری سرمائے کے خالص قرضوں (بشمول تجارتی مالکاری) کا حجم 275 ارب روپے درج کیا گیا- جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں لیے جانے والے خالص قرضوں کی نسبت 18 گنا زیادہ ہے۔

[19] برائے تفصیلات، دیکھیے باب **5** بیرونی شعبہ، معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی رپورٹ برائے سہ 1 م س22ء

[20] یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ 21/2020ء میں کپاس کی عالمی پیداوار 7.6 فیصد سال بسال کم ہو کر 24.3 ملین میٹرک ٹن رہ گئی۔ (ماخذ: کپاس: عالمی منڈیاں اور تجارت، فروری 2022ء یو ایس ڈی اے)۔

[21] ماخذ: ایمرجنگ ٹیکسٹائلز

جدول 5.7: ٹیکسٹائل شعبے کی اہم برآمدات

ملین ڈالر

	م س21ء کی پہلی ششماہی	م س22ء کی پہلی ششماہی	تبدیلی	حجم کے اثرات	نرخوں کے اثرات
ملبوسات	3,340	4,332	992	55	937
گھریلو ٹیکسٹائل اشیا	1,840	2,184	344	321	23
سوتی کپڑا	935	1,135	200	102	98
سوتی دھاگہ	401	610	210	17	193
ٹیکسٹائل مصنوعات (گھریلو ٹیکسٹائل اشیا کے ساتھ ساتھ)	379	422	43		
دیگر ٹیکسٹائل مواد	304	385	81		
آرٹ سلک مصنوعی ٹیکسٹائل مصنوعات	168	225	57	-97	154
ترپال اور دیگر کینوس اشیا	62	57	-6	-7	1
سوتی دھاگے کے علاوہ دھاگے	13	28	15	8	6
مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات	**7,442**	**9,381**	**1,939**	–	–

نوٹ: 1) ملبوسات سے مراد ہوزری (بنے ہوئے) + تیار ملبوسات؛ گھریلو ٹیکسٹائل اشیا سے مراد بستر کی چادریں مع تولیے ہیں

2) حجم کے اثرات؛ نرخوں کے اثرات

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مزید برآں، صنعت استعداد کاری کی جانب بھی مائل رہی، جو گزشتہ چند سہ ماہیوں کی نسبت اس عرصے کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی بڑھتی ہوئی درآمدات سے عیاں ہے۔

استعداد کے بلند استعمال اور وسعت کو معیشت کے برآمدی شعبوں کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک کی معاون پالیسیوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ پالیسیاں ذیل میں درج ہیں، اوّل عارضی معاشی نومالکاری سہولت (ٹرف) اور طویل مدتی نومالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) جو م س22ء کی پہلی ششماہی میں 73.4 ارب روپے کی ٹیکسٹائل مشینری درآمدات کی وجہ بنے، یہ حجم سال بسال بنیاد پر 94.9 فیصد بلند ہے (**شکل 5.19** میں سہ ماہی وار تفاصیل درج ہیں)۔[22] دوم، خطے میں مسابقتی توانائی پالیسی-برآمدی صنعتوں کے لیے گیس کے فی ایم ایم بی ٹی یو نرخ 6.5 ڈالر اور بعد ازاں 9 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو، اور بجلی 9 سینٹس فی کلوواٹ آور[23] مقرر کردی گئی- نے صنعت کو سہولت دی۔ سوم، متعدد ٹیکسٹائل درآمدات، جیسے مصنوعی ریشے، مصنوعی دھاگے، بُنا ہوا کپڑا، اور پولیسٹر دھاگہ، کے نرخوں کی درستی، نے قدرِ اضافی اشیا ساز شعبے کو سہولت فراہم کی۔[24] چہارم، م س22ء کی پہلی ششماہی میں صنعت کی سیالیت کی صورتِ حال بھی بہتر ہوئی تھی۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں کسٹمز ڈیوٹی کے ریفنڈز 20 ارب روپے تھے، جو گزشتہ برس کے اسی عرصے میں 6 ارب روپے تھے؛ اسی طرح م س 22ء کی پہلی ششماہی میں

[22] یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی فرم کی پیداوار پر معین سرمایہ کاری تاخیری اثرات مرتب کرتی ہے۔ مارچ 2020ء میں ٹرف متعارف کرائی گئی؛ اس لیے ٹرف / ایل ٹی ایف ایف سے استفادہ کرکے کی جانے والی سرمایہ کاری کے تاخیری اثرات آئندہ مہینوں اور سہ ماہیوں بشمول م س22ء کی دو سہ ماہیوں پر پڑے۔

[23] نومبر 2021ء میں پنجاب کے لیے گیس پر زرِ اعانت 6.5 ڈالر سے بڑھا کر 9.0 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی کر دی گئی؛ یہ نظر ثانی صنعتوں میں بجلی پیدا کرنے والے کیپٹو پاور پلانٹس کو فراہم کردہ گیس کے لیے تھی۔ عمومی صنعتوں کے لیے گیس پر زرِ اعانت 6.5 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو برقرار رہی۔

[24] ان میں کچھ اشیا، بنیادی طور پر کپاس، تھیں جن کے نرخ م س21ء میں پہلے ہی ضروریات سے ہم آہنگ کر دیے گئے تھے۔ یہ اقدام اضافۂ قدر کے لیے کلیدی ٹیکسٹائل مصنوعات کی درآمد میں سہولت فراہم کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ ماخذ: www.commerce.gov.pk/decisions-of-tariff-policy-board-tbp-implemented-under-finance-act-2021-22/

سیلز ٹیکس ریفنڈز کا حجم سال بسال بنیاد پر 25.4 ارب سے بڑھ کر 123.5 ارب روپے تک پہنچ گیا۔[25]

شکل 5.15ب: پاکستان میں خام کپاس کی درآمدات

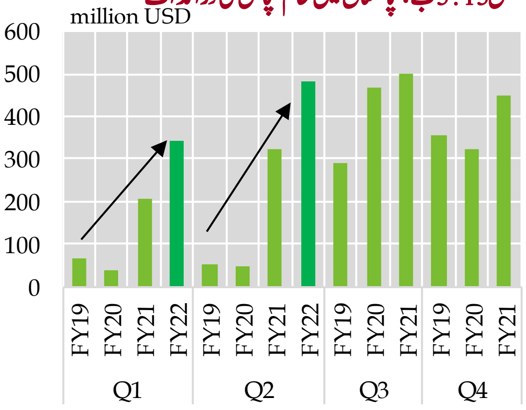

Source: PBS

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں اہم ٹیکسٹائل مصنوعات جیسے سوتی کپڑے کی برآمدات 21.4 فیصد بڑھ کر 1.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس کا حجم گذشتہ برس کی کمی کی نسبت بحال ہو گیا۔ یہی معاملہ سوتی دھاگے کا ہے جس کی برآمدی مالیت 52.3 فیصد بڑھ کر 610.4 ملین ڈالر تک جا پہنچی۔ دیگر ٹیکسٹائل مصنوعات میں کپاس کی بلند قیمتوں کا سوتی دھاگے اور کپڑے دونوں کی برآمدی مالیتوں پر گہرا اور مثبت اثر پڑا۔

نان ٹیکسٹائل برآمدات نے مجموعی برآمدات میں بڑا کردار ادا کیا

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں نان ٹیکسٹائل برآمدات گذشتہ برس کی ایک فیصد نمو کی نسبت امسال 23.1 فیصد، یا 1.1 ارب ڈالر، بڑھ کر 5.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ زرعی غذائی مصنوعات جیسے روغنی بیج (تل کے بیج)، چاول، مکئی، پھلوں اور سبزیوں نے قابل ذکر حصہ ڈالا (**جدول 5.9**)۔ دیگر مصنوعات میں صاف تانبا، خام پیٹرولیم مصنوعات اور ایتھائل الکحل (خام)۔

زرعی غذاؤں کی برآمدات

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں زرعی غذاؤں کی برآمدات 450.7 ملین ڈالر کے اضافے سے 2.5 ارب ڈالر تک جا پہنچیں، جو گذشتہ برس 7.7 فیصد کم ہوئی تھیں۔ زرعی غذاؤں میں روغنی بیجوں کی برآمدات 155.6 ملین ڈالر درج کی گئی، جس کا حجم گذشتہ برس 36.6 ملین ڈالر تھا۔ حجم اور نرخوں کے اثرات مثبت تھے، جس میں اوّل الذکر زیادہ بڑا تھا۔ تیل کے بیجوں میں روغنی بیج کا حصہ زیادہ رہا۔ تل کے بیجوں کا بڑا حجم چین سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جہاں م س 22ء کی پہلی ششماہی میں برآمدات 71 ملین کلوگرام سال بسال اضافے سے 88 ملین کلوگرام تک جا پہنچیں (**شکل 5.19**)۔ نتیجتاً اسے سی پی ایف ٹی اے کے دوسرے مرحلے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کے تحت تل کے بیج پر ٹیرف کی شرح 9.0 فیصد سے کم کر کے صفر فیصد کر دی گئی تھی۔[26]

پہلی ششماہی میں چاول کی برآمدات 103.4 ملین ڈالر بڑھ کر 1.1 ارب ڈالر ہو گئیں۔ اس میں بڑا حصہ باسمتی چاول کا ہے، جس کی برآمدات گذشتہ برس کے 75.7 ملین ڈالر سے بڑھ کر 304.1 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں چاول کی پیداوار میں 0.4 ملین ٹن اضافہ ہوا۔[27] م س 22ء کی پہلی ششماہی میں یونٹ مالیتیں قابو میں رہیں، تاہم برآمدی حجم میں 0.2 ملین ٹن کا اضافہ ہوا۔

باسمتی چاول کی برآمدات میں اضافہ بلند حجم کی مرہونِ منت رہا، گو کہ اس میں ارزانی کے سبب دباؤ پڑا تھا۔ بلند حجم کو دو وسطی ایشیائی ریاستوں، قازقستان اور ازبکستان سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جہاں پاکستانی برآمد کنندگان اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں ان ممالک کو صرف 3 ملین ڈالر مالیت کے باسمتی چاول برآمد کیے گئے تھے، اس کی نسبت م س 22ء کی پہلی ششماہی میں 57 ملین ڈالر کی برآمدات کی گئیں۔ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں کینیا اور صومالیہ کے

[25] ماخذ: ایف بی آر
[26] سی پی ایف ٹی اے کے دوسرے مرحلے کا نفاذ یکم جنوری 2020ء سے کیا گیا تھا۔
[27] عبوری اعداد و شمار وزارتِ قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی جانب سے فراہم کیے گئے تھے۔

شکل 5.16 الف: م س22ء کی پہلی ششماہی میں امریکہ اور یورپی یونین 27 میں ملبوسات کے درآمدی حجم میں نمو

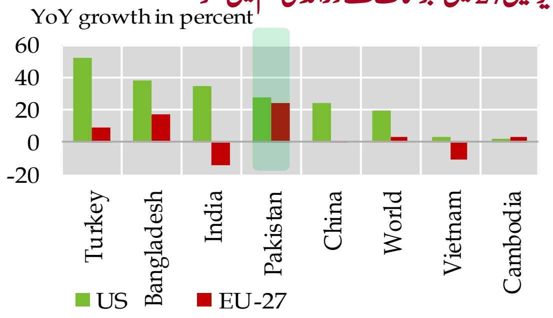

Source: OTEXA & Eurostat

لیے برآمدات تقریباً دگنی ہوکر 34 ملین ڈالر تک جاپہنچیں۔ اس کے ساتھ ساتھ متحدہ عرب امارات کے لیے برآمدات میں بھی معقول اضافہ ہوا۔

دوسری جانب پہلی ششماہی میں غیر باسمتی چاول کی برآمدات 3.8 فیصد اضافے سے بڑھ کر 762.7 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ حجم کے اثرات قیمت کے منفی اثرات زائل کرتے رہے جبکہ حجم میں بڑا اضافہ ملائشیا، مڈگاسکر، آئیوری کوسٹ، فلپائن اور قازقستان کی طرف سے ہوا۔

تل کے بیج اور چاول کے علاوہ مکئی نے زرعی غذائی برآمدات میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ م س22ء کی پہلی ششماہی میں اس کی برآمدات 9 ملین ڈالر بڑھ کر 89 ملین ڈالر تک جاپہنچی تھیں۔ حجم میں یہ بڑا اضافہ ملائشیا، ویتنام اور عمان کو برآمدی کھیپوں میں اضافے کے باعث ہوا۔

نرخ اور چین کا حصہ بڑھنے سے تانبے کی برآمدات میں اضافہ ہوا

م س22ء کی پہلی ششماہی میں صاف شدہ تانبے کی برآمدات 155 ملین ڈالر بڑھ کر 345 ملین ڈالر تک جاپہنچیں۔ عالمی منڈی میں تانبے کی بلند قیمت نے اس کی برآمدی مالیت بڑھانے میں بڑا واضح کردار ادا کیا (**شکل 5.20 الف**)۔ حجم کے اعتبار سے اس میں تمام تر اضافہ چین سے ہوا۔ م س21ء اور 22ء کی پہلی ششماہیوں کے مابین چین میں پاکستان کا حصہ 41 سے بڑھ کر 47 فیصد ہوگیا۔ بھارت سے کمی کے

شکل 5.16 ب: م س22ء کی پہلی ششماہی میں برطانیہ کی ملبوسات کے درآمدی حجم میں نمو

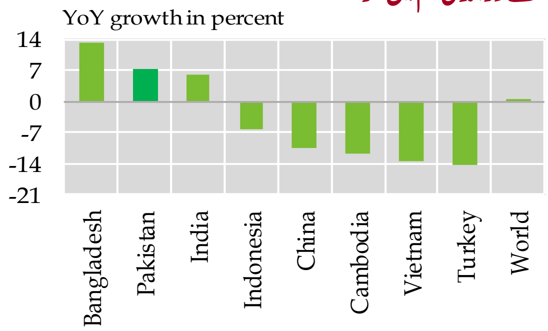

Source: UK Trade Info

بعد پاکستان سے چینی کی درآمدات بڑھ گئی ہیں (**شکل 5.20 ب**)۔ بھارت میں صاف شدہ تانبے کی برآمدات پیداوار میں کمی کے سبب سکڑ رہی ہیں؛ دوسری جانب سی پی ایف ٹی اے-2 کے تحت پاکستان کو صاف شدہ تانبا چین بھجوانے کے لیے ڈیوٹی فری رسائی حاصل ہے۔[28]

شکل 5.17: پہلی ششماہی میں پاکستانی گھریلو ٹیکسٹائل مصنوعات کا برآمدی حجم

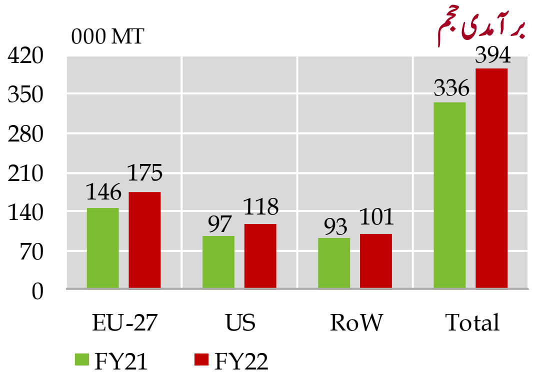

Source: PBS

زرعی غذائی مصنوعات کے ساتھ ساتھ تانبے اور خام پیٹرولیم مصنوعات کی برآمدات 144.4 فیصد بڑھ کر 106.8 ملین ڈالر تک جاپہنچیں، جو جزواً پست اساسی اثر کے باعث ہوا۔ خام مال کی قیمتوں میں اضافے نے بھی بلند حجم تقویت دی۔ آخراً، م س22ء کی پہلی ششماہی میں ایتھائل الکحل (خام) کی برآمدات بھی

[28] ماخذ بمطابق 15 جنوری 2022ء: https://www.commerce.gov.pk/protocol-on-phase-ii-china-pakistan-fta/

شکل5.18: ٹرف کے آغاز کے بعد ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے

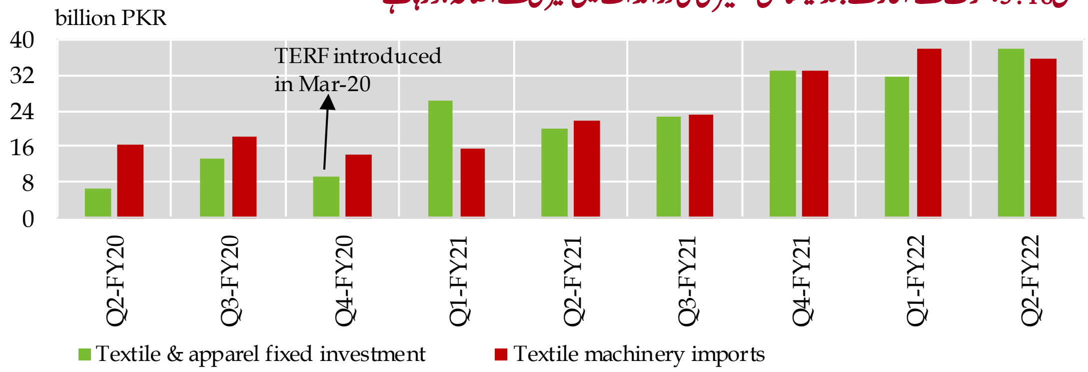

Note: Fixed investment includes LTFF & TERF; values represent outstanding loans at the end of each quarter
Sources: SBP and PBS

72 ملین ڈالر کے اضافے سے 201 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔[29] یہ تمام تر اضافہ چین کو برآمدی کھیپوں کی بلند ترسیل کے باعث ہوا۔

درآمدات

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستانی درآمدات 67.0 فیصد سال بسال اضافے سے 40.8 ارب ڈالر تک جا پہنچیں (**شکل 5.21**)۔ جیسے جیسے پہلی ششماہی گزری اس کے ساتھ ساتھ نمو کا رجحان بڑھتا گیا، اس لیے م س 22ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں اس کی نمو زیادہ پروان چڑھی۔[30]

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں توانائی، زراعت، کیمیکل، مشینری اور ٹرانسپورٹ کے شعبہ جات نے درآمدات بڑھانے میں کلیدی کردار ادا کیا(**شکل 5.22**)۔ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں توانائی نے مجموعی درآمدی نمو میں 22.3 فیصدی پوائنٹس کا حصہ ڈالا، جبکہ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے کا حصہ منفی تھا، جس کی بنیادی وجہ اُس وقت عالمی منڈی میں خام تیل کی کم قیمت تھی۔ مزید برآں، زراعت اور کیمیکل گروپ، بشمول کووڈ ویکسین، نے درآمدات کی نمو میں 16.1 فیصدی پوائنٹس کا اضافہ کیا۔[31]

ان دو گروپوں کے دوہندسی کردار کے ساتھ ساتھ مشینری اور ٹرانسپورٹ نے درآمدی نمو میں بڑا واضح کردار ادا کیا جبکہ گذشتہ برس کی نسبت غذا اور ٹیکسٹائل کا اس میں حصہ کم ہوا(**شکل 5.22**)۔[32] بہتر زرعی پیداوار نے غذائی درآمدات کے دباؤ کو تھوڑا بہت کم کیا۔

توانائی کی بلند عالمی قیمتوں نے توانائی کی درآمدات کو بلند سطح پر رکھا

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں توانائی کی عالمی قیمتیں بلند سطح پر رہیں، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں اس میں 99 فیصد سال بسال اضافہ ہوا(**شکل 5.23**)[33] اس بہ سرعت اضافے کا سبب نہ صرف پست اساسی اثر رہا، جب اوسط قیمتیں گذشتہ برس

[29] یہ کیمیکل خالص ایتھائل الکحل ہوتا ہے۔

[30] م س 22ء کی پہلی سہ ماہی میں درآمدات 65.8 فیصد بڑھیں جبکہ دوسری سہ ماہی میں 68 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔

[31] مزید برآں، م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں توانائی کا حصہ، اور زرعی اور کیمیکل گروپ مضبوط ہوئے، م س 22ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت ان دونوں گروپوں کا حصہ 20 اور 13 فیصدی پوائنٹس سے بڑھ کر بالترتیب 24 اور 19 فیصدی پوائنٹس تک پہنچ گیا، کیونکہ توانائی کی عالمی قیمتیں بلند سطح پر رہیں اور نئے اقسام کے ساتھ واپس آتے ہوئے کووڈ کی وجہ سے ادویات کی طلب بڑھ گئی۔

[32] مشینری اور ٹرانسپورٹ کا حصہ بالترتیب 7 فیصدی پوائنٹس اور 4.9 فیصدی پوائنٹس رہا۔ مزید یہ کہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں غذائی شعبے کا حصہ سکڑ کر 3.7 فیصدی پوائنٹس رہ گیا۔

[33] ماخذ: عالمی بینک

کی پہلی ششماہی کی نسبت 26 فیصد پست تھیں بلکہ تیل و گیس کی منڈیوں میں طلبی اور رسدی عوامل کے باعث پنپنے والی زدپذیری بھی تھی۔[34]

طلب کے لحاظ سے عالمی اقتصادی سرگرمی کی توقع سے زیادہ تیز بحالی تیل کی عالمی طلب کو مسلسل ہوا دیتی رہی۔ اوپیک پلس کے ارکان کی جانب سے پیداواری حصے کی پاسداری، امریکی شیل کی رسد میں تھوڑے سے اضافے اور حیاتیاتی ایندھن کے استعمال سے مضرِ صحت اخراج سے پاک توانائی کی طرف منتقلی کے حوالے سے غیر یقینی کی کیفیت نے تیل کی منڈی میں رسدی رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔

گیس کی منڈی میں یہ صورتِ حال تھوڑی سی مختلف تھی۔ معاشی بحالی کے ساتھ ساتھ نصف کرہ شمالی میں موسم سرما کی طوالت، یورپ میں پون چکی سے بجلی کی کم پیداوار اور خشک سالی جیسی صورتِ حال نے برازیل اور اس کے چند نواحی ممالک میں پن بجلی کی پیداوار کو محدود کر دیا، جس کی وجہ سے قدرتی گیس کی طلب بڑھی۔ دوسری طرف کووڈ سے متعلق تعطل کی سبب چند گیس فیلڈز میں 2020ء کا مرمتی کام 2021ء تک تاخیر کا شکار ہوگیا۔ گیس کی طلب میں تیزی سے بحالی کے ساتھ ایل این جی تیار کرنے والے پلانٹس میں متوقع اور غیر متوقع لوڈ شیڈنگ، غیر منصوبہ بند مرمتی کام اور منصوبوں میں تاخیر نے گیس کی عالمی منڈی میں رسد کو نقصان پہنچایا۔[35]

آئل اور گیس مارکیٹ کی صورتِ حال کے اثرات کوئلے کی منڈی پر پڑے کیونکہ بہت سے ممالک بجلی کی پیداوار کے لیے کوئلے پر منتقل ہوگئے تھے۔ نتیجتاً، کوئلے کی قیمت بھی اس عرصے میں بڑھ گئی۔

کووڈ پر قابو پانے کے لیے ویکسین ، سمیت ادویات نے درآمدات بڑھانے میں کردار ادا کیا

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ادویات کی درآمدات 479.4 فیصد بڑھ کر 3.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں درآمدات صرف 0.5 ارب ڈالر تک محدود رہیں (**شکل 5.24**)۔

سال 2020ء کی دوسری ششماہی میں کووڈ وبا کی روک تھام کے لیے ویکسین کی تیاری کا عمل ابتدائی مرحلے میں تھا، اور اس عرصے میں جو ویکسین فراہم کی گئی، اس کی رسد ضرورت سے کم تھی۔ اس لیے ملکوں کو انتظامی اقدامات پر انحصار کرنا پڑا؛ جن میں سخت لاک ڈاؤن کا نفاذ، اور سماجی فاصلے کے اقدام پر عملدرآمد کو وائرس کا پھیلاؤ روکنے کا ذریعہ بنانا شامل ہیں۔ تاہم، 2021ء میں متعدد کثیر ملکی کمپنیاں اور طبی ادارے ویکسینیں لے کر آئے جو انسانی صحت پر کووڈ کے اثرات کم کرنے کے لیے مفید ہیں۔

جدول 5.8: اہم نان ٹیکسٹائل برآمدات

ملین ڈالر

	م س 21ء کی پہلی ششماہی	م س 22ء کی پہلی ششماہی	تبدیلی
صاف تانبا	190	345	155
تل کے بیج	35	157	122
کیمیکلز	248	354	106
ایتھائل الکحل	*129*	*201*	*72*
چاول	963	1,067	103
باسمتی چاول	*228*	*304*	*76*
غیرباسمتی چاول	*735*	*763*	*28*
مکئی	9	89	80
خام پیٹرولیم مصنوعات	44	107	63
کُل	2,370	3,187	817
نان ٹیکسٹائل، مجموعی	**4,668**	**5,744**	**1,076**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[34] عالمی توانائی ایجنسی (بمطابق 15 جنوری 2022ء، اس لنک پر دستیاب ہے- https://www.iea.org/commentaries/what-is-behind-soaring-energy-prices-and-what-happens-next)

[35] عالمی توانائی ایجنسی کے تخمینے کے مطابق، 2020-2015ء کے اوسطاً اسی عرصے کی نسبت 2021ء کے پہلے 9 ماہ میں ایل این جی کی عالمی رسد میں تعطل 27 فیصد زیادہ رہا۔ اکثر و بیشتر رسد میں تعطل غیر متوقع تھا، (بمطابق 15 جنوری 2022ء، اس لنک پر دستیاب ہے- https://www.iea.org/commentaries/what-is-behind-soaring-energy-prices-and-what-happens-next)

نتیجتاً، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ویکسین کی درآمدات میں بہت بڑا اضافہ ہوا(**شکل 5.24**)۔ بالخصوص، اگرچہ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں ملک میں انسانوں کے لیے 128.1 ملین ڈالر مالیت کی ویکسین (ہیپاٹائٹس ویکسین کے علاوہ) درآمد کی گئی، تاہم، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ان ہی درآمدات کا حجم 2.7 ارب ڈالر تک جا پہنچا جو م س 22ء کی پہلی ششماہی میں 21 گنا سے زیادہ ہے۔ خاص طور پر صرف دسمبر 2021ء کے مہینے میں پاکستان نے کووڈ کی نئی قسم اومیکرون کے پھیلاؤ کو روکنے کی خاطر بوسٹر شاٹس کے لیے 1.0 ارب ڈالر کی ادویات، بالخصوص کووڈ ویکسین، درآمد کیں۔

توانائی کی درآمدات

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں توانائی درآمدات بڑھ کر 10.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 4.8 ارب ڈالر کی نسبت 114 فیصد زیادہ ہیں۔ اگرچہ توانائی کی بلند عالمی قیمتیں درآمدات کو بڑھانے کی بنیادی وجہ (**شکل 5.23**) ہیں، تاہم معاشی بحالی کے نتیجے میں توانائی کی بڑھتی ہوئی طلب نے درآمدات کے حجم میں وسیع البنیاد اضافہ کیا، جس سے توانائی کا درآمدی بل تقریباً دگنا ہوگیا (**جدول 5.10**)۔

علی الخصوص، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کا درآمدی حجم 29 فیصد بڑھ گیا، جس کی وجہ اس عرصے میں ہائی اسپیڈ ڈیزل اور فرنس آئل میں بالترتیب 49.3 فیصد اور 65.0 فیصد کا سال بسال اضافہ ہے۔ اگرچہ کمرشل باربرداری، زرعی اور تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں میں اضافے نے ہائی اسپیڈ ڈیزل کی طلب بڑھادی، تاہم، فرنس آئل کی طلب میں اضافہ صرف اور صرف بجلی سازی کے باعث ہوا (**شکل 5.25**)۔

یہ امر اہم ہے کہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں بجلی کی پیداوار 8.7 فیصد سال بسال اضافے سے بڑھ کر 74 ٹیراواٹ آور ہوگئی جو م س 21ء کے اسی عرصے میں 68 ٹیراواٹ آور تھی، باوجود اس کے کہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پن بجلی کی

شکل 5.19: پہلی ششماہی میں پاکستان کی روغنی بیج کی برآمدات اور حالیہ برسوں میں چین کا حصہ

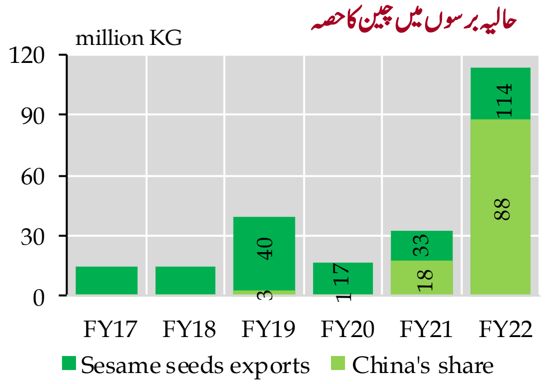

Source: PBS

پیداوار میں 4.8 فیصد سال بسال تخفیف ہوئی تھی۔[36] توانائی کی بلند عالمی قیمتوں پن بجلی کی پست پیداوار کے اثرات کو دھیما کرنے کے لیے توانائی کے آمیزے کا رخ جوہری توانائی، پون چکی اور فرنس آئل کی طرف کیا گیا۔ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں بجلی کی پیداوار میں جوہری توانائی کا حصہ بڑھ کر 11 فیصد تک جا پہنچا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 6 فیصد تھا۔ اسی طرح فرنس آئل کا حصہ اس عرصے میں 4 فیصد سے بڑھ کر 8 فیصد تک پہنچ گیا۔[37]

غیر توانائی درآمدات

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں غیر توانائی درآمدات 55.1 فیصد سال بسال بڑھ کر 30.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں (**شکل 5.26 الف**)۔ تاہم، سہ ماہی وار تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں سال بسال نمو کم ہوئی ہے۔ معاشی مبادیات کے استحکام اور بڑھتے ہوئے درآمدی دباؤ کو کم کرنے کے لیے م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں متعدد اقدامات کیے گئے۔ جس میں م س 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ 250 بی پی ایس بڑھانا، نقدِ محفوظ کی شرائط

[36] م س 22ء کی پہلی ششماہی میں دریاؤں میں پانی کا بہاؤ 6.4 فیصد سال بسال کم ہوگیا (ماخذ: واپڈا)۔

[37] بجلی کے شعبے نے فرنس آئل درآمد کرنے کے علاوہ ملکی ریفائنریوں کے ذخائر سے بھی استفادہ کیا۔

شکل 5.20 الف: پاکستان اور بھارت کی چین سے خالص تانبے کی درآمدات

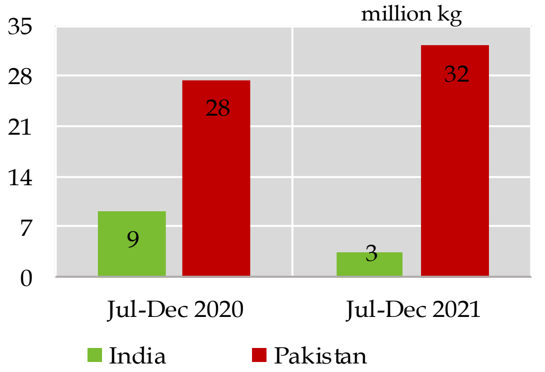

Source: China Customs Statistics

میں 100 بی پی ایس اضافہ[38]، 114 درآمدی اشیا کو نقدی مارجن کی شرائط کے تابع کرنا شامل ہیں۔[39]

شکل 5.21: درآمدات میں سہ ماہی اور ششماہی رجحان

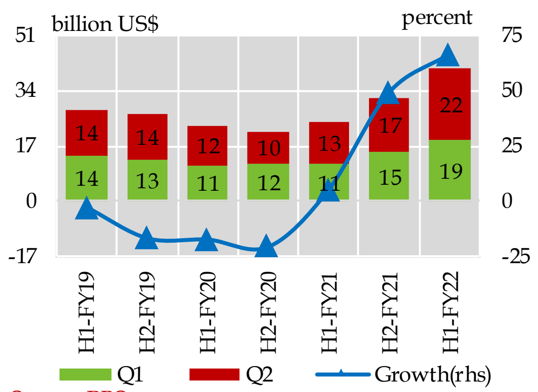

Source: PBS

ہوسکتا ہے کہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ان اقدامات نے غیر توانائی درآمدات کو بڑھانے میں کردار ادا کیا ہو، بالخصوص، وہ اقدامات جو اجناس کی عالمی قیمت یا کووڈ وبا جیسے بیرونی دھچکوں سے کم متاثر ہوئے ہوں۔ برآمدات کو فروغ دینے کے لیے

شکل 5.20 ب: بین الاقوامی منڈی میں تانبے کی قیمت

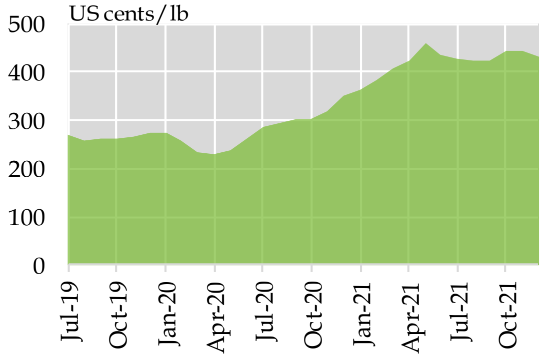

Source: Haver Analytics

مختلف اسکیموں کے تحت مشینری کی درآمدات کو تقویت ملی۔ چنانچہ، م س 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی غیر توانائی درآمدات کی نسبت ردوبدل کی حامل غیر توانائی درآمدات (علاوہ از پام آئل، کووڈ ویکسین اور موبائل فونز کے علاوہ مشینری) میں بڑی واضح کمی نظر آئی (**شکل 5.26ب**)۔

شکل 5.22: ششماہی اور سہ ماہی درآمدات کو بڑھانے والے کلیدی شعبے

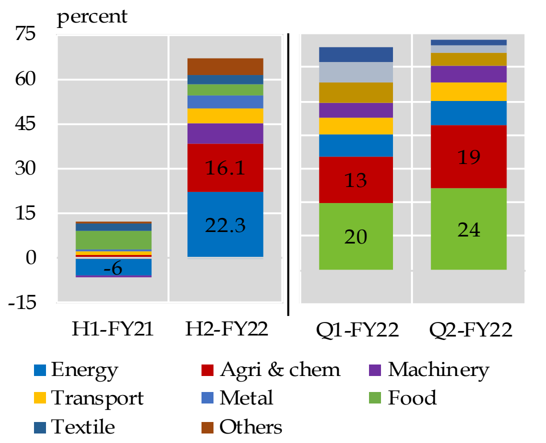

Source: PBS

[38] ڈی ایم ایم ڈی سرکلر نمبر 20 برائے 2021ء درج ذیل لنک پر دستیاب ہے۔

[39] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 30 برائے 2021ء درج ذیل لنک پر دستیاب ہے۔
https://www.sbp.org.pk/bprd/2021/CL30.htm

شکل 5.23: توانائی اشاریہ قیمت میں سہ ماہی اور ششماہی نمو

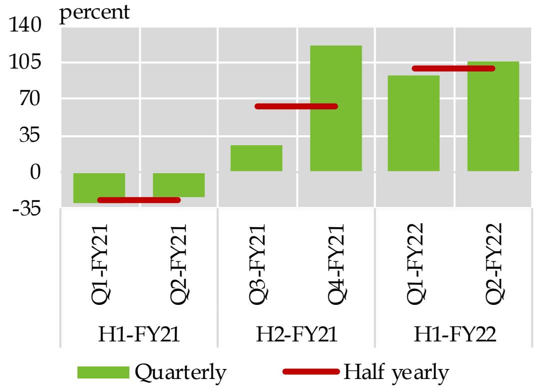

Source: World Bank

شکل 5.24: ادویہ اور ویکسین کی ششماہی درآمدات

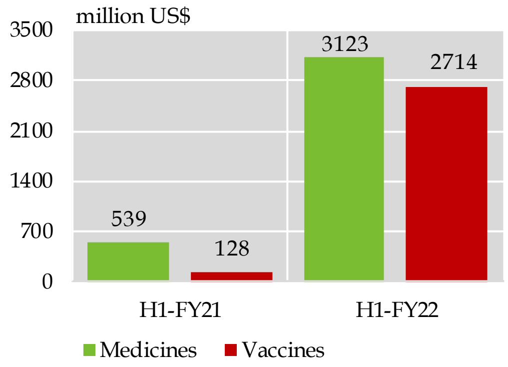

Source: PBS

زراعت اور کیمیکل

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں زرعی اور کیمیکل گروپ کی درآمدات 97.3 فیصد سال بسال اضافے سے بڑھ کر 8.0 ارب ڈالر تک جا پہنچیں (**شکل 5.27**)۔ معاشی سرگرمیوں کی بحالی کے سبب ادویات (بالخصوص کووڈ ویکسین) کے علاوہ پلاسٹک مواد اور متعدد کیمیکلز کی درآمدات بلند رہیں۔ درج بالا زمروں کی بیشتر درآمدی مصنوعات صنعتوں میں استعمال ہوتی ہیں، جبکہ کچھ پلاسٹک مواد گھریلو استعمال میں بھی آتا ہے اور کچھ درآمدی کیمیکلز زرعی شعبے میں استعمال ہوتا ہے۔

م س 22ء کی پہلی ششماہی میں کھاد کی درآمدات 60.8 فیصد سال بسال اضافے سے بڑھ کر 523.4 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جو م س 22ء کی پہلی ششماہی میں 325.5 ملین ڈالر تھیں۔ تاہم م س 22ء کی پہلی ششماہی میں حجم کے اعتبار سے کھاد کی درآمدات 6.1 فیصد سال بسال تخفیف سے م س 22ء کی پہلی ششماہی میں 913.5 ملین ٹن رہ گئیں، جو م س 21ء کی پہلی ششماہی میں 973.1 ملین ٹن تھیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے حالیہ عرصے میں گیس کی عالمی قیمت میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور کھاد سازی کے شعبے کو عالمی سطح پر تاخیری اثرات کا بھی سامنا ہے۔ آخر دسمبر 2021ء تک کھاد کی عالمی قیمتوں کا اشاریہ جون 2021ء کے بعد سے 73.7 فیصد بڑھا گیا ہے۔[40] مزید برآں، پاکستان جو زیادہ تر ڈی اے پی درآمد کرتا ہے اس کی قیمتوں میں 23.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ اس عرصے میں یوریا کی قیمتیں 126.3 فیصد بڑھیں۔ نیتجتاً، م س 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کا درآمدی حجم کم ہوا۔

مشینری

پاکستان کی غیر توانائی درآمدات میں زراعت اور کیمیکل گروپ کے بعد 6.0 ارب ڈالر حجم کے ساتھ مشینری سب سے بڑا گروپ رہی۔ مشینری درآمدات کا یہ حجم صرف م س 17ء کی دوسری ششماہی اور م س 18ء کی دوسری ششماہی میں ہی تھوڑا سا زیادہ یعنی 6.1 ارب ڈالر تھا جب سی پیک کے تحت متعدد منصوبے شروع ہو رہے تھے۔ تاہم، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں بلند معاشی سرگرمی اور برآمدات کی کوششوں کے سبب مشینری کی طلب بڑھ گئی، جن کی درآمدات میں اس عرصے کے دوران 40.2 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔[41]

[40] ماخذ: عالمی بینک

[41] برائے تفصیلات برآمدات کے فروغ کی اسکیمیں، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ ملاحظہ کیجیے۔ واضح رہے کہ اس عرصے میں جاری کھاتے کا خسارہ مشینری کی درآمدات کی وجہ سے بڑھا جو سرمایہ کاری اور معیشت کی پیداواری استعداد کے لیے خوش آئند ہے۔

شکل 5.25: پہلی ششماہی میں بجلی کی پیداوار میں ایندھن کا حصہ

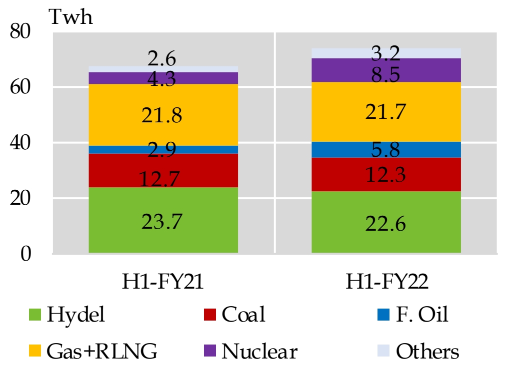

Source: PBS

م س 21ء کی پہلی ششماہی کے بعد سے مشینری گروپ میں موبائل فون کی درآمدات ایک بڑا زمرہ بنا رہا ہے، تاہم گذشتہ برس کی نسبت ان درآمدات کی حرکیات بڑی حد تک تبدیل ہو چکی ہیں۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں یونٹوں کے اعتبار سے موبائل فون کی درآمدات 13.4 فیصد سکڑ کر 19.2 ملین یونٹ رہ گئیں۔ تاہم، بلحاظِ مالیت م س 22ء کی پہلی ششماہی میں موبائل فون کی درآمدات 16.8 فیصد سال بسال بڑھ کر 1.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔[42] نیم موصل (سیمی کنڈکٹر) چپس کی کمی نے عالمی سطح پر موبائل فون کی قیمتیں بڑھا دیں، جس کے نتیجے میں م س 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران کم موبائل سیٹس کے باوجود ادائیگیاں بڑھ گئیں۔[43]

یہ امر اہم ہے کہ موبائل فون کی مکمل ساختہ یونٹ درآمدات کی جگہ الگ الگ پُرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ موبائل فون یونٹس نے لے لی (**شکل 5.28**)۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے الگ الگ پُرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ موبائل فون کے 17 ملین یونٹ 887 ملین ڈالر میں درآمد کیے، جبکہ 214 ملین ڈالر کے عوض مکمل ساختہ موبائل فون کے 2 ملین یونٹ درآمد کیے گئے۔ اس کی بہ نسبت م س21ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے 738 ملین ڈالر کے عوض 14 ملین مکمل ساختہ یونٹ درآمد کیے تھے جبکہ الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ موبائل فون کے 8 ملین یونٹ 200 ملین ڈالر میں درآمد کیے تھے۔ ملک میں تیار ہونے والے موبائل فونز کے لیے موبائل ڈوائس مینوفیکچرنگ پالیسی 2020ء نے متعدد اشیاسازوں کو مقامی سطح پر موبائل فون تیار کرنے کی ترغیب دلائی، جس کے

شکل 5.26 الف: غیر توانائی درآمدات | **شکل 5.26 ب:**

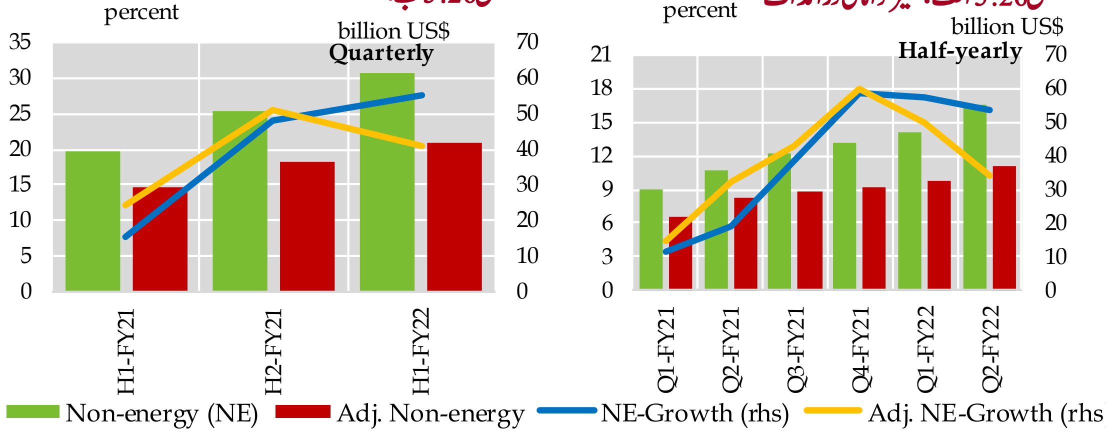

Source: PBS

[42] اس کے برعکس م س 21ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے 938 ملین ڈالر کے موبائل فون درآمد کیے۔

[43] م س 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران موبائل درآمدات کی فی یونٹ اوسط لاگت 38.5 ڈالر تھی، جبکہ یہ مالیت سال بسال اضافے سے 97.4 فیصد بڑھ کر 75.9 ڈالر تک پہنچ گئی۔

جدول 5.9: م س22ء کی پہلی ششماہی میں کلیدی پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات

	م س21ء کی پہلی ششماہی		م س22ء کی پہلی ششماہی		تبدیلی	
	ہزار میٹرک ٹن	ملین ڈالر	ہزار میٹرک ٹن	ملین ڈالر	ہزار میٹرک ٹن	ملین ڈالر
خام تیل	4,605	1,323	4,574	2,419	-32	1,096
پیٹرولیم مصنوعات	7,135	2,169	9,201	5,078	2,066	2,909
موٹر اسپرٹ	4,249	1,265	4,967	2,853	718	1,588
ہائی اسپیڈ ڈیزل	1,803	539	2,692	1,456	889	918
فرنس آئل	648	186	1,069	538	421	352
ایل این جی	3,877	1,048	4,900	2,422	1,022	1,374
دیگر	537	231	479	306	-57	74
مجموعی توانائی	**16,154**	**4,771**	**19,153**	**10,225**	**2,999**	**5,454**
کوئلہ	9,251	618	9,746	1,347	495	729

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

نتیجے میں مکمل ساختہ موبائل فون کی درآمدات کی جگہ الگ الگ پُرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ موبائل فون کی درآمدات نے لے لی۔[44]

موبائل فون کے علاوہ ایل ٹی ایف ایف اور ٹرف کے تحت تقسیم شدہ قرضے بھی ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات بڑھانے پر منتج ہوئے، م س22ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات 89 فیصد سال بسال اضافے سے بڑھ کر 436.4 ملین ڈالر تک جا پہنچی۔[45] سی پیک کی جاری سرگرمیوں اور اس کے علاوہ دیگر منصوبوں کی ہم آہنگی سے بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی طلب بڑھ گئی، م س22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس مشینری کی طلب 21.1 فیصد بڑھ کر 1.0 ارب ڈالر تک جا پہنچی۔[46] مزید برآں، بجلی کی ترسیل و تقسیم کے نظام پر جاری کام ٹرانسفارمرز، سرکٹ بریکرز، کیبلز اور کنسولز جیسے برقی آلات کی بلند درآمدات پر منتج ہوا۔[47] مزید برآں، بجلی کی لاگت میں اضافے کے باعث گھریلو صارفین شمسی توانائی پر منتقل ہونا شروع ہوگئے، جس سے ملک میں فوٹو وولٹیک سیلز کی درآمدات میں اضافہ ہوگیا۔[48]

ٹرانسپورٹ

م س22ء کی پہلی ششماہی میں ٹرانسپورٹ کی درآمدات 105.8 فیصد بڑھ کر 2.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں؛ جو مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں اس سلسلے کی بلند ترین درآمدات یعنی 2.4 ارب ڈالر سے تھوڑی سی کم ہیں (**شکل 5.29**)۔ اس وقت توڑنے کے لیے بحری جہاز اور کشتیاں، اور ہوائی جہاز اور ان کے پُرزہ جات کے ساتھ ساتھ گاڑیوں کے مکمل ساختہ / نیم ساختہ یونٹس کی درآمدات میں اضافے نے مجموعی درآمدات میں 29 فیصد حصہ ڈالا، جس سے ٹرانسپورٹ کی درآمدات

[44] تفصیلات کے لیے ایم ڈی ایم پی، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 21ء ملاحظہ کریں۔

[45] م س22ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل شعبے، بشمول ملبوسات تیار کرنے والوں، نے طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) اور ٹرف کے تحت 339 ارب روپے کے قرضے حاصل کیے۔

[46] بجلی پیدا کرنے والے ان منصوبوں کی تفصیلات کے لیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 21ء ملاحظہ کریں۔

[47] این ٹی ڈی سی کے مطابق ملک میں بجلی کی ترسیل اور تقسیم بہتر بنانے کے لیے متعدد ترسیلی اور تقسیم کے منصوبے مکمل پایہ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں۔ تفصیلات کے لیے یہ لنک ملاحظہ کریں۔ https://ntdc.gov.pk/revised.

[48] م س22ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان نے 262.8 ملین ڈالر مالیت کے فوٹو سینسٹو سیمی کنڈکٹر (نیم موصل) درآمد کیے جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں یہ حجم محض 126.2 ملین ڈالر تھا۔

شکل 5.27: زرعی اور کیمیکل درآمدات

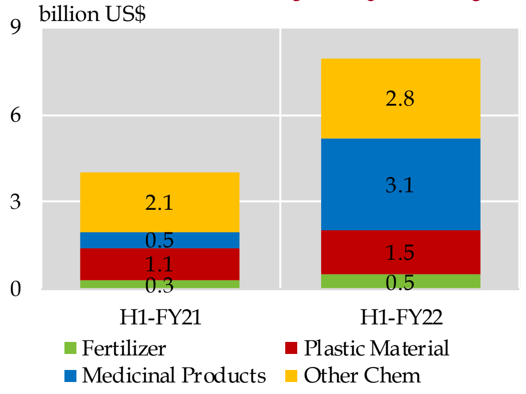

Source: PBS

بڑھ گئیں۔[49] اس وقت گاڑیوں کے مکمل ساختہ / نیم ساختہ یونٹس کے 52 فیصد حصے نے ٹرانسپورٹ کی مجموعی درآمدات بڑھادیں ہیں۔ آٹوموٹو ڈیولپمنٹ پالیسی 21-2016ء کے تحت گاڑیاں بنانے والے نئے ادارے ملک میں آئے اور پاکستان کی گاڑیوں کی منڈی میں گاڑیوں کی نئی قسمیں متعارف کرائی گئیں۔ جس

شکل 5.28: پہلی ششماہی میں موبائل درآمدات

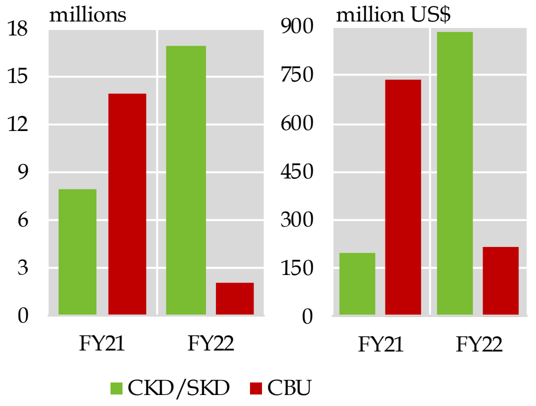

Source: PBS

نے ملک میں گاڑیوں کے مکمل ساختہ / نیم ساختہ یونٹس کی درآمدات کو بڑی حد تک بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

تاہم، طلب کے سبب ٹرانسپورٹ کی درآمدات کا مطلق حجم بلند رہا، جس میں زیادہ تر کاریں، ایس یو وی اور بسیں شامل ہیں۔ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ نئی بننے والی کاروں / ایس یو وی کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے ان کی فراہمی کی مدت 2 ماہ سے بڑھ کر 6 سے 8 ماہ تک پہنچ چکی ہے۔ جس سے 'اون منی' (نئی گاڑی کی فراہمی کی مدت کم کرنے کے لیے اصل رقم سے زائد کی ادائیگی) میں ہوشربا اضافہ ہوا۔ جیسا کہ گاڑی سازوں کے پاس آرڈرز اور نقدی کی آمد (کار / ایس یو وی خریدنے کے لیے خریداروں کی جانب سے پیشگی ادائیگیاں) کی بہتات ہے، تاہم، گاڑیوں کے شعبے میں طلب کم کرنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کے اثرات سامنا آنا ابھی باقی ہے۔[50]

غذا

م س22ء کی پہلی ششماہی میں غذائی درآمدات 23.4 فیصد سال بسال اضافے سے بڑھ کر 4.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں غذائی درآمدات کا حجم 3.9 ارب ڈالر تھا (**شکل 5.30**)۔ سہ ماہی وار تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ م س22ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ درآمدات کم ہوگئی ہیں، اس کی سال بسال نمو 11.9 فیصد ہے اس کی نسبت م س22ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ نمو 38.1 فیصد تھی۔

یہ امر اہم ہے کہ خوردنی تیل (پام آئل) اور تیل کے بیج (سویابین اور تلی کے بیج) اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے غذائی درآمدات پر بھاری اثرات پڑے۔[51] اس کے ساتھ ساتھ م س22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان اجناس کی

[49] تفصیلات کے لیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 18ء ملاحظہ کریں۔
[50] اسٹیٹ بینک نے، درج بالا پالیسی اقدامات کے علاوہ، صارفی مالکاری کے محتاطیہ ضوابط میں ترمیم کرکے گاڑیوں کی طلب کو بھی محدود کرنے کی کوشش کی۔ ان کلیدی اقدامات میں قسط وار ادائیگی کا حجم قرض گیر کی مجموعی تنخواہ کے 40 فیصد تک محدود کرنا، کارمالکاری کی مدت سات سے کم کرکے پانچ سال کرنا، کم از کم پیشگی یکمشت ادائیگی (ڈاؤن پیمنٹ) کو 15 سے بڑھاکر 30 فیصد کرنا، اور تمام بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کی طرف سے کسی بھی شخص کے لیے گاڑی کے حوالے سے قرضے کا (مجموعی) حجم 30 لاکھ روپے تک محدود کرنا۔
ماخذ: بمطابق 15 جنوری 2022ء (https://www.sbp.org.pk/bprd/2021/CL29.htm)
[51] یکم جنوری 2022ء میں پام آئل کی فی میٹرک ٹن قیمتیں 1344.8 ڈالر کی بلندترین سطح تک پہنچ گئیں، جو آخر جون 2020ء کی سطح سے 104.9 فیصد بڑھ ہیں۔

قیمتوں کا مجموعی غذائی درآمدات میں تقریباً 52 فیصد حصہ رہا(**شکل 5.31**)۔[52] بالخصوص، پام آئل کی درآمدات 66.5 فیصد سال بسال اضافے سے بڑھ کر 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ اس عرصے میں سویابین بیج اور تِلّی کے بیج کی درآمدات میں بالترتیب 34.5 فیصد اور 89 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔[53]

شکل 5.29: الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ ڈرائیونگ ٹرانسپورٹ درآمدات

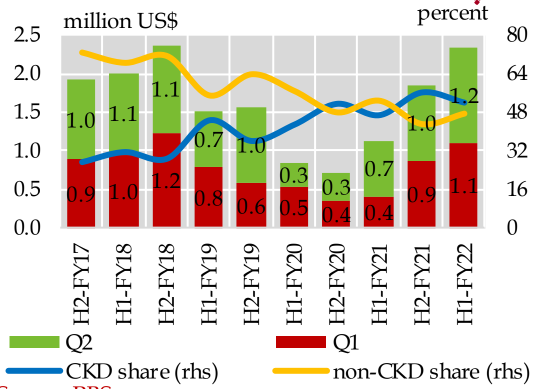

Source: PBS

انڈونیشیا اور ملائیشیا جیسے پام آئل پیدا کرنے والے کلیدی ممالک میں رسدی رکاوٹوں اور بھارت اور چین سے ابھرتی ہوئی طلب نے پام آئل کی عالمی قیمتیں ریکارڈ سطح تک بڑھادیں۔[54] دوسری طرف برازیل، ارجنٹینا اور پیراگوائے میں خشک موسم کی وجہ سے لاطینی امریکہ سے سویابین تیل کی پیداوار کے تخمینے کم ہوگئے، جس سے سویابین بیج کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا۔[55]

پاکستان میں سویابین بیج مرغ بانی (پولٹری)، گلّہ بانی اور آبی حیوانات (مچھلیوں) کی غذا کے ایک اہم جز کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بیج کی عالمی قیمتوں میں اضافے نے مقامی سطح پر اس کی طلب کو تھوڑا سا کم کر دیا، کیونکہ مرغ بانی کا شعبہ – سویابین سے بننے والی فیڈ کا ایک بڑا صارف – اِس خام مال کی بلند قیمت اور ترسیل میں سُست روی کے باعث مشکلات کا شکار ہے، جس سے لاگتی بوجھ کا اثر مرغی کے گوشت کے صارفین کے لیے قیمتوں پر پڑا۔[56]

شکل 5.30: غذائی درآمدات کے رجحان

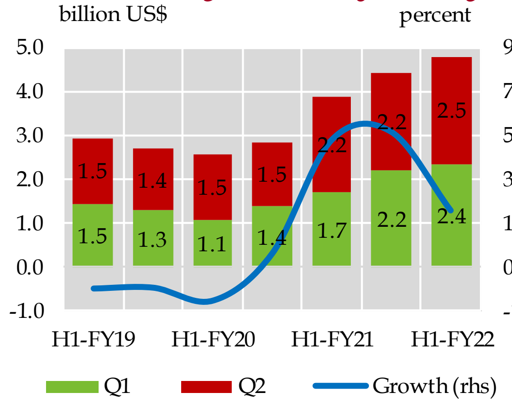

Source: PBS

دوسری جانب م س 22ء کی پہلی ششماہی میں گندم کی درآمدات 28.4 فیصد سال بسال کمی کے باعث 473.6 ملین ڈالر رہ گئیں۔ اگرچہ پاکستان کو م س 22ء میں گندم کی بہتر فصل کی توقع ہے، تاہم گندم کی بلند عالمی قیمتوں کی وجہ سے گندم کے تذویراتی ذخائر بڑھانے کے حکومتی اقدام کو دھچکا لگا،[57] جس سے نتیجے میں اس جنس کی درآمد میں کمی آئی۔[58]

---

[52] ان کے علاوہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان کی غذائی درآمدات میں 1.8 فیصد سال بسال کمی واقع ہوئی۔

[53] م س 22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے بالترتیب 403 ملین ڈالر مالیت کے سویابین بیج اور 237 ملین ڈالر مالیت کے تِلّی کے بیج درآمد کیے۔

[54] تفصیلات کے لیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 21ء ملاحظہ کریں۔

[55] م س 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سویابین بیج کی اوسط ششماہی قیمت میں 28 فیصد سال بسال اضافہ ہوا (ماخذ: عالمی بینک)۔

[56] پاکستان: آئل سیڈز اینڈ پراڈکٹس اپ ڈیٹ، 08 فروری 2022ء (بمطابق 15 جنوری 2022ء)، اس لنک پر دستیاب ہے:
(https://www.fas.usda.gov/data/pakistan-oilseeds-and-products-update-9

[57] م س 22ء کی پہلی ششماہی میں گندم کی عالمی قیمتیں 24.4 فیصد بڑھ گئیں۔

[58] مالی سال 22ء کے لیے حکومت نے گندم کی پیداوار کے لیے 28.9 ملین ٹن کا ہدف طے اور گندم کی کم از کم امدادی قیمت بڑھادی۔

شکل 5.31: مجموعی غذائی درآمدات میں خوردنی تیل اور روغنی بیجوں کا حصہ

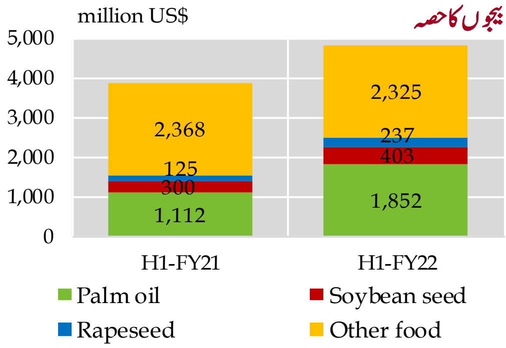

Source: PBS

تاہم، چینی کی درآمد 49.5 فیصد سال بسال اضافے سے 189.3 ملین ڈالر تک جا پہنچی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ م س21ء میں گنے کی بھرپور فصل کے باعث گنے کی پیداوار 22 فیصد بڑھ گئی۔[59] گنے کی رسد میں بڑی حد تک بہتری کے باوجود گنے پراسس کرنے کی صنعت میں رکاوٹوں کی وجہ سے ملکی منڈی میں شکر کی قیمت بڑھ رہی تھی۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں حکومت نے اس رجحان پر قابو پانے کے لیے شکر درآمد کرنے کی اجازت دے دی۔

گندم اور شکر کی طرح کپاس کی پیداوار بھی 32.7 فیصد سال بسال اضافے سے 9.4 ملین گانٹھوں تک پہنچ گئی جبکہ اس کا ہدف 10.5 ملین گانٹھیں تھا۔ کپاس کی رسد میں بڑے اضافے کے باوجود ٹیکسٹائل شعبے کی بڑھتی ہوئی برآمدات کے سبب ملک میں اس کی طلب بڑھ گئی۔ م س22ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے کپاس کی 824.8 ملین گانٹھیں درآمد کیں، یہ حجم گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت 55 فیصد زیادہ ہے۔ اس کے برعکس م س21ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے کپاس کی 532.1 ملین گانٹھیں درآمد کی تھیں۔

دھاتیں

گاڑیوں کے شعبے کی طلب اور مکاناتی شعبے میں معاشی سرگرمی کے پنپنے کے باعث لوہے، فولاد اور ان کے اسکریپ کی طلب بڑھ گئی۔ لوہے اور فولاد کی درآمد 80 فیصد اضافے سے 1.5 ارب ڈالر اور لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی درآمد 30.4 فیصد سال بسال اضافے سے 1.2 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔

[59] ماخذ: وزارتِ قومی غذائی تحفظ و تحقیق۔

خصوصی سیکشن: معاشی نمو اور ترقی میں تجارتی تنظیموں کا کردار

-پاکستان میں حرکیات کا تجزیہ

معاشی نمو اور ترقی کے لیے سرکاری و نجی اشتراک (پی پی ڈی) اہم ہے ، اس اشتراک میں نجی شعبے کی اجتماعی نمائندگی کے پیش نظر تجارتی تنظیموں (Trade Organisations) کا کردار اہم ہے ۔ کاروباری اصلاحات کا ایک لازمی عنصر شواہد پر مبنی پالیسی فعالیت ہے ۔ اس کے علاوہ ، تجارتی تنظیمیں اپنے ارکان کو مارکیٹ کی تکمیلی خدمات بھی فراہم کرتی ہیں جن سے حاصل ہونے والی آمدنی تجارتی تنظیموں کو مالی طور پر مستحکم بننے میں مدد دیتی ہے ۔ پاکستان میں تجارتی تنظیمیں مذکورہ بالا وجوہات کے ساتھ قائم کی گئیں ، اور اسی کے مطابق سرکاری شعبے کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں ۔ اس خصوصی سیکشن میں تجارتی تنظیموں کی بین الاقوامی بہترین روایات پر روشنی ڈالی گئی ہے ، بعدازاں سرکاری و نجی اشتراک کے نقطہ نظر سے پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی صورتِ حال ، اور ان کی طرف سے اپنے ارکان کو پیش کردہ خدمات کا ایک جائزہ لیا گیا ہے ۔ جزوی طور پر ایک سروے کی بنیاد پر ، کلیدی مشاہدات یہ ہیں کہ اگرچہ تجارتی تنظیمیں محدود انتظامات کے ذریعے سرکاری و نجی اشتراک میں مصروف ہیں ، ثبوت پر مبنی فعالیت کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان کی شراکت محدود ہے اور اپنے ارکان کے لیے ان کی خدمات کی حدود جامع نہیں ہیں۔آخراً ، خصوصی سیکشن میں وسیع پالیسی تجاویز پیش کی گئی ہیں اور اس حوالے سے غور و خوض کے لیے کچھ نکات اٹھائے گئے ہیں کہ تجارتی تنظیمیں پاکستان کی اقتصادی نمو اور ترقی میں اپنا حصہ کس طرح بڑھا سکتی ہیں ۔

خ 1.1 تعارف

اقتصادی نمو اور ترقیاتی تبدیلی کے لیے سرکاری اور نجی شعبوں کے درمیان اسٹریٹجک تعاون کی ضرورت ہوتی ہے، جس میں چیمبرز آف کامرس اور کاروباری انجمنیں (business associations)، یعنی تجارتی تنظیمیں، اجتماعی اقدام کے ذریعے ایک تعمیری کردار ادا کرتی ہیں۔[1] ابھرتی ہوئی معیشتوں، جیسے کہ 1980ء کی دہائی کے بعد والے مشرقی ایشیا، نیز ترقی یافتہ معیشتوں پر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری نجی اشتراک (public-private dialogue) سے موثر اقتصادی اور شعبہ جاتی پالیسیوں کی تشکیل میں مدد ملی ہے، پیداواری صلاحیت میں بہتری آئی ہے، مستقبل کی راہوں پر اتفاق رائے پیدا ہوا ہے، اور مصنوعات، مارکیٹوں، اور جدید حکمت عملیوں میں مسابقتی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ معروف عالمی مرکزی بینک (central banks) بھی زری پالیسی کے مختلف پہلوؤں پر تجارتی تنظیموں کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں۔[2]

حکومتوں کے لیے نجی شعبے کے ساتھ تعاون ضروری ہے کیونکہ نجی شعبے کو مارکیٹ کے اشاروں تک بہتر رسائی حاصل ہوتی ہے جن میں نفع یابی؛ کاروباری دورانیے؛ کاروباری پراسیس؛ عالمی مسابقت؛ مواقع اور چیلنجوں کی راہیں وغیرہ

[1] پاکستان ٹریڈ آرگنائزیشن ایکٹ 2013ء کے تحت چیمبرز اور ایسوسی ایشنز کو تجارتی تنظیمیں کہا جاتا ہے، جبکہ علمی کتابوں میں اکثر انہیں بزنس ممبر شپ آرگنائزیشن کہا جاتا ہے۔ اس خصوصی سیکشن میں عالمی اور مقامی چیمبرز اور ایسوسی ایشنز کو تجارتی تنظیمیں کہا گیا ہے۔

[2] E. Fernandez-Arias, C. Sabel, E. H. Stein, and A. Trejos (2016). *Two to Tango: Public-Private Collaboration for Productive Development Policies.* Washington, DC: Inter-American Development Bank; R. Doner and B.R. Schneider (2000). "*Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others.*" Business and Politics, Vol. 2, No. 3; D. Rodrik (2004). *Industrial Policy for 21st Century,* Special Publication for UNIDO. Cambridge, MA: Harvard University; Devlin R. (2014). *Towards Good Governance of Public Private Alliance Councils Supporting Industrial Policies in Latin America*, Inter-American Development Bank technical Note No. IDB-TN-615; and Cornick J. (2013). *The Organization of Public-Private Cooperation for Productive Development Policies.* IDB Working Paper Series, IDB-WP-437. Respective websites of central banks of Canada, Australia, New Zealand, and the US.

شامل ہیں۔ دوسری طرف سرکاری شعبے سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اصلاحات کی ضرورت کا اندازہ لگانے کا مناسب علم رکھتا ہو، اور مناسب پالیسی اقدام کی تشکیل کرتا ہو، کیونکہ بہت سی معلومات انفرادی فرموں کے پاس ہوتی ہیں۔[3]

سرکاری شعبے کو اقتصادی، صنعتی اور کاروباری پالیسیوں کی تشکیل، نفاذ، ردِ عمل جاننے، اور نئے سرے سے تشکیل کا مقصد پورا کرنے کے لیے بار بار نجی شعبے کو اپنے ساتھ ملانے کی ضرورت پڑتی ہے نجی شعبے کے ارکان مارکیٹ کے رجحانات اور اپنی ترجیحات کے بارے میں اپنی معلومات ظاہر کرتے ہیں، جسے سرکاری شعبہ توثیق کے بعد پالیسی کے دورانیے میں شامل کرتا ہے۔ چنانچہ سرکاری و نجی شعبے کے موثر اور باقاعدہ اشتراک سے پالیسی کی غیر یقینی کیفیت کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ تاہم، معمول کے تحت معلومات کا تبادلہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ایک ایسا باضابطہ طریقہ کار موجود ہو جہاں سرکاری اور نجی شعبے ایک دوسرے کے قریب ہوں۔[4]

نجی شعبے کے ساتھ اشتراک کرنے سے سرکاری شعبے کو مخصوص مفاد پرست عناصر سے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں جو ناجائز منافع خوری کے موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔[5] تاہم، یہ خطرات باضابطہ سرکاری نجی اشتراک کے بغیر بھی مخفی طور پر موجود ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ایک باضابطہ ادارہ جاتی فریم ورک کے ذریعے نجی شعبے کے ساتھ مل کر کام کرنے سے یہ خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

سرکاری نجی اشتراک کے لیے درست ادارہ جاتی طریقہ کار یہ ہے کہ ایسی تجارتی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کیا جائے جو اچھی نمائندگی رکھتی ہوں، خوب منظم ہوں اور فعال بھی ہوں، بجائے اس کے کہ چند انفرادی کاروباری اداروں کے ساتھ کھل کر یا خفیہ اشتراک کیا جائے۔ سرکاری نجی اشتراک کے ادارہ جاتی طریقے کے دیگر پہلو یہ ہیں کہ اس اشتراک میں مناسب سرکاری انکشاف کے ساتھ شفافیت رکھی جائے، اور ایسا طریقہ کار اپنایا جائے جس میں تجارتی تنظیموں کی پالیسی پیروکاری (advocacy) میں بھی ثبوت کو اسی طرح بنیادی حیثیت حاصل ہو، جیسا کہ سرکاری شعبے کی پالیسی سازی میں ہوتی ہے۔ ان پہلوؤں سے تعلیمی ادارے، مسابقتی تجارتی تنظیمیں، اور دیگر متعلقہ فریق اس پورے عمل کی نگرانی اور پڑتال کر سکیں گے۔[6، 7]

اس کی روشنی میں تجارتی تنظیموں کا کردار بہت اہم ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ اپنے متعلقہ حلقوں کے مفادات کی مناسب نمائندگی کرتی ہوں، مفت خوری کے مسئلے (free rider problem) سے بچنے کے لیے ان کی شرکت کافی ہو، اور سرکاری

---

[3] E. Fernandez-Arias, C. Sabel, E. H. Stein, A. Trejos (2016). *Two to Tango: Public-Private Collaboration for Productive Development Policies.* Washington, DC: Inter-American Development Bank Washington, DC: Inter-American Development Bank; D. Rodrik (2004). *Industrial Policy for 21st Century,* Special Publication for UNIDO. Cambridge, MA.: Harvard University.

[4] R. Hausmann, and D. Rodrik (2006). *Doomed to Choose: Industrial Policy as Predicament.* Paper prepared for Blue Sky seminar organized by the Center for International Development at Harvard University. Cambridge, MA: Harvard University. K. Sen and D. W. Te Velde (2009). "State Business Relations and Economic Growth in Sub-Saharan Africa." *The Journal of Development Studies,* 45:8, 1267-1283.

[5] A. Sinha (2005). "Understanding the Rise and Transformation of Business Collective Action in India" *Business and Politics:* Vol. 7: Iss. 2, Article 2.

[6] R. Doner and B.R. Schneider (2000). "*Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others.*" Business and Politics, Vol. 2, No. 3.

[7] اقتصادی اور کاروباری پالیسی کا جوہر ہمیشہ نتیجے میں نہیں ملتا بلکہ یہ عمل ہوتا ہے کیونکہ اس سے پالیسی کو قانونی حیثیت حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، غلط ادارہ جاتی ماحول میں بہترین پالیسی نافذ کی جائے تو یہ طویل مدت میں خاصی کم مفید ہوگی۔ اس کے مقابلے میں درست ادارہ جاتی ماحول میں دوسری بہترین پالیسی طویل مدت میں کافی مفید رہنے کا امکان ہے۔ ڈی روڈرک (2004)۔ 21ویں صدی کے لیے صنعتی پالیسی، یو این آئی ڈی او کے لیے خصوصی اشاعت۔ کیمبرج، ایم اے: ہارورڈ یونیورسٹی۔

نجی اشتراک میں موئثر حصہ لینے کے لیے وہ مالی لحاظ سے مستحکم ہوں۔[8] چنانچہ تجارتی تنظیموں کی ادارہ جاتی استعداد کے لیے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ اس کے ارکان، سرکاری نجی اشتراک، اور کامیاب پالیسی سازی کے مابین موئثر تعاون موجود ہو۔[9]

تجارتی تنظیمیں سرکاری نجی اشتراک اور سرکاری و نجی شراکت کے دیگر پہلوؤں مثلاً تجارتی میلوں کے اہتمام یا تجارتی لابیسٹ کی خدمات کے حصول کے علاوہ متعدد خدمات بھی اپنے ارکان کو پیش کرتی ہیں۔ ان خدمات میں نئی منڈیوں کی تلاش، لیبر کی تربیت، جدت طرازی کی حوصلہ افزائی، ثالثی کی فراہمی، معیار بندی (standardization) کو یقینی بنانا- اور برآمدات، کارگزاری اور پیداواریت کو بہتر بنانے والی، یا کاروباری ماحول میں بہتری لانے والی دیگر اجتماعی سرگرمیاں شامل ہیں۔ تجارتی تنظیموں کو سرکاری نجی اشتراک کی سرگرمیوں سے آمدنی حاصل نہیں ہوتی تاہم مذکورہ خدمات سے انہیں مالی طور پر مستحکم ہونے کا موقع ملتا ہے۔[10]

پاکستان میں بھی تجارتی تنظیموں کو سرکاری شعبے نے مختلف طریقوں سے اپنے ساتھ ملایا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر وزارتِ تجارت نے اسٹریٹجک ٹریڈ پالیسی فریم ورک 2018ء تا 2023ء کی تدوین کے لیے بعض تجارتی تنظیموں سے مشاورت کی۔ اسی وزارت نے ٹیکسٹائل سے تعلق رکھنے والی تجارتی تنظیموں سے پالیسی کے لیے کچھ تجاویز مانگی تھیں تاکہ کووڈ 19 کی ابتدائی لہروں کے دوران ٹیکسٹائل کی مسابقتی حیثیت کو بہتر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ ایف بی آر نے محاصل کے امور پر تجارتی تنظیموں سے مشاورت کی۔ منصوبہ بندی کمیشن بھی یہ سفارش کرتا ہے کہ تجارتی تنظیموں کے اشتراک سے ایس ایم ایز کے لیے قرضے کے پروگراموں تک رسائی پر عمل درآمد کیا جائے۔[11]

اسی طرح، تجارتی تنظیموں کی قیادت بھی متعدد سرکاری اداروں کے بورڈز میں بربنائے عہدہ شامل ہے، جیسے پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ، اور خصوصی اقصادی زونز کے لیے بورڈ برائے منظوری میں، جبکہ بین الاقوامی ڈونر ادارے بھی وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو دیے جانے والے اپنے ٹیکنکل سیکٹرل پالیسی تعاون کے

---

[8] R. Hausmann, and D. Rodrik (2006). *Doomed to Choose: Industrial Policy as Predicament.* Paper prepared for Blue Sky seminar organized by the Center for International Development at Harvard University. Cambridge, MA: Harvard University.

[9] E. Fernandez-Arias, C. Sabel, E. H. Stein, and A. Trejos (2016). *Two to Tango: Public-Private Collaboration for Productive Development Policies.* Washington, DC: Inter-American Development Bank; R. Doner and B.R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others" *Business and Politics*, Vol. 2, No. 3; K. Sen (2015). "State-Business Relations", Topic Guide. Birmingham, UK: GSDRC, University of Birmingham

[10] OECD (2018). "How can Private Sector Organisations Contribute to Economic Resilience in Fragile and Conflict-Affected Contexts in The Middle East and North Africa?". Background note for the MENA-OECD Economic Resilience Task Force. Paris: OECD; R. Doner and B.R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others." *Business and Politics*, Vol. 2, No. 3; M. Boleat (1996). "Trade Association Strategy & Management", Association of British Insurers.

[11] USAID (2018). "Pakistan Quarterly Trade Bulletin", Fourth Quarter Review FY18 & STPF Issue Volume 1, Issue 2. Washington D.C.: USAID. A. Khaver, et al (2021). "Using stakeholder dialogues for strengthening evidence use to inform government decision-making during COVID-19", SEDI Learning Brief 4. Strengthening Evidence Use for Development Impact, Oxford. London: UKaid. S.A.H. Shah (2018). "Framework for SME Sector Development in Pakistan", Planning Commission of Pakistan. MoC. Strategic Trade Policy Framework 2015-18. Islamabad: MoC. FBR press release, dated April 9, 2012 (www.fbr.gov.pk/pr/chairman-fbr-holds-meetings-with-oicci-fpcci/700/2012) یہ ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

سلسلے میں تجارتی تنظیموں کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔[12] اسٹیٹ بینک کی بینکنگ سروسز کارپوریشن نے متعدد تجارتی تنظیموں کے ساتھ شراکت میں ایک نئے طریقہ کار کے تحت کام کا آغاز کیا ہے جس میں آگاہی کے سیشنز کے علاوہ کاروباری اداروں اور اُن کے ملازمین کو سہولت دی جائے گی کہ وہ مختلف رعایتی قرضہ اسکیموں کے تحت قرضے کے لیے درخواستیں دیں۔[13]

پالیسی اصلاحات کے تجزیے اور پیروکاری کے لیے ابتدا میں بنائی گئی کمیٹیاں غیر فعال ہیں، اور ان آرگنائزیشنز کی قیادت میں اتفاقِ رائے کا فقدان ہے۔[15] یہ جاننے کے لیے کہ اِن امور کی موجودہ حالت اب کیا ہے، مطالعے ناپید ہیں، نہ ہی ایسی کیس اسٹڈیز موجود ہیں جو تجارتی تنظیموں کے روایتی کردار کے تحت پاکستان میں صفِ اول کی اِن آرگنائزیشنز کے کردار پر روشنی ڈال سکیں۔[16،17]

ان حقائق کی روشنی میں، اور اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ حکومت سرکاری نجی اشتراک کو بہتر بنانا چاہتی ہے،[14] اس خصوصی سیکشن کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی صورتِ حال کا تجزیہ کیا جائے، کہ آیا وہ سرکاری نجی اشتراک میں اور اس اشتراک کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ موثر طریقے سے شمولیت کی استعداد رکھتی ہیں یا نہیں، اور یہ کہ وہ اپنے ارکان کو کس نوعیت کی خدمات پیش کرتی ہیں۔

ایک مطالعہ جو 2010ء میں ہوا تھا یہ ثابت کرتا ہے کہ پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی ادارہ جاتی استعداد کمزور ہے اور ان کے عملے کی تجزیاتی صلاحیت ناقص ہے،

چنانچہ ایسے مطالعوں کی عدم موجودگی کے باعث یہ خصوصی سیکشن ملک کے بڑے شہروں، اور اشیا سازی اور خدمات کے کلیدی شعبوں میں، خصوصاً ٹیکسٹائل میں تجارتی تنظیموں کے نمائندوں کے ساتھ انٹرویو نما گفتگو (semi-structured interviews) کی مدد سے تیار کیا گیا ہے (**ضمیمہ اوّل**)۔ ان گفتگو کے لیے مواد ایک سروے سے تیار کیا گیا تھا جس کے سوالات اس طرح ترتیب دیے گئے تھے کہ تجارتی تنظیموں کے ادارہ جاتی امور، ان کی پیش کردہ خدمات، اور سرکاری نجی اشتراک کے طریقہ کار پر مشاہدات جمع کیے جا سکیں (**ضمیمہ دوم**)۔ چنانچہ متعلقہ فریقوں سے گفتگو سے حاصل شدہ جوابات سے کلیدی نتائج اخذ کیے گئے۔

---

[12] USAID (2013). "Pakistan Non-Agricultural Value Chain Assessment", Asia and the Middle East Economic Growth Best Practices Project. Washington D.C.: USAID; USAID (2018). "Pakistan Regional Economic Integration Activity (PREIA)", Monthly Progress Report, April 2018. Washington D.C.: USAID; World Bank (2017). "Boosting Pakistan's Export Competitiveness: Private Sector Perspectives", Proceedings from Round Table Meetings held in Islamabad, Peshawar, Karachi and Lahore September – November 2017. Washington D.C. World Bank

[13] اسٹیٹ بینک اور ملتان چیمبر نے ایک دوروزہ ایس ایم ای میلہ ملتان میں منعقد کیا (اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بتاریخ 26 جنوری 2022ء، جو اس لنک پر دستیاب ہے، اور جسے 19 مئی 2022ء کو دیکھا گیا (www.sbp.org.pk/press/2022/Pr-26-Jan-2022.pdf

[14] K. Ahmed, V. Ahmed, M. Arshad, S.A. Javed, A. Jillani, A. Khan, A.A. Khaver, U. Nadeem, A. Pellini, Q. Shah, L. Shaxon, A.Q. Suleri, and A. Zaidi (2021). "The Role Of Evidence In Policymaking In Pakistan: A Political Economy Analysis Report", Strengthening Evidence Use for Development Impact. London: UKaid

[15] A. Salman (2010). *Trade Bodies in Pakistan: Trends, Challenges and Opportunities.* A Diagnostic Study by Centre for International Private Enterprise (CIPE). Karachi: CIPE Pakistan

[16] مثال کے طور پر، لاہور چیمبر ثالثی کی خدمات فراہم کرتا ہے، کراچی چیمبر "مائی کراچی" کے نام سے بزنس ٹو بزنس ایونٹ کا انعقاد کرتا ہے، اور سیالکوٹ چیمبر نے اپنے ارکان کی مدد سے ڈرائی پورٹ اور ایک ہوائی اڈے کے قیام کی کامیابی سے قیادت کی ہے۔ تاہم، ان سرگرمیوں کے اثرات کا تجزیہ شائع شدہ تحقیق کی شکل میں موجود نہیں ہے، اور نہ ہی ایسی کوششوں کی کیس اسٹڈیز موجود ہیں۔

[17] تجارتی تنظیموں کے تعاون کی منفرد نوعیت کے پیشِ نظر تشخیصی مطالعات اور اثرات کے تجزیے کی کیس اسٹڈیز اہم ہیں، کیونکہ یہ تعاون طویل عرصے کے دوران ظاہر ہوتا ہے جو اکثر اہم پیش رفت کے درمیان پرسکون وقفوں کے دوران مدھم اور غائب ہو جاتا ہے۔ یہ کامیابیاں پالیسی کی پیروکاری کے ذریعے حاصل کردہ قانون سازی ہو سکتی ہیں، یا نئی منڈیاں تلاش کی گئی ہوں یا تجارتی تنظیموں کی مالی اعانت سے کی گئی تحقیق کے ذریعے کسی ایجاد کو پیٹنٹ کیا گیا ہو۔

جدول خ1.1 مختلف تجارتی تنظیموں کی جانب سے پیش کردہ زمرہ بندی، خصوصیات اور خدمات

تجارتی تنظیمیں

- غیر نفع بخش تنظیمیں
- اپنے ارکان کے فیصلوں سے جمہوری طریقے سے رہنمائی لینے والی
- سرگرمیوں کے اخراجات رکنیت کی فیسوں، خدمات کے معاوضے، رضاکارانہ گرانٹس، اور سرکاری زراعانت سے پورے کرنے والی

	مشترک خصوصیات	پیش کردہ خدمات	اقسام
کاروباری تنظیمیں	• مخصوص صنعتوں پر توجہ مرکوز، حجم میں یکسانیت • رکنیت یا سرگرمیوں کا ملتا جلتا ڈھانچہ • مساوی مفادات اور ملتے جلتے مسائل اور ضروریات	• ثالثی • صنعت کے معیارات کا تعین • ثبوت پر مبنی پالیسی پیروکاری • کوالٹی کا درجہ بڑھانا، تربیت اور مشاورت • تجارت کا فروغ، تجارتی میلے • رابطہ سازی • مارکیٹنگ ریسرچ میں سہولت دینا	• تجارتی یا صنعتی تنظیمیں • چھوٹے پیمانے کی انٹرپرائزز ایسوسی ایشنز • خواتین کی تنظیمیں • مالکان کی تنظیمیں • دو ملکی تنظیمیں
ایوان ہائے تجارت	• ایک مخصوص جغرافیائی خطے کے کاروباری مفادات کی نمائندگی • رکنیت یا سرگرمیوں کا ملا جلا ڈھانچہ • حکومت کی طرف سے سونپے گئے فرائض کی ادائیگی	• حکومت کی طرف سے سونپے گئے فرائض • ثالثی کے لیے عدالتیں • بنیادی معلومات کی خدمات • پالیسی ریسرچ اور سروے • رابطہ سازی • مقامی اقتصادی ترقی	• علاقائی چیمبرز • بین الاقوامی چیمبرز • کثیر طرفہ چیمبرز • شہری چیمبرز • ملکی چیمبرز

ماخذ: عالمی بینک (2005ء)۔ "Building the Capacity of Business Membership Organizations, Guiding Principles for Project Managers"، اشاعت دوم

خصوصی سیکشن کی ترتیب یہ ہے۔ سیکشن خ1.2 تجارتی تنظیموں کی اہم خصوصیات پر روشنی ڈالتا ہے اور مثالوں سے یہ بتاتا ہے کہ تجارتی تنظیمیں معاشی نمو اور ترقی میں کس طرح کردار ادا کرتی ہیں۔ سیکشن خ1.3 پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی مختصر تاریخ اور ساخت بیان کرتا ہے۔ اس میں ملکی تجارتی تنظیموں کی صورتِ حال پر بھی بحث کی گئی ہے جس کا بنیادی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی ادارہ جاتی استعداد سرکاری نجی اشتراک میں شمولیت کے اعتبار سے کمزور ہے۔ نیز، بعض مستثنیات کو چھوڑ کر، وہ وسائل کو مجتمع کرتی ہیں یا خدمات پیش کرتی ہیں جس سے برآمدات، سرمایہ کاری، پیداواریت، اور کاروباری ماحول کو بہتر کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ مشاہدہ ٹیکسٹائل شعبے میں بھی نمایاں ہے جس پر سیکشن خ1.4 میں بحث کی گئی ہے۔ آخری سیکشن خ1.5 میں حرکیات کو بہتر بنانے کی سفارشات دی گئی ہیں اور سوچ بچار کے لیے پالیسی سوالات اٹھائے گئے ہیں تاکہ پاکستان میں تجارتی تنظیموں کو مستحکم بنایا جائے۔

خ1.2 تجارتی تنظیموں کی خصوصیات اور معاشی اثرات کی مثالیں

تجارتی تنظیموں کو غیر نفع بخش اور جمہوری طریقے سے چلائے جانے والے ادارے کہا جاسکتا ہے جن کی تشکیل اور مالی انتظام کاروباری شخصیات اور کمپنیاں کرتی ہیں اور

اس کا مقصد اپنے ارکان کے کاروباری مفادات کو فروغ دینا اور ان کے ساتھ معاونت کرنا ہوتا ہے۔ اگرچہ تجارتی تنظیموں کے اہداف، مقاصد اور وظائف مختلف ہوتے ہیں تاہم انہیں دو بڑے زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: کاروباری تنظیمیں، اور ایوان ہائے تجارت (chambers of commerce)۔

کاروباری تنظیمیں ایک جیسی صنعت والے کاروباری اداروں اور یکساں حجم والی فرموں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ تنظیموں کے مقاصد کی بنیاد پر ان کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر تجارتی / صنعتی تنظیمیں تجارتی یا صنعتی شعبے کے مفادات کی نمائندگی کرتی ہیں اور وہ پالیسی کی پیروکاری، معیار کا درجہ بڑھانے، مصنوعات کی معیار بندی وغیرہ میں فعال طور پر حصہ لیتی ہیں۔ اسی طرح چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں (ایس ایم ای) کی تنظیمیں قرضوں، مشاورت، تربیت اور/یا گروپ مارکیٹنگ کے طریقوں تک رسائی میں ان اداروں کی مدد کرتی ہیں۔[18]

ایوان ہائے تجارت اپنی نوعیت کے اعتبار سے زیادہ جامع ہوتے ہیں اور متنوّع شعبہ جاتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے کاروباری اداروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان ایوانوں کا مقصد زیادہ وسیع ہوتا ہے جیسے سازگار کاروباری ماحول کو فروغ دینے کے لیے مختلف بین الشعبہ چیلنجوں پر تحقیق اور پیروکاری، ہم آہنگ سرمایہ کاروں کی تلاش، بیرونی تجارت، ثالثی اور مشاورت (**جدول خ 1.1**)۔

ممالک ترقی پذیر ہوں یا ترقی یافتہ تجارتی تنظیموں کے یہ دونوں زمرے ان کی اقتصادی نمو اور ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ جو مختلف اقدامات کرتی ہیں انہیں سرگرمیوں کے دو وسیع مجموعوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: (الف) منڈی میں معاونت کی خدمات، اور (ب) منڈی کی تکمیلی (complementing) خدمات۔[19]

منڈی میں معاونت کی خدمات کے ذریعے تجارتی تنظیمیں تمام فرموں کو اشیائے عامہ، مستحکم ملکیتی حقوق، موثر سرکاری انتظام، اور انفرااسٹرکچر کی فراہمی یقینی بناتی ہیں۔ اسے بذریعہ سرکاری نجی اشتراک ثبوت پر مبنی پالیسی پیروکاری، اصلاحات کے عمل میں شرکت کرکے، اور سرکاری اداروں کے ساتھ اشتراک کی دیگر اقسام سے حاصل کیا جاتا ہے۔

منڈی کی تکمیلی خدمات سے تجارتی تنظیمیں منڈی کے نقائص کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہیں جس کے لیے وہ رکن فرموں کے درمیان روابط کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں تاکہ معاشی اصلاحات لانے میں مدد دی جائے، کسی ویلیو چین میں باہم منحصر (interdependent) پیداوار اور سرمایہ کاری کے فیصلوں کو منضبط کیا جائے، اطلاعات کی لاگت کو کم کیا جائے، صنعت کے معیارات طے کیے جائیں، اور معیار کو بہتر بنانے کو فروغ دیا جائے۔

تجارتی تنظیمیں کسی سروس فرم کی طرح بھی کام کرتی ہیں تاکہ انفرااسٹرکچر کے، اور رکن کمپنیوں کی جانب سے لی جانے والی مختلف خدمات کے اخراجات کم کیے جائیں۔ یہ خوبی خاص طور پر اس وقت مفید ثابت ہوتی ہے جب رکن فرمیں انفرادی طور پر اتنی بڑی نہ ہوں کہ خود اپنا انفرااسٹرکچر بنا سکیں یا خدمات خود خرید سکیں۔ **باکس خ 1.1** میں ان وظائف کو مختصراً بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ مختلف ملکوں میں تجارتی تنظیموں نے یہ سرگرمیاں انجام دے کر اقتصادی ترقی کے عمل میں کس طرح مدد دی ہے۔

دو شرائط سے تجارتی تنظیموں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے: (الف) ریاست کا نظم وضبط، اور (ب) پابندیاں ہٹانا اور منڈیوں میں مسابقت کا بڑھنا، یا کوئی دھچکا پہنچنا جیسے تحفظ پسندی (protectionism) کا خاتمہ ہونا۔ اوّل الذکر قانون سازی اور بیوروکریسی کی استعداد پر منحصر ہے، جبکہ موخر الذکر سے تجارتی تنظیموں کو مہمیز ملتی ہے کہ وہ منڈی کو اپنی معاونت دینے کی اور منڈی کی تکمیل کرنے کی

---

[18] D. McCormick, Winnie Mitullah and M. Kinyanjui (2003). *How to Collaborate: Associations and Other Community Based Organisations among Kenyan Micro and Small-Scale Enterprises.* Occasional Paper 70, Institute for Development Studies. Nairobi: Institute for Development Studies, University of Nairobi

[19] R. Doner and B.R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others." *Business and Politics,* Vol. 2, No. 3.

خدمات میں اضافہ کریں۔ مثال کے طور پر کاروباری آزادروی کے بعد میکسیکو کے جو تا سازوں کی تنظیموں نے پیمائشوں کو یکساں بنانے پر سپلائرز کے ساتھ اشتراک کیا کیونکہ اس خامی کی بنا پر اس صنعت کی نمو کے امکانات متاثر ہو رہے تھے۔ اسی طرح لندن کی مارکیٹ سے مسابقت کے لیے نیوزی لینڈ کے منقسم بروکروں نے ایک وول بروکرز ایسوسی ایشن بنائی تا کہ نیلامی کا طریقہ کار معیاری بنایا جائے اور بیمہ، گودام، آن بورڈنگ وغیرہ جیسے مسائل کو حل کیا جائے۔ اسی طرح نائجیریا میں 1980ء کے عشرے میں اقتصادی آزاد روی سے پہلے تجارتی تنظیمیں غیر فعال تھیں، تاہم اس کے بعد نائجیریا کے اشیا سازوں کی تنظیم اور کانو کا ایوانِ تجارت فعال ہو گیا، معیشت کی کیفیت کا جائزہ لینے اور پالیسی اصلاحات کی پیروکاری کے لیے تحقیقی دفاتر قائم کیے گئے، جیسے اینٹی ڈمپنگ پر تحقیق، انہوں نے اپنی ادارہ جاتی استعداد میں اضافہ کیا، اور اپنی کوششوں کو دستاویزی صورت دینے کے لیے اضافی رقوم بھی جمع کیں۔[20]

باکس خ 1.1: تجارتی تنظیموں کی جانب سے مارکیٹ کی معاون اور مارکیٹ کی تکمیلی خدمات

اقتصادی نمو و ترقی اور تجارتی تنظیموں کی جانب سے مارکیٹ کی معاون اور مارکیٹ کی تکمیلی خدمات کے مابین علّت اور معلول کا ربط ثابت کرنا ایک ہمت آزما کام ہے کیونکہ معاشی اصلاح یا نمو کے مختصر ادوار کے وقت ان تنظیموں کی خدمات کی موجودگی اور ترقی ہونا سببیت (causality) کا کافی ثبوت نہیں ہے۔[الف] تاہم ذیل کی مثالوں میں ایسے چند طریقے اور ذرائع بتائے گئے ہیں کہ تجارتی تنظیمیں کس طرح اقتصادی نمو اور ترقی میں اپنا حصہ ادا کرتی ہیں۔

ملک اور کاروبار کے مؤثر تعلقات: اقتصادی ترقی کے عمل کا معاون یہ ایک اہم کردار ہے جس کا تعلق سرکاری پالیسی کے مختلف پہلوؤں سے ہے خواہ وہ تجارت اور صنعتی ترقی ہو یا محصول کاری اور سرکاری اخراجات۔ Sen اور Velde (2009) نے صحرائے اعظم کے ذیلی 19 افریقی ملکوں میں ملک اور کاروبار کے مؤثر تعلقات کے اقتصادی نمو پر مثبت اثرات کو دستاویزی صورت دیتے ہوئے اس کے اہم اسباب یہ بتائے ہیں: ہمہ گیر کاروباری انجمنیں اور باضابطہ سرکاری و نجی اشتراک قائم کرنے سے ادارہ جاتی بہتر تعلقات۔[ب]

ایک مثال کویت کی ہے جہاں کے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے سرکاری اور نجی شعبے کے مابین اختلافات دور کرنے میں مدد دی۔ چیمبر نے کویت عراق جنگ کے بعد قرضوں کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے کویت کے مرکزی بینک کے ساتھ مل کر کمرشل بینکوں کے لیے ایک منصوبہ بنایا اور اس پر عمل درآمد کرایا۔ بیل آؤٹ پیکیج کے بعد چیمبر نے غیر فعال قرضوں پر بحث کا آغاز کیا اور حکام پر دباؤ ڈالا کہ مالی اصلاحات کریں۔ کویت نے بالآخر 1995ء میں قانون سازی کی جس سے قرضوں کے بحران پر قابو پایا گیا، مالی اصلاحات ہوئیں اور نجکاری کا عمل ہوا۔[ج]

صنعتی پالیسیوں پر عمل درآمد: جنوبی کوریا میں 1960ء اور 1970ء کے دوران جو صنعت کاری ہوئی وہ حکومت کی طرف سے اہداف (جیسے برآمداتی اہداف) کے حصول میں تجارتی تنظیموں کو پالیسی کے نفاذ میں مددگار کے طور پر ساتھ ملانے کی ایک عمدہ مثال ہے جس میں کوریا چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (کے سی سی آئی) نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اِس وقت کے سی سی آئی حکومت اور کاروباری اداروں کے مابین وساطت کا فریضہ انجام دے رہا ہے، جس میں وہ ثبوت پر مبنی پیروکاری کی رہنمائی کرتا ہے، جیسے اقتصادی تشخیص انجام دینا، کاروباری اداروں کی صورتِ حال اور آرا پر سروے کا انعقاد، اور اہم سرکاری پلیٹ فارموں میں شرکت کر کے کاروباری شعبے کی نمائندگی کرنا۔ چیمبر اصلاحات کے لیے روڈمیپ بھی بناتا ہے اور حکومت اور قومی اسمبلی کو سفارشات بھی پیش کرتا ہے۔ کے سی سی آئی اور قومی مسابقت پر صدارتی کونسل نے 2008ء میں ایک ڈی ریگولیٹری مشترکہ ٹاسک فورس بنائی جس کا کام میدان میں آکر کاروبار کے حوالے سے مسائل تلاش کرنا اور متعلقہ سرکاری حکام کی مشاورت سے ان کا حل تحریری صورت میں پیش کرنا تھا۔[د]

---

[20] R. Doner and B.R. Schneider (2000). "*Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others.*" Business and Politics, Vol. 2, No. 3. S. Ville (2007). "*Rent seeking or market strengthening? Industry Associations in New Zealand Wool Broking*", University of Wollongong. A. Olukoshi (1996). "*Economic crisis, structural adjustment and the coping strategies of manufacturers in Kano, Nigeria,*" United Nations Research Institute for Social Research. DP77. J Lucas (1994). "*The State, Civil Society and Regional Elites: A Study of Three Associations in Kano, Nigeria*". African Affairs Vol. 93, No. 370 (January., 1994), pp. 21-38

ثالثی: تجارتی تنظیمیں کاروباری تنازعات کا تصفیہ عدالت سے باہر ہی کرانے کی خدمات بھی روایتی طور پر پیش کرتی ہیں جس میں وہ صلح صفائی اور ثالثی کراتی ہیں۔ ثالثی تنازعات حل کرنے کا نسبتاً سستا طریقہ ہے اور اس میں زیادہ وقت بھی ضائع نہیں ہوتا۔ فریقین خصوصی مہارت اور تکنیکی معلومات کے حامل ثالثوں کو اپنی طرف سے مقرر کرتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بہت سے چیمبرز تنازعات کا ملکی اور ساتھ ساتھ بین الاقوامی فریقوں کے لیے بھی ثالثی کی خدمات پیش کرتے ہیں۔ ان میں فیڈریشن آف انڈین چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری، بنگلہ دیش چیمبرز آف کامرس، چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری آف رومانیہ، اوسلو چیمبرز آف کامرس، چیمبرز آف کامرس آف میلان، اور کئی دیگر شامل ہیں۔ [ہ]

آسٹریا کے فیڈرل اکنامک چیمبر نے 1975ء میں ویانا انٹرنیشنل آربٹرل سنٹر اپنے ایک شعبے کے طور پر بنایا۔ آج یہ ادارہ یورپ کے سرفہرست ٹربیونل انسٹی ٹیوشنز میں سے ہے، اور بین الاقوامی ثالثی کے سات سرِفہرست اداروں میں سے ایک ہے۔ یہ اپنی تحقیق آسٹریا کے اور دیگر ملکوں کے لا اسکولوں کے ساتھ شیئر بھی کرتا ہے۔ [و]

حقوقِ املاکِ دانش کی فراہمی: حقوقِ املاکِ دانش کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے پیشِ نظر تجارتی تنظیمیں، بالخصوص چیمبرز آف کامرس ان حقوق کے بارے میں اپنے ارکان کو معاون خدمات کی فراہمی میں پہلے سے زیادہ فعال ہو چکے ہیں۔ بہت سے ملکوں مثلاً جرمنی، ارجنٹینا، آسٹریا، فن لینڈ، فرانس، آئرلینڈ، بھارت، روس، اور متحدہ عرب امارات میں تجارتی تنظیمیں اپنے ارکان کو حقوقِ املاکِ دانش کی سہولتیں دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایف آئی سی سی آئی نے ایک متعلقہ ڈویژن بنایا ہے تاکہ ان مسائل پر کاروباری تفکرات کو دور کیا جائے۔ مزید یہ کہ ایف آئی سی سی آئی نے اس موضوع کے ٹولز اور ٹیکنالوجیز میں نہایت چھوٹی، چھوٹی اور اوسط انٹرپرائزز سے تعاون کے لیے انٹیلکچوئل پراپرٹی فیسی لٹیشن سنٹر بنایا ہے۔ [ز]

ثبوت پر مبنی پالیسی سازی کا فروغ: رومانیہ میں آئی سی ٹی سے تعلق رکھنے والی صفِ اول کی پانچ کاروباری تنظیموں نے ایک اتحاد 'ٹیک 21 کولیشن' تشکیل دیا جس نے اصلاحاتی ترجیحات اور سلوشنز کے ساتھ ایک بزنس ایجنڈا تیار کیا، قانون سازی کی مخصوص اصلاحاتی تجاویز پر عوامی سماعت کا انعقاد کیا، اور سرکاری پالیسیوں کے ڈیزائن پر رومانیہ کے سرکاری حکام کو مشاورت فراہم کی تاکہ اس صنعت کو زیادہ مسابقتی بنایا جائے۔ رومانیہ کی آئی سی ٹی وزارت اور آئی سی ٹی کمیشن نے پارلیمنٹ میں اس کولیشن کے ساتھ ایک مکالمے کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں کئی اہم اصلاحات ہوئیں۔ اہم اصلاحات یہ تھیں: رومانیہ کی آئی سی ٹی صنعت سے ذہانت کے انخلا (brain drain) کو روکنے کے لیے سافٹ ویئر ڈیولپرز کے معاوضوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ کرنا، لیزنگ کی قانون سازی میں ترمیم تاکہ تمام صنعتوں کو سافٹ ویئر کے حصول کی ترغیب ملے، ٹیکنالوجی پارکس کا قیام اور کاروباری اداروں کے لیے 'برقی دستخط' (e-signature) کے قانون کا اطلاق۔ چنانچہ رومانیہ کا آئی سی ٹی شعبہ مشرقی یورپ کی بہترین اور مسابقتی صنعت میں شامل ہو گیا۔ [ح]

تحقیق و ترقی اور جدت طرازی میں تعاون: موثر سرکاری و نجی اشتراک کے لیے تجارتی تنظیمیں مختلف اقتصادی اور کاروباری معاملات پر تحقیق کرتی ہیں جن کے نتائج کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں، جیسے کاروباری اور معاشی منظرنامے کے سروے، اقتصادی اپ ڈیٹس، کسی شعبے پر گہری تحقیق اور رپورٹس۔ تجارتی تنظیمیں اپنے ارکان کو کسی مخصوص صنعت اور مارکیٹ پر تحقیقی خدمات بھی پیش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ جدت طرازی اور ٹیکنالوجی اپنانے کا عمل سہل بناتی ہیں۔ مثال کے طور پر بارسلونا چیمبر آف کامرس نے 'نالج انوویشن مارکیٹ' انسٹی ٹیوٹ بنایا ہے جو کمپنیوں کی ٹیکنالوجی کی قدر پیمائی کر کے جدت طرازی کو فروغ دیتا ہے، ٹیکنالوجی منتقل کرتا ہے، ٹیکنالوجی ڈیولپمنٹ اور اس پر عمل درآمد کے تجارتی طور پر قابلِ عمل ہونے کی رپورٹ بناتا ہے، اور ٹیکنالوجی کی پروٹوٹائپنگ کرتا ہے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ جامعات، تحقیقی مراکز، ٹیکنالوجی پارکس، سرکاری انتظامیہ کے ساتھ اشتراک بھی کرتا ہے، اور نئی سائنسی ٹیکنالوجی کا علم بھی پہنچاتی ہے۔ [ط]

اسی طرح، ملائشیا کی گاڑی سازی کی صنعت کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں ملائشیا کی آٹوموٹیو کمپونٹ پارٹس مینوفیکچررز ایسوسی ایشن نے اس صنعت پر زور دیا کہ وہ لازمی ڈیلیشن پروگرام اپنائے جس سے گاڑیوں کے مقامی ساختہ پرزوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی ہوئی اور درآمدات محدود رہیں۔ بعد ازاں اس ایسوسی ایشن نے اپنی توجہ مقامی صنعت کی ترقی سے ٹیکنالوجی کے فروغ کی طرف منتقل کر لی۔ [ی]

معیار بندی اور ضابطہء عمل: بعض تجارتی تنظیمیں صنعت کے معیارات اور ضوابط کا مسودہ تیار کرتی ہیں تا کہ صنعت حکومت کے ساتھ اشتراک کرتے ہوئے اس کی لازمی پابندی کرے۔ کچھ تجارتی تنظیمیں معیارات کی آزمائش اور ان کی تصدیق کرنے والے ادارے بناتی ہیں۔ مثال کے طور پر فارماسوٹیکل مینوفیکچررز ایسوسی ایشن آف کینیڈا نے فارماسوٹیکل ایڈورٹائزنگ ایڈوائزری بورڈ بنا کر اور مارکیٹنگ کے اپنے طریقوں کو استعمال کر کے یہ ذمہ داری اٹھائی کہ وہ ایتھکل ڈرگس کے اشتہاروں کے ضوابط تیار کرے گی۔[ک]

اسی طرح یہ بات ظاہر ہے کہ چاول اور کافی جیسی بنیادی غذائی چیزیں جب برآمد کی جائیں تو محض ایک سپلائر کی طرف سے کم از کم معیارات کی خلاف ورزی کی صورت میں اس برآمدی منڈی میں پورے ملک کے تیار کنندگان کی ساکھ تباہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ تجارتی تنظیمیں مقامی پیداوار کی معیار بندی کو یقینی بنانے کے لیے متحد ہو گئیں۔ مثال کے طور پر 1950ء کی دہائی میں تھائی لینڈ کے بورڈ آف ٹریڈ نے، جو زرعی برآمد کنندگان کی سرِ فہرست تنظیم تھی، چاول برآمد کرنے والے اپنے ارکان کو منظم کیا کہ وہ اپنی مصنوعات کے معیارات تشکیل دیں اور ان کی مکمل پابندی کریں، جس کے بعد تھائی حکومت نے برآمدی لائسنس صرف اُن ارکان کو دیے جن کا اس تنظیم سے تعلق تھا اور جو ان معیاروں کی پابندی کرتے تھے۔ کولمبیا میں کاشت کاروں کی ایک تنظیم نیشنل فیڈریشن آف کافی گروورز آف کولمبیا نے لیبل سازی کے متعدد پروٹوکول تیار کیے تا کہ کافی کی مختلف اقسام میں فرق کیا جا سکے، اور درست لیبلنگ کو یقینی بنایا۔[ل]

لیبر کی تربیت اور کارکنوں کی ہنرمندی میں اضافہ: تجارتی تنظیمیں متحرک صنعتی ضروریات کے مطابق انسانی وسائل کی مہارتوں کی تشکیل اور ان میں اضافے کے لیے تکنیکی اور روایتی اداروں اور صنعت کے ساتھ بھی اشتراک کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر تھائی لینڈ میں ”تھائی امبیڈڈ سسٹمز ایسوسی ایشن“، جو کارپوریٹ اور انفرادی ڈویلپرز اور امبیڈڈ کمپیوٹنگ ٹیکنالوجی کے سرکاری اور نجی صارفین کے مابین ربط پیدا کرتی ہے، یونیورسٹی کے طلبا کو آٹوموٹیو اجزا کے لیے سافٹ ویئر سسٹم بنانے کی تربیت دیتی ہے۔[م] اسی طرح ملائشین ربر پراڈکٹس مینوفیکچررز ایسوسی ایشن مقامی یونیورسٹیوں کے ساتھ مل کر ربڑ کی پیداوار کے مختلف پہلوؤں جیسے کہ مرکب سازی، اخراج، انجکشن مولڈنگ وغیرہ پر مزدوروں کو تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیتی کورسز کراتی ہے۔[ن]

حوالہ جات:

[الف] B. Herzberg and L. Sisombat (2016). *State of Play— Public-Private Dialogue. Public-Private Dialogue (PPD)*. Practical Note Series. Washington DC: World Bank

[ب] K. Sen (2015). *State-Business Relations: Topic Guide*. GSDRC International Development Department, University of Birmingham: U.K.; K. Sen and D. W. T. Velde (2009). "State Business Relations and Economic Growth in Sub-Saharan Africa", *Journal of Development Studies*, Vol. 45(8) pp. 1267-1283.

[ج] P. W. Moore (2001). "What Makes Successful Business Lobbies? Business Associations and the Rentier State in Jordan and Kuwait", *Comparative Politics*, Vol. 33(2) pp. 127-147

[د] Source: International Chamber of Commerce Case Studies, available at www.iccwbo.org/chamber-services/chamber-resources/chamber-case-studies-library/#1486743201254-492800dd-d6c1 accessed on 19 May, 2022); Korean Chamber of Commerce and Industry, available at www.english.korcham.net/nChamEng/Service/About/appl/03.asp accessed on 19 May, 2022. ; Korean Development Institute (2016). *Strategies for Effective Implementation of Second Growth and Transformation Plan (GTP 2)*. Senior Policy Dialogue and Final Reporting Workshop. Seoul: Korean Development Institute

[ہ] Source: (www.international-arbitration-attorney.com/arbitral-institutions-and-arbitration-courts/ accessed on 19 May, 2022)

[و] Source: Vienna International Arbitral Centre, available at www.viac.eu accessed on 19 May, 2022.

[ز] ICC and WIPO (2011). *Handbook for Chamber of Commerce and Business for Setting up Intellectual Property Services.* Paris: ICC and Geneva: WIPO

[ح] K. Frauscher and C. Bulat (2009). *The power of business advocacy and ICT reforms.* The Business and Development Discussion Papers. Paper No. 10. Washington DC: World Bank

[ط] Source: Knowledge Innovation Market Barcelona, available at www.kimglobal.com/en/kimbcn/ accessed on 19 May, 2022.

[ی] ILO (2016). *Analysis of the Economic Development Role of Sectorial Business Associations: In the Rubber, Electronics and Electrical and Automotive Sectors in Malaysia, Thailand and Viet Nam.* Working Paper Series 16. Geneva: ILO

[ک] W. Coleman and W. Grant (1984). "A Comparison of Organizational Development in Britain and Canada", *Journal of Public Policy*, Vol. 4(3) pp. 209–235.

[ل] R. Doner and B. R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others", *Business and Politics,* Vol. 2(3) pp. 261-288

[م] P. Intarakumnerd, P. Chairatana and P. Chaiyanajit (2015). "Global Production Networks and Host-Site Industrial Upgrading: The case of the semiconductor in Thailand", *Asia Pacific Business Review,* Vol. 22(2) pp. 289-306.

[ن] ILO (2016). *Analysis of the Economic Development Role of Sectorial Business Associations: In the Rubber, Electronics and Electrical and Automotive Sectors in Malaysia, Thailand and Viet Nam.* Working Paper Series 16. Geneva: ILO

خ1.3 پاکستان میں تجارتی تنظیمیں

جیسا کہ خ 1.1 میں بحث ہو چکی، پاکستان میں تجارتی تنظیمیں سرکاری نجی اشتراک میں شامل ہیں۔ بعض تجارتی تنظیمیں کاروباری طبقے کے مفادات کو بھی آگے بڑھاتی ہیں اور ملک کے لیے مطلوبہ معاشی ثمرات کے حصول میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ اس کی ایک مثال سرجیکل انسٹرومنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کی وہ کوششیں ہیں جو اس نے 1994ء میں امریکی محکمہ خوراک و دوا (ایف ڈی اے) کی طرف سے پاکستان ساختہ آلاتِ جراحی کی درآمد پر پابندیوں کے جواب میں کیں۔ اس ایسوسی ایشن نے حکومت کے تعاون سے معیار کی ضمانت کی ایک امریکی فرم کی خدمات حاصل کیں تاکہ آلاتِ جراحی بنانے والے ملکی اداروں کو تکنیکی تربیت دی جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنوری 1997ء تک 75 ملکی فرموں نے ایف ڈی اے سے تصدیق حاصل کرلی چنانچہ انہیں اپنی برآمدات امریکہ بھیجنے کی اجازت مل گئی۔[21]

ملکی تجارتی تنظیموں کی طرف سے نجی شعبے کے مفاد کے لیے مثبت کردار ادا کرنے کی دیگر کئی مثالیں موجود ہیں جن میں پیروکاری کے طریقے اپنائے گئے اور دوطرفہ کاروباری مواقع (بی ٹو بی) کو سہولت دی گئی۔ تاہم مثال کے طور پر تحقیق اور ترقی، ثبوت پر مبنی پالیسی پیروکاری، تنازعات کے متبادل حل کے (اے ڈی آر) طریقوں، اور ارکان کے مشترک فائدے کے لیے وسائل کو مجتمع کرنا جیسے شعبوں میں تجارتی تنظیمیں بہترین عالمی روایات سے پیچھے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ پیشہ ورعملے، اور

[21] K. Nadvi (1999). "Collective Efficiency and Collective Failure: The Response of the Sialkot Surgical Instrument Cluster to Global Quality Pressures", *World Development,* Vol. 27, No. 9, pp. 1605-1626.

بعض صورتوں میں، مالی وسائل کی کمی ہے۔ ان مسائل کے پھیلاؤ کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ملکی تجارتی تنظیموں کے ادارہ جاتی ڈھانچے کو سمجھا جائے۔

ضوابطی اور ادارہ جاتی ڈھانچہ

پاکستان میں آزادی سے قبل بھی تجارتی تنظیمیں موجود تھیں۔ اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، جسے پہلے کراچی چیمبر آف کامرس کہا جاتا تھا، 1960ء میں بنا تھا۔ لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری بھی 1923ء میں قائم ہوا تھا، اُس وقت اس کا نام نادرن انڈین چیمبر آف کامرس تھا۔[22] تاہم پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی نگرانی اور ان کے لیے ضوابط سازی کی غرض سے اولین قانون سازی 1961ء کا تجارتی تنظیموں کا آرڈیننس (ٹی او او) تھا۔

تاہم چونکہ ٹی او او 1961ء ضابطہ ساز ادارے کے کردار کو محدود نہیں کرتا، اور چونکہ لائسنس کے اور قدر پیمائی کے طریقہ کار میں ایک خلا موجود تھا اس لیے حکومت نے 2006ء میں ایک کمیٹی بنائی جس کو تجارتی تنظیموں کے قانونی منظرنامے کی تشکیلِ نو کا کام سونپا گیا۔ کمیٹی نے بتایا کہ تجارتی تنظیموں نے تجارت اور صنعت پر پالیسی رہنمائی دینے کے لیے تھنک ٹینک کی طرح کام نہیں کیا۔ چونکہ پیشہ ورانہ انتظامی صلاحیتوں کا فقدان تھا اس لیے پالیسی معاملات پر اچھی طرح تحقیق کے بعد آرا پیش کرنے کی اُن کی استعداد بھی محدود تھی۔ رپورٹ میں زور دے کر کہا گیا کہ تجارتی تنظیموں کے موثر طور پر کام کرنے کے لیے لازمی ہے کہ ان کے وظائف، ذمہ داریاں، اور ایک آپریشنل فریم ورک متعین ہو۔ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی کہ ایک نیا قانون بنایا جائے جس کی بنیاد پر ایک آزاد ضوابطی ادارہ قائم کیا جائے اور جعلی کاروباری تنظیموں کی حوصلہ شکنی کے لیے لائسنس فیس مقرر کی جائے۔[23] ان سفارشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے تجارتی تنظیموں کا آرڈیننس 2007ء لایا گیا، جسے بعد میں تجارتی تنظیموں کا ایکٹ (ٹی او اے) 2013ء کے نام سے منظور کیا گیا، اور اِس وقت یہی ضابطہ نافذ ہے۔

2013ء کے اس ایکٹ میں ڈائریکٹر جنرل ٹریڈ آرگنائزیشن (ڈی جی ٹی او) میں ایک ضابطہ ساز، اور وفاق ایوان ہائے صنعت و تجارت پاکستان (ایف پی سی سی آئی) میں ایک اعلیٰ سطح کے ادارے کے قیام کا تقاضا کیا گیا ہے، جس میں اُن تمام ٹریڈ باڈیز کو شامل کیا جائے جن کا اندراج ڈی جی ٹی او کے پاس ہو چکا ہو۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ڈی جی ٹی او سے لائسنس لینے کے 90 دن کے اندر تمام باڈیز کو ایس ای سی پی کے پاس غیر نفع بخش کمپنی کے طور پر اندراج کرانا ہو گا۔[24]

یہ قانون ایسوسی ایشنز اور چیمبرز بنانے کے طریقہ کار کے علاوہ خواتین اور چھوٹے کاروباریوں کے لیے رضاکارانہ رکنیت کی بنیاد پر الگ چیمبرز بنانے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ جنوری 2022ء تک 227 تجارتی تنظیمیں ایف پی سی سی آئی کی رکن ہیں، جن میں 21 خواتین کے چیمبرز اور 12 چھوٹے کاروباریوں کے ہیں (**شکل خ 1.1**)۔[25]

تمام تجارتی تنظیمیں جمہوری اصولوں پر قائم ہیں جن کے تحت تمام ارکان کی جنرل باڈی اہم عہدے داران کا انتخاب کرتی ہیں۔[26] ایف پی سی سی آئی کے 14 عہدے داران ہیں، جن میں ایک صدر، ایک سینئر نائب صدر، اور 12 نائب صدور ہیں جو تمام تجارتی تنظیموں کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں درج شدہ کسی کمپنی سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد ایف پی سی سی آئی کا عہدے دار نہیں بن سکتا، حالانکہ یہ کمپنیاں مختلف تجارتی تنظیموں کی رکن ہوتی ہیں۔ یہ بات کراچی، اسلام آباد، لاہور، فیصل آباد، اور سیالکوٹ کے ایوان

---

[22] (www.lcci.com.pk/mediation/) LCCI ;(www.oicci.org/about-the-oicci/) OICCI دونوں ویب سائٹس کو 19 مئی 2022ء کو دیکھا گیا۔

[23] ٹریڈ آرگنائزیشنز آرڈیننس، 1961ء پر نظرِ ثانی کے لیے وزارت تجارت کے اعلامیہ نمبر 2006 (1) 12 کے بموجب کمیٹی کی سفارشات بتاریخ 27 اپریل 2006ء۔

[24] ٹریڈ آرگنائزیشنز رولز، 2013ء کا رول 6 (ای)۔

[25] وفاق ایوان ہائے صنعت و تجارت کی ویب سائٹ، /www.fpcci.org.pk 23 جنوری 2022ء کو دیکھی گئی۔

[26] جنرل باڈی ایگزیکٹو کمیٹی کا انتخاب کرتی ہے، جو بعد میں صدر، سینئر نائب صدر، اور نائب صدر کو منتخب کرتی ہے۔ تنظیموں کے عہدیداران کی صورت میں ان کے عہدوں کا نام چیئرمین، سینئر وائس چیئرمین، اور وائس چیئرمین ہوتا ہے۔ (ماخذ: ٹریڈ آرگنائزیشنز رولز، 2013ء کا رول 21)

ہائے صنعت و تجارت پر بھی صادق آتی ہے۔[27] یہ بات نسبتاً بڑی کمپنیوں کی جانب سے تجارتی تنظیموں میں فعال شرکت کی دو سطحوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

وفاق ایوان ہائے صنعت و تجارت اور اس کے رکن اداروں سے قطع نظر، پاکستان میں کاروباری اتحاد کی ایک اور شکل کو حال میں رجحان ملا ہے جس کی مثالیں پاکستان

شکل خ1.1: پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی تعداد

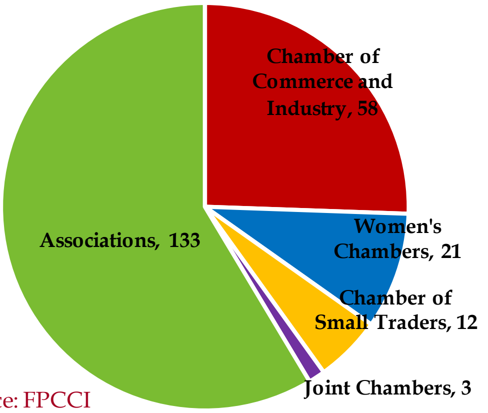

Source: FPCCI

بزنس کونسل (پی بی سی)، پاکستان ایگریکلچر کولیشن (پی اے سی) اور پاکستان ٹیکسٹائل کونسل (پی ٹی سی) ہیں۔ یہ ادارے بڑی کمپنیوں نے قائم کیے ہیں، جن میں سے کئی ایک پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں درج شدہ ہیں، اور مختلف تجارتی تنظیموں کی بھی رکن ہیں۔ اِن اتحادوں کے ارکان وسیع تر کاروباری برادری کے نمائندہ نہیں ہوتے تاہم معیشت کے لیے ان کا کردار نمایاں ہے۔ مثال کے طور پر، پی اے سی کے اسپانسرز کا مشترکہ لین دین (turnover) تقریباً 10 ارب ڈالر ہے اور پی ٹی سی کے ارکان 4.5 ارب ڈالر کی ٹیکسٹائل برآمد کرتے ہیں۔[28]

یہ کاروباری اتحاد ڈی جی ٹی او کے پاس درج نہیں ہیں، اور ٹی او اے 2013ء کے تحت قانونی طور پر انہیں چیمبر یا ایسوسی ایشن کا درجہ حاصل نہیں ہے۔ تاہم اپنی قانونی حیثیت کے باوجود وہ روایتی تجارتی تنظیموں کی طرح کے وظائف انجام دیتے ہیں اور سرکاری۔نجی اشتراک میں ان کا ایک کردار ہے۔ مثال کے طور پر پی اے سی اکثر و بیشتر سرکاری حکام کے ساتھ رابطے رکھتی ہے اور پی بی سی اپنے 'میک ان پاکستان' کے اقدام کے تحت نرخوں کی آزاد روی (tariff liberalisation) جیسی اقتصادی اصلاحات کی حمایت کرتی ہے۔[29] حکومت بھی اہم بورڈز میں ان باڈیز کو نشستیں دیتی ہے۔ مثال کے طور پر خصوصی اقتصادی زونز کی منظوری دینے والے بورڈ میں پی بی سی کو نمائندگی دی گئی ہے۔[30]

پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی موجودہ حالت

تجارتی تنظیموں کے وجود کا بنیادی سبب ایک اجتماعی پلیٹ فارم تشکیل دینا ہوتا ہے تاکہ نجی شعبے کے ایجنڈا کی پیروکاری سے پالیسی کو رُخ دیا جائے۔ تاہم ان کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے۔ اب مالی استحکام کو یقینی بنانے اور اپنے ارکان کو برقرار رکھنے کی کوشش میں یہ باڈیز تحقیق اور ترقی جیسے وظائف بھی انجام دیتی ہیں، یہ ٹیکنالوجی کو اپنانے میں سہولت دینے کے لیے فعال اقدامات کرتی ہیں، اور

[27] پاکستان اسٹاک ایکسچینج کی ویب سائٹ پر موجود مواد کی جانچ پڑتال کے لیے عہدیداران کی تفصیلات متعلقہ چیمبرز کی ویب سائٹ سے لی گئی ہیں (تمام ویب سائٹس 25 جنوری 2022ء کو دیکھی گئیں۔)

[28] اسی طرح پی بی سی میں شامل ہونے کی فیس 3 ملین روپے اور سالانہ فیس 2 ملین روپے ہے تاکہ سنجیدہ شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ ماخذ: (PAC, www.pac.com.pk/about-us/; PTC, www.ptc.org.pk/about-ptc/mission-and-vision/; PBC, www.pbc.org.pk/about-pbc/ and www.pbc.org.pk/wp-content/uploads/PBC-Profile.pdf) تمام ویب سائٹس کو 19 مئی 2022ء کو دیکھا گیا۔

[29] پاکستان بزنس کونسل www.pbc.org.pk/wp-content/uploads/PBC-Profile.pdf، اور پی اے سی www.pac.com.pk/news/ دونوں ویب سائٹس کو 19 مئی 2022ء کو دیکھا گیا۔

[30] خصوصی اقتصادی زونز ایکٹ، 2012ء، جس میں 31 دسمبر 2015ء تک ترمیم کی گئی۔

اے ڈی آر میکنزم فراہم کر کے اور حقوقِ املاکِ دانش (آئی پی آر) کو تحفظ دے کر بحیثیت مجموعی کاروباری ماحول کو بہتر بنانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔[31]

شکل خ 1.2: پاکستان کی تجارتی تنظیموں کے زیرِ استعمال پیروکاری کے طریقے

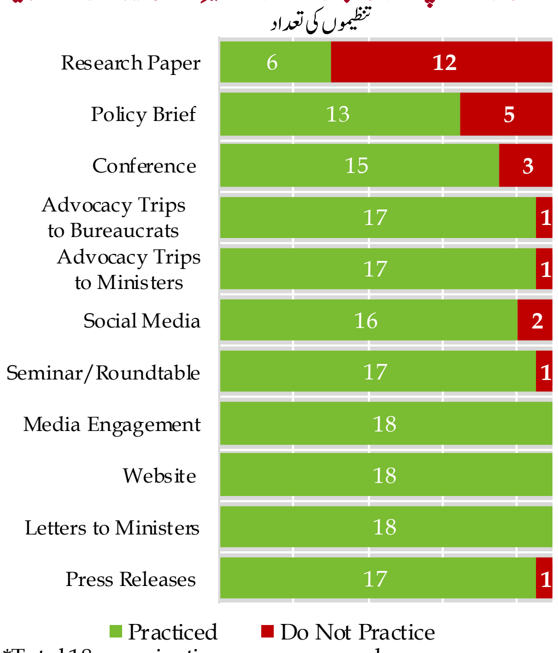

*Total 18 organizations were surveyed

Source: Survey conducted as per Annexure II

جیسا کہ **سیکشن 1.1** میں بتایا گیا ہے، پاکستان میں تجارتی تنظیموں کے کردار کے بارے میں تازہ ترین تشخیصی مطالعوں اور کیس اسٹڈیز کی عدم موجودگی میں یہ سیکشن مختلف علاقوں اور شعبوں کی سرفہرست تجارتی تنظیموں کے نمائندگان کی انٹرویو نما گفتگو کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ درسی کتب کی بنیاد پر تیار کردہ ایک سروے سوالنامے کی مدد سے یہ انٹرویو کیے گئے (**ضمیمہ دوم**)۔[32] اس سیکشن کے لیے تجارتی تنظیموں کا انتخاب کرتے ہوئے یہ بات پیشِ نظر رکھی گئی کہ نمایاں علاقائی چیمبرز کے ساتھ ساتھ بعض اہم اور ابھرتے ہوئے شعبوں سے تعلق رکھنے والی چند ایسوسی ایشنوں کی عکاسی کی جائے (**جدول الف، ضمیمہ اول**)۔ سروے کے نتائج اور لٹریچر کے جائزے سے حاصل شدہ دیگر مشاہدات درج ذیل ہیں۔

سرکاری و نجی اشتراک

جیسا کہ **سیکشن خ 1.1** میں بتایا گیا، سرکاری نجی اشتراک کے دو بنیادی پہلو ہیں: موثر ابلاغ یقینی بنانے کے لیے پیروکاری، اور باخبر مکالمہ یقینی بنانے کے لیے تحقیق۔ اگرچہ پاکستان میں تجارتی تنظیمیں پیروکاری اور لابی سازی کے مختلف ذرائع استعمال کرتی ہیں، تاہم ایک موثر ادارہ جاتی فریم ورک کی عدم موجودگی اور پیروکاری کے لیے استعمال کیے جانے والے طریقوں کی نوعیت یہاں ثبوت کی بنیاد پر پالیسی سازی کے ناقص ماحول کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

تحقیق پر مبنی طریقوں اور گزیٹڈ فورم کی عدم موجودگی میں پیروکاری

سروے کے شرکا سے پیروکاری کی کارکردگی کی پیائش کے لیے پوچھا گیا کہ وہ اپنے استعمال میں آنے والے طریقوں کی نشان دہی کریں۔ تمام 18 شرکا نے ذرائع ابلاغ (میڈیا) کو ساتھ ملایا، اور پالیسی پر اثرانداز ہونے کے لیے وزرا کو خطوط لکھے (**شکل خ 1.2**)۔ تاہم ثبوت پر مبنی پیروکاری سے منسلک آلات کم استعمال کیے گئے۔ مثال کے طور پر صرف 33 فیصد نے اپنی پیروکاری کو ثبوت سے تقویت دینے کے لیے تحقیقی مقالے شائع کرائے۔

شعبوں سے مخصوص ایسوسی ایشنوں کے معاملے میں پیروکاری زیادہ موثر ہو سکتی ہے بشرطیکہ پورے قدری سلسلے (value chain) کی متعلقہ تنظیمیں کسی نتیجے کے حصول کی خاطر مشترک کوششیں کریں۔ سروے سے معلوم ہوا کہ 9 میں سے صرف دو ایسوسی ایشنوں کے پاس ایک باضابطہ طریقہ کار موجود تھا جس سے وہ

[31] انٹرنیشنل چیمبر آف کامرس، چیمبر کی تحریک کی تاریخ، (www.iccwbo.org/chamber-services/world-chambers-federation/history-chamber-movement/ جسے 27 جنوری 2022ء کو دیکھا گیا)

[32] ضمیمہ I میں درج تجارتی تنظیموں کے علاوہ، یہ سیکشن جناب ریاض احمد ڈائریکٹر جنرل ٹریڈ آرگنائزیشن، وزارت تجارت، اور جناب معین فدا، سابق کنٹری ڈائریکٹر، سینٹر فار انٹرنیشنل پرائیویٹ انٹرپرائز، پاکستان کے ساتھ بات چیت کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

قدری سلسلے میں اپنی جیسی دوسری تنظیموں کے ساتھ مربوط ہو سکتی تھیں۔[33] تاہم اکثر نے دعویٰ کیا کہ کسی پالیسی مسئلے پر ان کے مفادات ہم آہنگ ہوتے ہیں تو وہ مشترک اقدام کرتے ہیں۔

تجارتی تنظیموں اور حکومت کے درمیان سرکاری نجی اشتراک ممکن بنانے کے لیے باضابطہ گزیٹڈ مشترکہ مشاورتی بورڈز کی بھی کمی تھی۔ تجارتی تنظیموں کو اعلیٰ سطح کی مشاورتی کونسلوں میں مناسب نمائندگی بھی نہیں دی جاتی۔ مثال کے طور پر سی پیک بزنس کونسل کے نجی شعبے کے 15 ارکان میں سے صرف 2 تجارتی تنظیموں سے ہیں، جبکہ بقیہ کا تقرر نامزدگی کے تحت ہوا ہے۔ اسی طرح اقتصادی مشاورتی کونسل (ای اے سی) میں نجی شعبے کے 13 ارکان میں سے بھی تجارتی تنظیموں سے کسی کا بلحاظ عہدہ تقرر نہیں ہوا ہے، بلکہ کاروباری برادری سے نامزدگیاں ہوئی ہیں۔[34، 35]

سرکاری نجی اشتراک اور شعبہ جاتی پالیسی بنانے کے لیے منظم طریقہ کار کے طور پر مشترکہ مشاورتی بورڈ کی مثالیں شاذونادر ہیں، البتہ استثنائی صورتیں ہیں جیسے شوگر ایڈوائزری کے سرکاری بورڈ اور پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ جہاں بالترتیب پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن اور پاکستان سافٹ ویئر ہاؤسز ایسوسی ایشن (پاشا) شعبہ جاتی پالیسی میں بورڈ کے ارکان کے طور پر حصہ لیتے ہیں۔[36] اگرچہ حکومت مختلف ایسوسی ایشنوں اور چیمبرز کو اپنے ساتھ ملاتی ہے اور اکثر ان سے آرا طلب کرتی ہے، تاہم ایسے بورڈ تشکیل دے کر، جو باقاعدگی سے اجلاس کریں اور شعبے سے متعلق پالیسیوں پر سرکاری طور پر اپنی آرا دیں، ان کوششوں کو منظم بنایا جا سکتا ہے۔

تجارتی تنظیموں کے ماحول میں ایک اور خصوصیت جو بڑی حد تک غائب ہے وہ حکومت سے سرکاری وظائف (public function) کی منتقلی ہے۔ چونکہ ایسوسی ایشنز متعلقہ شعبوں میں اداروں کے ساتھ قربت رکھتی ہیں اس لیے وہ مخصوص سرکاری وظائف انجام دینے کی بہتر پوزیشن میں ہوتی ہیں۔ دنیا بھر میں ریاستیں ان کی اسی منفرد حیثیت کی بنا پر بعض اوقات کوئی سرکاری وظیفہ انجام دہی کے لیے ان کے سپرد کر دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر کولمبیا کی حکومت نے ایک کافی ایسوسی ایشن کو برآمدی ٹیکس وصول کرنے اور ٹیکس کی رقم انفراسٹرکچر کی ترقی پر خرچ کرنے کا اختیار سونپا۔[37] نیز، جب امریکہ نے تائیوان کے جوتوں پر پابندی عائد کی تو وہاں کی حکومت نے برآمدی کوٹے کا انتظام تائیوان فٹ ویئر مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کو سونپ دیا۔[38] تاہم ہمارے سروے کے کسی شریک کو پاکستان میں ایسے وظائف سپرد نہیں کیے گئے ہیں۔

ثبوت پر مبنی پالیسی سازی کی پست طلب اور ناقص تحقیق

ریسرچ اور سروے خاص طور پر وہ جو مارکیٹ کی حرکیات کو یقینی طور پر جاننے کے لیے کیے جاتے ہیں، دنیا بھر میں کاروباری انجمنوں کی اہم خصوصیت بن چکے ہیں۔

---

[33] یہ سوال چیمبر آف کامرس سے نہیں کیا گیا، کیونکہ نوعیت کے لحاظ سے قدری سلسلے میں مختلف شعبوں اور صنعتوں سے ان کے ارکان ہو سکتے ہیں۔

[34] ماخذ: وزارتِ خزانہ، اعلامیہ نمبر EAW2022/(SS) DEA/(27) بتاریخ 27 اپریل 2022ء، بورڈ آف انویسٹمنٹ https://invest.gov.pk/about-us/cpec-business-council ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[35] اپریل 2021ء میں بنائی گئی سابقہ اقتصادی مشاورتی کونسل کے 13 نجی ارکان میں سے کوئی بھی تجارتی تنظیموں سے بربنائے عہدہ مقرر نہیں کیا گیا تھا (وزارِ خزانہ، اعلامیہ F.No.13 (5)IERU/EAC/2018 بتاریخ 3 اپریل 2021ء)۔

[36] ماخذ: World Bank (2017). "Boosting Pakistan's Export Competitiveness: Private Sector Perspectives", Proceedings from Round Table Meetings held in Islamabad, Peshawar, Karachi and Lahore September – November 2017. Washington D.C.: World Bank.

[37] R. Doner and B.R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others", *Business and Politics*, Vol. 2, No. 3.

[38] L. Cheng (1996). "Embedded Competitiveness: Taiwan's Shifting Role in International Footwear Sourcing Networks." Ph.D. Thesis, Department of Sociology Duke University. Durham: Duke University

[39]مثال کے طور پر امریکہ کے افریکن گروتھ اینڈ اپرچونٹی ایکٹ (اے جی او اے) کے تحت افریقہ کے صحرائے اعظم کے بعض ذیلی ملکوں کو امریکہ میں مارکیٹ تک بہتر رسائی دی گئی تھی۔ ابتدا میں کینیا کے ملبوسات بھی اے جی او اے کے تحت شامل تھے تاہم اس پروگرام کے اختتام سے قبل ان کو فہرست سے خارج کرنا تھا۔ تاہم افریکن کاٹن اینڈ ٹیکسٹائل انڈسٹری فیڈریشن کی طرف سے ثبوت پر مبنی پالیسی پوزیشن دی گئی تو ملبوسات کی مصنوعات کو فہرست میں شامل رکھا گیا۔ نتیجتاً اگلے 13 سال کے دوران کینیا کی معیشت کو 1.9 ارب ڈالر کا فائدہ ہوا۔[40]

پاکستان کی تجارتی تنظیمیں بھی دیگر ملکوں کی طرح تحقیق اور ثبوت پیش کرنے کا طریقہ کار اپنانے لگی ہیں جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ سروے کی گئی 18 میں سے 13 تجارتی تنظیموں میں تحقیق اور ترقی کا ایک الگ شعبہ موجود ہے۔ تاہم اکثر جواب دہندگان نے تسلیم کیا کہ ان کے شعبۂ تحقیق کو درست طور پر کام کرنے کے لیے پیشہ ور ماہرین کی ضرورت ہے۔ تحقیق کے نتائج میں بھی اسی امر کی عکاسی ہوئی جو دائرہ کار اور نوعیت کے اعتبار سے، بعض مستثنیات کے ساتھ، محدود ہے۔ وفاقی اور صوبائی بجٹ کے اعلان سے پہلے تجارتی تنظیمیں اپنی سفارشات پیش کرتی ہیں، جبکہ بعض شعبہ جاتی سالانہ رپورٹیں اور سہ ماہی جرائد بھی شائع کرتی ہیں، تاہم بقیہ تمام تحقیق اکثر ایڈہاک قسم کی ہوتی ہے (**شکل خ1.3**)۔

چونکہ تجارتی تنظیمیں کاروباری اداروں کے ساتھ قریبی تعلق رکھتی ہیں، اس لیے وہ شائع شدہ ڈیٹا کی صورت میں ثبوت تیار کر کے بھی ریاستی اداروں کے ساتھ تعاون کر سکتی ہیں۔ اگرچہ بعض تجارتی تنظیمیں، مثلاً پی اے ایم اے اور اے پی سی ایم اے، باقاعدگی سے شعبہ جاتی ڈیٹا شائع کرتی ہیں، تاہم اکثر تجارتی تنظیمیں صرف اسی وقت رپورٹ دیتی ہیں جب سرکاری ادارے ان سے یہ طلب کرتے ہیں۔

شکل خ1.3: پاکستان میں تجارتی تنظیموں کی تحقیقی مطبوعات کا تعدد

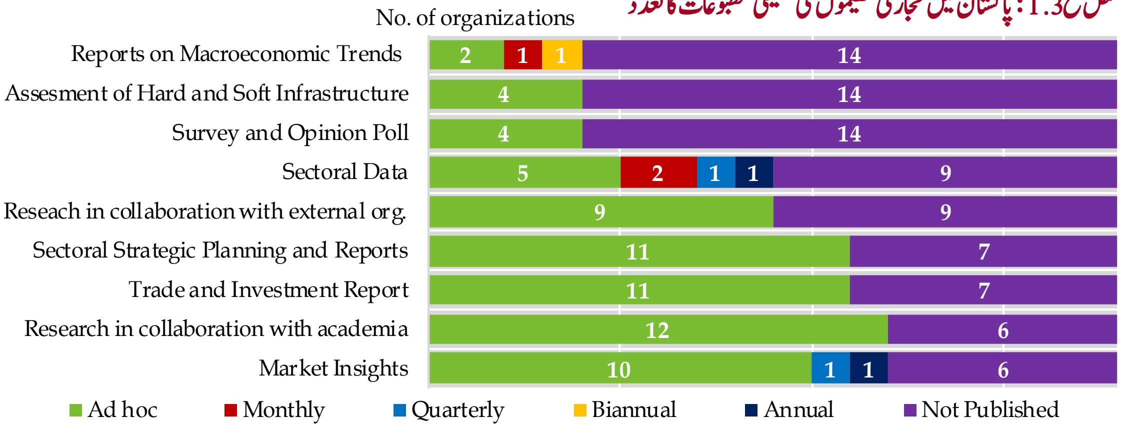

Note: Total 18 organizations were surveyed

Source: Survey conducted as per Annexure II

---

[39] R. Strohmeyer, M. Pilgrim, F. Luetticken, R. Meier, H.G. Waesch, and I. Arias (2005). *Building the Capacity of Business Membership Organizations: Guiding Principles for Project Managers.* A Handbook by Small and Medium Enterprise Department, World Bank. Washington D.C.: World Bank.

[40] International Trade Centre (2021). *Reforming Public Policy — Step By Step. An Introduction to Dialogue and Advocacy for Women's Business Associations.* Guide is prepared under the Shetrades In The African Continental Free Trade Area project. Geneva: International Trade Centre.

پاکستان میں تجارتی تنظیموں میں تحقیق کی ناقص داخلی سرگرمیاں تو ہیں ہی، اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسی کوئی طلب بھی پیدا نہیں کرتیں کہ جامعات ان پر تحقیق کریں، اگرچہ ملک کے بزنس لیڈرز اعتراف کرتے ہیں کہ مارکیٹ ریسرچ کا فقدان پایا جاتا ہے۔ کاروباری ادارے ضروریات سے آگاہ ہونے کی بنا پر اپنے مقام کو بہتر طریقے سے استعمال کرتے ہوئے طلب کے پہلو سے صنعت اور تعلیمی اداروں کے روابط کو قائم کرسکتے ہیں۔[41] اس تناظر میں تجارتی تنظیموں کا کردار اہم ہے کیونکہ وہ اپنے ارکان کی مشترکہ بھلائی کے لیے وسائل مجتمع کرنے کے قابل ہوتی ہیں، اور اس لیے بھی کہ تحقیق کی غرض سے تعلیمی اداروں کو انفرادی کاروباری اداروں کی نسبت تجارتی تنظیموں سے رقوم لینا آسان ہے کیونکہ وہ نمائندہ ادارے کے طور پر کام کرتی ہیں۔[42]

پاکستان میں بعض تجارتی تنظیموں نے اگرچہ جامعات کے ساتھ مفاہمت کی یادداشتوں پر دستخط کیے ہیں تاہم یہ معاہدے عام طور پر کسی باقاعدہ مطبوعہ میں نہیں شامل نہیں ہوتے یا ان سے ٹھوس نتائج نہیں نکلتے۔ اس کے بجائے پاکستان میں اکثر تجارتی تنظیموں کی توجہ کسی ثبوت کے بنا نیٹ ورکنگ اور لابنگ پر ہے چنانچہ تحقیق کی معمولی سی طلب پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان میں تجارتی تنظیمیں مارکیٹ سروے اور بینچ مارکنگ ڈیٹا تیار کرنے کے معاملے میں بھی غیر فعال ہیں۔[43]

اگرچہ یہ عوامل تجارتی تنظیموں کی جانب سے باقاعدہ منظم انداز میں ثبوت جمع کر کے اور تجزیہ کر کے، اور ان کی مدد سے پالیسی تجاویز دے کر سرکاری نجی اشتراک میں اپنا کردار ادا کرنے کو محدود کر دیتے ہیں، تاہم ملک میں پالیسی ساز اداروں کو بھی ثبوت کی بنیاد پر پالیسی بنانے کی زیادہ طلب نہیں ہوتی کیونکہ ماحول کچھ اس طرح کا ہے کہ معیشت اور کاروبار کی پالیسی تحقیق کے لیے سرکاری رقومات قلیل ہیں۔ چنانچہ کاروباری اداروں اور پالیسی سازوں کی طرف سے ریسرچ کی کمزور طلب سرکاری نجی اشتراک کا اثر کم کر دیتی ہے اور اسے مفاد پرست گروپوں کی ناجائز منافع خوری کا نشانہ بننے کا خطرہ ہوتا ہے۔[44]

یہ تشویشناک بات ہے کیونکہ ترقی پذیر ممالک کے اصلاحاتی تجربوں کے ملے جلے نتائج کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ممالک ثبوت پر مبنی پالیسی سازی پر عمل نہیں کرتے، جو بہترین بین الاقوامی روایات کو مقامی طور پر رواج دینے اور منفرد طرز حکمرانی کے لیے ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے شواہد پر مبنی سرکاری نجی اشتراک میں تجارتی تنظیموں کی فعال شرکت ایک لازمی عنصر ہے۔[45]

مارکیٹ کی تکمیل کرنے والی خدمات

پیروکاری اور تحقیق کے علاوہ، چیمبرز اور ایسوسی ایشنز اپنے ارکان کو بہت سی خدمات پیش کرتی ہیں۔ اگرچہ پیروکاری اور تحقیق تجارتی تنظیموں کے مالی گوشواروں میں اخراجات کی مدات ہیں، تاہم جو خدمات یہ سرگرمیاں پیش کرتی

---

41 N. Haque, M. Mahmood, S. Abbas, and C.S. Jones (2020). "The University Research System in Pakistan." *A Knowledge Platform Project In Collaboration with the British Council In Pakistan.* Karachi: British Council

42 B. Pourdeyhimi (2021). "University research funding: Why does industry funding continue to be a small portion of university research, and how can we change the paradigm?", *Industry and Higher Education.*

43 N. Haque, M. Mahmood, S. Abbas, and C.S. Jones (2020). "The University Research System in Pakistan." *A Knowledge Platform Project In Collaboration with the British Council In Pakistan.* Karachi: British Council

44 N. Haque and D. Orden (2020). "Developing Research and a Research Culture: Results from a Pilot Project in Pakistan", *The Pakistan Development Review.* 59:3 pp. 553–570

45 Andrews, M. 2013. The Limits of Institutional Reform in Development. Cambridge: Cambridge University Press; Yaamina Salman (2021). "Public management reforms in Pakistan", *Public Management Review,* 23:12

ہیں وہ آمدنی کے ذرائع ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں تجارتی تنظیمیں اپنے ارکان کو مختلف سہولتیں دیتی ہیں۔ کچھ ان کے لیے بین الاقوامی دوروں کا اہتمام کرتی ہیں، جبکہ تقریباً تمام تجارتی تنظیمیں سروس فیس کے عوض ریفرل لیٹر جاری کرکے ویزا کی سہولت دیتی ہیں۔ تجارتی تنظیموں نے ارکان کے سوالات کا جواب دینے اور نئے ارکان کو شامل کرنے کے لیے ہیلپ ڈیسک بھی قائم کیے ہیں، جب کہ کچھ سرٹیفکیٹ آف اوریجن دیتی ہیں (**شکل خ 1.4**)۔[46]

شکل خ 1.4: مارکیٹ کی تکمیلی خدمات

Note: Total 18 organizations were surveyed
Source: Survey conducted as per Annexure II

ملک میں تجارتی تنظیمیں بھی بزنس ٹو بزنس تقاریب میں سرگرم ہیں۔ ہر چیمبر اور کاروباری انجمن نے انٹرویو میں بتایا کہ سپلائرز اور خریداروں کی ملاقات کرانے کے لیے اس نے کانفرنس، سیمینار، نمائش کا اہتمام کیا، یا پھر میچ میکنگ کی معیاری خدمات فراہم کیں۔ چند باقاعدہ اور قابل ذکر تقریبات میں کراچی چیمبر کی 'مائی کراچی' نمائش، جو مقامی اور بین الاقوامی کاروباری اداروں کو راغب کرتی ہے، اور راولپنڈی چیمبر کی چیمبرز کے صدور کی کُل پاکستان کانفرنس، جو تمام چیمبرز کے رہنماؤں کو جمع کرتی ہے اور ہر سال مختلف موضوعات پر توجہ مرکوز کرتی ہے، شامل ہیں۔[47، 48] یہ کانفرنس حکومت کو شرکت کی دعوت دیتی ہے اور کاروباری برادری کی بہتری کی خاطر اقتصادی پالیسیوں کے جائزے کے لیے سرکاری نجی اشتراک فورم کے طور پر کام کرتی ہے۔[49]

تاہم، جب بات آتی ہے مارکیٹ کی زیادہ جدید اور تکمیلی خدمات کی، جیسے صنعت کے معیارات کا تعین، ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کا قیام، نئی برآمدی منڈیوں کی تلاش، پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانا، یا کاروباری ماحول بہتر بنانے کے لیے ثالثی کی خدمات پیش کرنا، تو پاکستان میں تجارتی تنظیمیں بہت پیچھے نظر آتی ہیں۔ ایک طرف، تجارتی تنظیموں کے پاس ان خدمات کے لیے پیشہ ورانہ عملے والے شعبے نہیں ہیں۔ دوسری طرف، تجارتی تنظیمیں اپنے ارکان کو یہ خدمات پیش کرنے کے لیے وسائل جمع نہیں کرتیں، یعنی رکنیت کی فیس کے علاوہ دیگر رقوم (**شکل خ 1.5، خ 1.6**)۔ اس رجحان میں قابلِ ذکر استثنیٰ سیالکوٹ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کو حاصل ہے۔ سیالکوٹ چیمبر نے سیالکوٹ کی فٹ بال انڈسٹری سے چائلڈ لیبر کی نگرانی اور اس کے خاتمے کے لیے 1997ء اور اس کے بعد سے بین الاقوامی اداروں کے ساتھ مل کر مالی اور انتظامی طور پر تعاون کیا۔[50] سیالکوٹ چیمبر نے 1999ء میں نجی اور سرکاری شعبے کے دوسرے اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر شہر کے بنیادی ڈھانچے کی بہتری کے لیے "سیالکوٹ سٹی پیکیج پروگرام" کی

[46] سرٹیفکیٹ آف اوریجن ایک تجارتی دستاویز ہوتی ہے جو برآمد شدہ اشیا کے اوریجن یا ماخذ کی تصدیق کرتی ہے۔

[47] RCCI, www.rcci.org.pk/apcpc/ ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[48] KCCI, www.kcci.com.pk/my-karachi/[48] ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[49] B. Herzberg and L. Sisombat (2016). "State of Play— Public-Private Dialogue. Public-Private Dialogue (PPD)", *Practical Note Series.* Washington D.C.: World Bank.

[50] سیالکوٹ چیمبر نے بچہ مزدوری کے خاتمے کے لیے اٹلانٹا معاہدے کے تحت عالمی ادارہ محنت کے ساتھ اشتراک کیا۔ (ماخذ: S. Becker and Z.U. Ahmed (1999). *Elimination of Child Labour in the Soccer Ball Industry in Sialkot, Pakistan.* Evaluation Report PAK/97/MO1/USA. Geneva: ILO; P.L. Thomsen and K. Nadvi (2010). "Global Value Chains, Local Collective Action and Corporate Social Responsibility: A Review of Empirical Evidence." *Business Strategy and the Environment.* Vol. 19, issue 1.

قیادت کی۔[51] اسی طرح اس نے سیالکوٹ میں ملک کے اولین نجی ہوائی اڈے کی تعمیر اور ''ائیر سیال'' ایئر لائن کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔[52] دیگر مستثنیات میں لاہور چیمبر کا ثالثی مرکز شامل ہے جو انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن کے تعاون سے بنایا گیا ہے۔[53] اس کے علاوہ، ایسی مثالیں تو ہیں کہ ارکان نے اپنی ٹریڈ آرگنائزیشن کے لیے کوئی اراضی یا عمارت خریدنے کی خاطر اپنے وسائل اکٹھے کیے، تاہم ٹیکنالوجی اپنانے، ٹیسٹنگ لیب بنانے، یا نئی منڈیوں کی تلاش کے لیے مشترکہ تحقیق کی غرض سے وسائل شاذونادر مجتمع کیے گئے۔

شکل خ1.5: پاکستان میں تجارتی تنظیموں کا وسائل اکٹھے کرنا

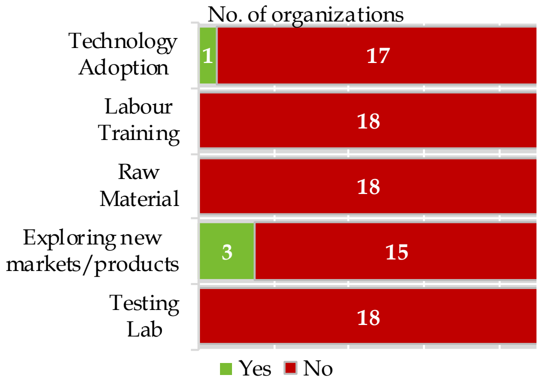

Note: Total 18 organizations were surveyed

Source: Survey conducted as per Annexure II

نیز، چند دوسری تجارتی تنظیمیں ثالثی اور قانونی امداد جیسی خدمات فراہم کرتی ہیں، تاہم یہ کام ذیلی کمیٹیوں کے ذریعے ہوتا ہے جن کے ارکان رضاکارانہ خدمات دیتے ہیں بجائے اس کے کہ پیشہ ورانہ عملہ رکھنے والے شعبے یہ کام کریں، یا ان مقاصد کے لیے تجارتی تنظیموں کے قائم کردہ اور ان ہی کی زیر ملکیت علیٰحدہ مراکز بنائے جائیں۔ یہ صورتِ حال بہترین بین الاقوامی روایات کے برعکس ہے جیسا کہ **جدول خ1.2** میں دکھایا گیا ہے، جس میں پاکستان کے متعلقہ اعلیٰ ترین ادارے وفاق ایوان ہائے صنعت و تجارت کا خطے میں اپنے ہم عصروں سے موازنہ کیا گیا ہے۔

شکل خ1.6: پاکستان میں تجارتی تنظیموں کے شعبے

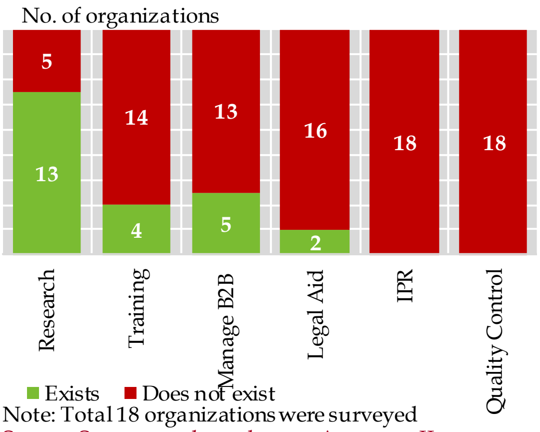

Note: Total 18 organizations were surveyed

Source: Survey conducted as per Annexure II

ان خدمات کی عدم موجودگی کا دوگنا اثر پڑتا ہے۔ ایک طرف، مناسب فیس کے عوض پیشہ ورانہ خدمات کی عدم موجودگی سے تجارتی تنظیموں کے پاس بہت کم مالیات رہ جاتی ہیں اور اسے حکومت کی فنڈنگ پر انحصار کرنا پڑتا ہے، جیسے ایکسپورٹ ڈیولپمنٹ فنڈ یا دوطرفہ ڈونر ایجنسیوں کے ذریعے۔[54] دوسری طرف، یہ صورتِ حال تجارتی تنظیموں کو کاروباری ماحول اور معاشی نمو بہتر بنانے کے ضمن میں اپناوہ کردار ادا کرنے سے روکتی ہے جو ٹریڈ آرگنائزیشن ایکٹ، 2013ء کے مقاصد میں درج ہے۔[55]

---

[51] SCCI, www.scci.com.pk/sialkot-city-package/ ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[52] سیالکوٹ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (2021)۔ سالانہ رپورٹ 21-2020ء۔ سیالکوٹ، سیالکوٹ انٹرنیشنل ایئرپورٹ، جو یہاں دستیاب ہے www.sial.com.pk/about ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[53] لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، www.lcci.com.pk/mediation/index.php ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[54] UKaid (2021). "The Role of Evidence in Policymaking in Pakistan. A Political Economy Analysis Of: Planning and Reform for Economic Development; Child Labour; and Education Pathways into Employment". London: UKaid.

[55] ٹریڈ آرگنائزیشن ایکٹ 2013ء، جو اس لنک پر دستیاب ہے www.na.gov.pk/uploads/documents/1562222010_669.pdf ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

ادارہ جاتی رکاوٹیں

اپنی تنظیم کو مضبوط کرنے اور اپنے امور کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے لیے کاروباری انجمنوں کا پیشہ ورانہ تربیت یافتہ عملہ ہونا چاہیے۔[56] پاکستان میں تجارتی تنظیموں کا انتظامی سربراہ جنرل سیکرٹری ہوتا ہے جو تنخواہ دار ملازم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، ایک تحقیقی شعبہ اور، بعض صورتوں میں، علیحدہ تربیتی اور بزنس ٹو بزنس شعبے بھی ہوتے ہیں (**شکل خ 1.6**)۔

تاہم، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ان شعبوں میں ملازمین کی تعداد بھی ناکافی ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ ان کی مہارت اور تجربہ بھی ناکافی ہوتا ہے۔ اسی چیز سے تجارتی تنظیموں کے محدود دائرہ کار اور تحقیقی نتائج اور پیش کردہ خدمات کی نوعیت کی عکاسی ہوتی ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ دیگر امور، بجائے اس کے کہ ہر شعبے کو کُل وقتی تنخواہ دار پیشہ ور افراد چلائیں، ذیلی کمیٹیوں کے ذریعے انجام دیے جاتے ہیں جن کے سربراہ رضاکارانہ کام کرنے والے ارکان ہوتے ہیں۔

پیشہ ور عملے کی کمی، تحقیق کے معیار اور جدید خدمات کی کمی کے بنیادی اسباب جن کی طرف شرکا کی اکثریت نے اشارہ کیا، فنڈز کی کمی تھی۔ تجارتی تنظیمیں اپنی آمدنی کے لیے رکنیت کی فیس پر بہت زیادہ انحصار کرتی ہیں جبکہ ویزا کے لیے سفارشات اور سرٹیفکیٹ آف اوریجن کے اجرا سے بھی کچھ آمدنی مل جاتی ہے۔ تاہم، چونکہ رکنیت برقرار رکھنا اور نئے ارکان کی بھرتی بھی کچھ آرگنائزیشنز کے لیے ایک مسئلہ ہے، چنانچہ فنڈنگ کے ذرائع غیر مستحکم ہو جاتے ہیں۔

مجموعی آمدنی اور ارکان کی برقراری کو بہتر بنانے کے لیے ایک مؤثر حکمت عملی یہ ہو سکتی ہے کہ مرحلہ وار یا تدریجی رکنیت کا تصور متعارف کرایا جائے۔[57] اس نظام سے کاروباری انجمنیں اس قابل ہو جائیں گی کہ وہ مختلف شعبوں سے کاروباری اداروں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے حسب ضرورت پیکج پیش کر سکیں جہاں مختلف ارکان سے مختلف فیسیں اس لحاظ سے وصول کی جائیں کہ وہ تجارتی تنظیموں سے کس حد تک خدمات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم، پاکستان میں تجارتی تنظیمیں قانون کے مطابق صرف دو قسم کی رکنیت دے سکتی ہیں، کارپوریٹ اور ایسوسی ایٹ، اور انہیں یکساں خدمات بلا کسی فرق کے پیش کی جاتی ہیں جبکہ رکنیت کی فیس مختلف وصول کی جاتی ہے۔[58]

اس کے علاوہ، ارکان کی تعداد بڑھانے کی غرض سے کسی مخصوص شعبے اور کسی خاص علاقے سے تعلق رکھنے والے کاروباری اداروں کے لیے رکنیت کو متعلقہ ایسوسی ایشنز اور چیمبرز کے لیے لازمی بنایا جا سکتا ہے۔ اس طرح کے ماڈل سے رکنیت بڑھے گی اور رکنیت برقرار رکھنے کا مسئلہ بھی حل ہو گا۔ تاہم، چونکہ تجارتی تنظیموں کو ارکان کے حصول کی ضمانت دی جائے گی، اس لیے ارکان کو راغب کرنے کے لیے اضافی خدمات کی فراہمی کا جذبہ متاثر ہو گا۔[59]

تجارتی تنظیموں پر ایک اور ذمہ داری ہر سال انتخابات کا انعقاد ہے۔ آرگنائزیشنز کے بنیادی کاموں پر توجہ دینے کے بجائے یہ سرگرمیاں مالیات اور انتخابات کے انتظام میں صرف ہونے والے وقت کے لحاظ سے تجارتی تنظیموں کے لیے بار بار اخراجات کا باعث بن جاتی ہیں۔[60] عہدیداروں کے سالانہ انتخاب کی بنا پر بھی

56 R. Doner and B.R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others", *Business and Politics*, Vol. 2, No. 3.

57 CIPE (2019). "Business Associations for the 21st Century. Guides and Tools", Washington D.C.: CIPE

58 دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سیلز ٹیکس میں درج شدہ اشیا ساز یا کاروباری کمپنی یا کارپوریٹ ادارے یا کثیر القومی ادارے کو کارپوریٹ رکنیت دی جاتی ہے، جبکہ ایسوسی ایٹ ارکان ان اداروں میں سے نہیں ہو سکتے۔ (ٹریڈ آرگنائزیشن رولز کا ضابطہ 11، ذیلی ضابطہ 7)

59 M. Heseltine (2012). "No Stone Unturned: Chamber Of Commerce International Comparisons", BIS/12/1214. London: Dept. for Business, Innovation and Skills.

60 تجارتی تنظیموں کے عہدیداران اور انتظامیہ کے ساتھ گفتگو سے معلوم ہوا کہ تجارتی تنظیموں کا سیکریٹریٹ الیکشن کے انتظامات کے مختلف پہلوؤں پر سالانہ اوسطاً 70 سے 90 دن خرچ کرتا ہے، اس اوسط کا انحصار تجارتی تنظیم کے ارکان کی تعداد پر ہوتا ہے۔

جدول خ 1.2 مختلف ملکوں میں اعلیٰ ترین ایوان ہائے تجارت کی اہم خدمات اور سرگرمیوں کا موازنہ

	ایف پی سی سی آئی (قیام 1950ء)	ایف آئی سی سی آئی (قیام 1927ء)	ایف بی سی سی آئی (قیام 1973ء)	ایف سی سی آئی ایس ایل (قیام 1973ء)	وی سی سی آئی (قیام 1963ء)	ٹی او بی بی (قیام 1950ء)
ٹریڈ ہیلپ ڈیسک / بزنس کے لیے رابطہ سازی	ہیلپ ڈیسک کا قیام	مشرقی ایشیا، مشرقی افریقہ، جزائر غرب الہند وغیرہ میں ٹریڈ ہیلپ ڈیسک۔ بی ٹو بی ویب پورٹل ہے جس میں ڈائریکٹریز تلاش کی جاسکتی ہیں۔	بین الاقوامی وفود، میلوں اور نمائش وغیرہ کو سہولت دینا	بین الاقوامی وفود، میلوں اور نمائش وغیرہ کو سہولت دینا	بزنس ٹو بزنس ای سائٹ: کمپنیوں کی ڈائریکٹری جس میں تفصیلات تلاش کی جا سکتی ہیں۔	
شعبہ تحقیق / مطبوعات	پالیسی بریف، ٹریڈ رپورٹس، شعبہ جاتی رپورٹس، ایڈہاک بنیاد پر سروے اور پول	معیشت کی کیفیت پر رپورٹیں، پالیسی بریف، سروے، شعبہ جاتی پالیسی تحقیق کے منصوبے، وزارتوں، کے پی ایم جی، نیلسن کے ساتھ اشتراک	ہینڈ بک، مطالعاتی رپورٹس، پوزیشن پیپرز، ملکی خاصیتیں	تحقیقی مقالہ جات، تجاویز، برقی سروے	شعبہ جاتی تحقیق، ماہانہ جرائد، سالانہ رپورٹیں، سروے	سالانہ رپورٹیں، پیداواری استعداد کی رپورٹیں، شعبہ جاتی پالیسیاں
حقوقِ املاکِ دانش		آئی پی آر ڈویژن، حقوقِ املاکِ دانش کے عالمی ادارے کے ساتھ معاونت کا معاہدہ			وی سی سی آئی، آئی پی کمپنی لمیٹڈ، ایک الگ آئی پی آر کمپنی کے طور پر قائم کی گئی	
ثالثی مرکز		بھارتی ثالثی کونسل، ثالثی کے 40 بڑے مراکز کے ساتھ تعاون کا معاہدہ	بنگلہ دیشی ثالثی کونسل	سری لنکا کا قومی ثالثی مرکز	ویت نام بین الاقوامی ثالثی مرکز	ٹی او بی بی ثالثی مرکز
تربیت و ترقی		صنعت کے قائدین کو مہارت بڑھانے کی سرگرمیوں میں شریک کرتا ہے، مہارتوں کی ترقی میں حکومت کے ساتھ اشتراک کرتا ہے	ایف بی سی سی آئی اسکل لیب دراصل ایف بی سی سی آئی امپیکٹ 4.0 انی شی ایٹو کا جز ہے، اس کا مقصد 2041ء وژن کے تحت چوتھے صنعتی انقلاب کے لیے تیاری کرنا ہے۔	تربیتی پروگراموں میں سیمینار اور ورکشاپس سے لے کر ایڈوانسڈ سرٹیفکیٹ اور ڈپلوما کورسز شامل ہیں۔	بین الاقوامی اداروں کے اشتراک سے ہنر کی تربیت	پیشہ ورانہ تعلیم اور ملازمت پر ٹرکش ایمپلائمنٹ ایجنسی کے ساتھ کام کرتا ہے، ٹرکش انشورنس ایسوسی ایشن کے ساتھ انشورنس ٹریننگ سنٹر قائم کیا۔
معیار کا تصدیقی عمل، ٹیسٹنگ لیبارٹری وغیرہ		غذا، غذائی ادویہ اور دواسازی وغیرہ کے صنعت وار کوالٹی معیار کے لیے فیڈریشن کا تحقیقی و تجزیاتی مرکز				یورپی یونین چیمبرز آف کامرس کے اشتراک سے کوالٹی مینجمنٹ ایپلی کیشنز اینڈ اسٹینڈرڈز کی تیاری
ٹیکنالوجی اپنانا		متعدد جدت طراز پروگرام، مثلاً بھارت-روانڈا اختراعی ترقی کا پروگرام، ڈی ایس ٹی-لاک ہیڈ مارٹن-ٹاٹا ٹرسٹس کا بھارتی اختراعی پروگرام	ٹیکنالوجی سینٹرز جو فن ٹیک، ایگریکلچر ٹیک، ایجوکیشن ٹیک وغیرہ کو فروغ دیتے ہیں۔	صنعتی انجینئرنگ، انٹرپرائز اور ایگری بزنس کی ترقی، ٹیکنالوجی کی منتقلی وغیرہ کے لیے ایس ایم ای ڈی پروجیکٹ۔		
صنعت اور تعلیمی اداروں کے باہمی روابط	جامعات کے ساتھ مفاہمت کی یادداشتیں، مثلاً ڈی ایچ اے صفّہ یونیورسٹی کے ساتھ اشتراک: ایس ایم ای اداروں کے لیے سپلائی چین، ای کامرس پر ویبنار وغیرہ۔	مختلف اقدامات مثلاً برطانیہ کی رائل اکیڈمی آف انجینئرنگ کے ساتھ نیشنل نالج فنکشنل ہب اقدام	ایف بی سی سی آئی انسٹی ٹیوٹ اور ایف بی سی سی آئی یونیورسٹی کا قیام۔ مقامی اسٹارٹ اپ اداروں کی تربیت کے لیے ایم آئی ٹی، یونیورسٹی آف ٹورنٹو وغیرہ کے ساتھ معاہدے۔	مختلف شعبوں یعنی ڈیزائن تھنکنگ، فنانسنگ، کمپلائنس کے اسٹارٹ اپ اداروں کی تشکیل کے لیے بوٹ کیمپس	تعلیمی و تحقیقی اداروں کے ساتھ اشتراک، ان کو شعبہ جاتی شماریات کی فراہمی، تحقیق کے شعبے میں ورکشاپس کا اہتمام	81 تعلیمی مشیر ہیں جو مقامی ڈیٹا کی تیاری میں حصہ لیتے ہیں، جامعات، محققین اور کمپنیوں کے ساتھ اشتراک کرتے ہیں

ایف پی سی سی آئی: وفاق ایوان ہائے صنعت و تجارت پاکستان، ایف آئی سی سی آئی: فیڈریشن آف انڈیا چیمبر آف کامرس، ایف بی سی سی آئی: فیڈریشن آف بنگلہ دیش چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، ایف سی سی آئی ایس ایل: فیڈریشن آف چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری آف سری لنکا، وی سی سی آئی: ویت نام چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، ٹی او بی بی: یونین آف چیمبرز اینڈ کموڈٹی ایکسچینج آف ٹرکی

ماخذ: اِن ایوان ہائے تجارت کی متعلقہ ویب سائٹس، پاکستان کے معاملے میں ویب سائٹ کے علاوہ حکام کے ساتھ نیم ساختہ انٹرویوز سے مدد لی گئی

طویل مدتی منصوبہ بندی نہیں ہو پاتی، چنانچہ پورے عملے والا سیکرٹریٹ اور مضبوط تنظیمی صلاحیت نہ ہونے سے یہ منصوبہ بندی ایک بڑا چیلنج بن جاتی ہے۔

سالانہ انتخابات ٹریڈ آرگنائزیشن ایکٹ، 2013ء کے تحت ایک قانونی تقاضا ہے، جس میں عہدے داروں کی میعاد ایک سال مقرر ہے۔[61] ایسی مختصر مدت کا مطلب قیادت میں بار بار تبدیلی ہے، جو ہموار طریقے سے تجارتی تنظیموں کے کام میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس مسئلے کا اعتراف کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا

[61] ٹریڈ آرگنائزیشن ایکٹ 2013ء کا آرٹیکل 11(1)

گیا ہے، لیکن یہ ابھی منظور نہیں ہو سکا ہے،[62] تاہم ایک سالہ مدت رکھنے کا سبب قیادت کو بار بار تبدیل کرنا ہے، اور چونکہ یہ عہدیداران صنعت میں فعال ہوتے ہیں اور ان کو اپنا کاروبار بھی چلانا ہوتا ہے، اس لیے وہ عہدوں کی مختصر مدت کو ترجیح دیتے ہیں۔

پچھلے پیراگرافوں میں بحث پاکستان میں مختلف علاقوں اور کاروباری کلسٹرز کی نمائندہ تجارتی تنظیموں کے مجموعی نقطہ نظر کی عکاسی کرتی ہے۔ تاہم، ٹیکسٹائل سیکٹر کی، جو سب سے اہم صنعتوں میں سے ایک ہے، تجارتی تنظیموں کا قریبی جائزہ لینے سے اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ یہ چیلنج ملک کے مختلف خطوں اور کاروباری کلسٹرز (جن کی نمائندگی تجارتی تنظیمیں کرتی ہیں) میں گہری جڑیں رکھتے ہیں۔

خ1.4 کیس اسٹڈی: ٹیکسٹائل کے شعبے میں تجارتی تنظیموں کا کردار

بیشتر کلیدی پیمانوں کے لحاظ سے ٹیکسٹائل صنعت پاکستان کی معیشت کے سب سے بڑے شراکت داروں میں سے ایک ہے۔ برآمدات ہو، صنعتی پیداوار ہو یا غیر زرعی روزگار، اس شعبے کا اثر سب جگہ غالب ہے (**شکل خ1.7**)۔ بنیادی معاشی چیلنجوں کے علاوہ، ٹیکسٹائل کا شعبہ اپنی سپلائی چین میں بھی بہت سے چیلنجوں سے دوچار ہے، ان میں تحفظ پسندی، کمزور ریسرچ اور ڈیولپمنٹ، نیم ہنر مند مزدور، تعلیمی اداروں اور صنعت کے مابین کمزور روابط اور نئی برآمدی منڈیوں کو تنوع بنانے میں ناکامی شامل ہیں۔[63] جیسا کہ پچھلے سیکشنوں میں بحث کی گئی ہے سرکاری و نجی اشتراک کے ساتھ ساتھ ٹیکسٹائل سیکٹر کی تنظیموں کا منظم اور فعال اتحاد ان چیلنجوں سے نمٹنے میں مدد دے سکتا ہے۔

ٹیکسٹائل سیکٹر میں بڑی تعداد میں تنظیمیں ہیں جو اس کی رسدی زنجیر میں مختلف ذیلی شعبوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان میں خام مال سے لے کر تیار شدہ مصنوعات کی مختلف اقسام تک کے شعبے شامل ہیں۔ پاکستان میں ڈی جی ٹی او کے پاس اندراج رکھنے والی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی کل 19 تنظیمیں ہیں جبکہ 6 کیمیکل کے کاروبار میں، 8 دھات کے کاروبار اور 14 انجینئرنگ کے شعبے میں ہیں۔[64] ٹیکسٹائل کی بعض تجارتی تنظیمیں کئی عشروں سے قائم ہیں۔ مثال کے طور پر کراچی کاٹن ایسوسی ایشن 1933ء میں قائم کی گئی تھی، جب کہ آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن

شکل خ1.7: پاکستان کے شعبہ ٹیکسٹائل اور ملبوسات میں سرگرمیوں کی صورتِ حال

Note: share in LSM and GDP, no. of industrial establishments, and industrial employment have been taken from CMI2015-16 and thus represent FY16 data. The rest of the stats have been sourced from *FBR, **SBP, ^PBS and represent FY21 dataset.
All shares include both textile and apparel sector.

---

[62] ٹریڈ آرگنائزیشن (ترمیمی) ایکٹ 2021ء

[63] Tanveer, M. and Zafar, Sarah (2012). "The stagnant performance of textile industry in Pakistan", *European Journal of Scientific Research*; Kazmi, S.A.Z. and Takala, J. (2014). "An Overview of Pakistan's Textile Sector from Operational Competitive Perspective—A Suggestive Analysis", *World Journal of Engineering and Technology*; SMEDA (2005). "Textile Vision", available at www.tco.com.pk/documents/aecddb9e4c.PDF ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[64] ماخذ: ڈی جی ٹی او، www.dgto.gov.pk ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

اور پاکستان سلک اینڈ ریان ملز ایسوسی ایشن ۔ 1950 کی دہائی کے آخر میں قائم کی گئی تھیں۔[65]

ٹیکسٹائل شعبے کی تجارتی تنظیموں میں حالیہ اضافہ پاکستان ٹیکسٹائل کونسل کے قیام سے ہوا، جو اپنا تعارف تحقیق اور پیروکاری کے پلیٹ فارم کے طور پر کراتی ہے۔[66] جیسا کہ پچھلے سیکشن میں بتایا گیا، یہ ڈی جی ٹی او کے پاس باضابطہ رجسٹرڈ تجارتی تنظیم نہیں ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پی ٹی سی کے بورڈ میں شامل کمپنیاں بھی ڈی جی ٹی او کے پاس رجسٹرڈ مختلف روایتی ٹیکسٹائل تجارتی تنظیمیں ہیں، لیکن ان میں سے صرف کچھ کمپنیاں رجسٹرڈ ٹیکسٹائل تجارتی تنظیموں کے عہدیداروں کے طور پر فعال کردار ادا کرتی ہیں۔[67]

سرکاری و نجی اشتراک میں ٹیکسٹائل شعبے کی تجارتی تنظیموں کے کردار اور مارکیٹ میں ان کی تکمیلی خدمات کی فراہمی کا جائزہ لینے کے لیے یہ سیکشن ٹیکسٹائل شعبے کی سرکردہ تنظیموں کے نمائندوں (**جدول ب، ضمیمہ I**) اور سرکاری اور نجی شعبے کے دیگر فریقوں کے ساتھ بات چیت پر مبنی ہے۔[68]

سرکاری و نجی اشتراک

ٹیکسٹائل شعبے کی تجارتی تنظیموں میں سرکاری و نجی اشتراک کی صورتِ حال ملک کی تجارتی تنظیموں میں سرکاری و نجی اشتراک کی مجموعی حالت سے مختلف دکھائی نہیں دیتی۔ ٹیکسٹائل سیکٹر کی تجارتی تنظیمیں پیروکاری کے معاملے میں مضبوط ہیں تاہم، اس کے لیے استعمال ہونے والے طریقہ جات ثبوت پر مبنی پالیسی کی پیروکاری کے ماحول کی طرف اشارہ نہیں کرتے، جب کہ سرکاری نجی اشتراک کا ادارہ جاتی فریم ورک بھی کمزور دکھائی دیتا ہے۔

ثبوت پر مبنی کمزور پیروکاری

ٹیکسٹائل کی زیادہ تر تجارتی تنظیمیں پیروکاری کے بنیادی طریقے استعمال کرتی ہیں جیسے پریس ریلیز، خطوط، میڈیا کے ساتھ سرگرمیاں اور بیوروکریٹس سے ملاقاتیں تاکہ متعلقہ سرکاری میکرو اکنامک، شعبے سے مخصوص پالیسیوں کو آگے بڑھایا جائے۔ صرف چند تنظیمیں باریک بینی سے اور غور و فکر پر مبنی پیروکاری اقدامات کرتی ہیں جیسے تحقیقی مقالے، کانفرنسیں، اور پالیسی بریف (**شکل خ1.8**)۔

شکل خ1.8: ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں کا پیروکاری طریقوں کا استعمال

Note: Total 13 associations were surveyed
Source: Survey conducted as per Annexure II

سروے کے نتائج کے مطابق پاکستان کی ٹیکسٹائل ایسوسی ایشنز میں اپنی ویلیو چین کی فعال ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک مضبوط تحقیقی ماحول کا فقدان پایا جاتا ہے۔ تیرہ میں سے صرف چار ایسوسی ایشنز میں تحقیقی شعبہ موجود ہے، جس کا مخصوص عملہ ہے جو مارکیٹ کے ابھرتے ہوئے رجحانات، مصنوعات کے تنوع،

---

[65] ماخذ: متعلقہ ایسوسی ایشنز کی ویب سائٹس جنہیں 25 جنوری 2022ء کو دیکھا گیا۔

[66] ماخذ: پاکستان ٹیکسٹائل کونسل، www.ptc.org.pk ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[67] ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں کے عہدیداران کی تفصیلات متعلقہ تنظیموں کی ویب سائٹ سے لی گئی ہیں اور ان کی جانچ پڑتال پاکستان ٹیکسٹائل کونسل کی ویب سائٹ سے کی گئی۔ ویب سائٹس کو 25 جنوری 2022ء کو دیکھا گیا۔

[68] ڈی جی ٹی او کے پاس رجسٹرڈ ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں کی تعداد 19 ہے (کینوس، خیمے اور قالین بنانے والے ادارے ان میں شامل نہیں)۔ ان میں سے 3 تنظیموں نے جواب نہیں دیا جبکہ چھوٹی پاور لومز، ہینڈ لومز اور دھاگوں کے کاروبار کی نمائندہ 3 دیگر تنظیموں سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ چنانچہ 19 میں سے 13 سے سروے کیا گیا۔ مزید بر آں، اس سیکشن کی تیاری میں ٹیکسٹائل کمشنر آفس، ٹیکسٹائل ڈویژن (وزارتِ تجارت)، ڈی جی ٹی او آفس اور نجی شعبے کی اُن دیگر تنظیموں کے عہدیداران سے ہونے والی گفتگو سے مدد لی گئی ہے جو ڈی جی ٹی او سے رجسٹرڈ نہیں ہیں، یعنی پاکستان ٹیکسٹائل کونسل اور پاکستان اپیرل فورم۔

اختراعات، یا حکمت عملی پر مبنی پالیسی سازی کے سلسلے میں کسی تحقیقی مواد میں اپنا حصہ ڈال سکے۔ ٹیکسٹائل شعبے کی تجارتی تنظیموں کا تحقیقی مواد بھی جمع کردہ شواہد کی نوعیت اور تعلیمی اور دیگر تحقیقی اداروں کے ساتھ اشتراک، دونوں لحاظ سے اپنے دائرے میں محدود ہے (**شکل خ 1.9**)۔

ادارہ جاتی تشکیل

اگرچہ ٹیکسٹائل شعبے کی سرکردہ تجارتی تنظیموں کو پالیسی کی تشکیل یا نفاذ کے موقع پر حکومت اپنے ساتھ ملاتی ہے، تاہم اس شعبے کی مخصوص پالیسی کو آگے بڑھانے کے لیے مشترکہ مشاورتی بورڈ موجود نہیں ہے۔ حکومت نے 2002ء میں سرکاری اور نجی متعلقہ فریقوں کی نمائندگی رکھنے والے فیڈرل ٹیکسٹائل بورڈ کی تشکیل کا اعلان کیا تھا۔[69] سرکاری شعبے کی نمائندگی متعلقہ وزارتوں کے علاوہ سرکاری شعبے کے اداروں نے کی جیسا کہ ٹیکسٹائلز، صنعتیں، پیداوار اور خصوصی اقدامات، کامرس، فنانس، اسٹیٹ بینک وغیرہ۔ نجی شعبے سے حکومت نے فیصل آباد، کراچی اور لاہور میں واقع ٹیکسٹائل کلسٹروں سے افراد اور فرموں کو نامزد کیا۔ تاہم، ٹیکسٹائل تجارتی تنظیموں کی کوئی نمائندگی نہیں تھی۔

فیڈرل ٹیکسٹائل بورڈ کا بنیادی مقصد کپاس کی کاشت سے لے کر اعلیٰ قدرِ اضافی والی برآمدات تک پوری رسدی زنجیر میں ٹیکسٹائل صنعت انڈسٹری کی مسلسل نگرانی اور اس شعبے کی ترقی میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا تھا۔ اسٹریٹجک نوعیت کے اور صنعت پر مرکوز افعال[70] کے ساتھ ساتھ، بورڈ ماہ میں کم از کم ایک بار اجلاس کر کے متعلقہ صنعتی فریقوں اور سرکاری اداروں کے درمیان آپریشنل بنیادوں پر فرق کو دور کرنے کا بھی ذمہ دار تھا۔ مزید برآں، فیڈرل ٹیکسٹائل بورڈ کو ٹیکسٹائل شعبے کی تجارتی تنظیموں کے کردار اور سرگرمیوں کی تشکیل نو بھی کرنا تھی تاکہ وہ معلومات کے فرق کو دور کرنے میں فعال حصہ لے سکیں۔

تاہم وزارت ٹیکسٹائل صنعت کے وزارت تجارت میں انضمام کے بعد ٹیکسٹائل بورڈ بڑی حد تک غیر فعال رہا۔ ٹیکسٹائل پالیسی 14-2009ء کی تشکیل کے وقت یہ غیر فعال تھا، اور اگرچہ 19-2014ء کی ٹیکسٹائل پالیسی میں ایف ٹی بی کی تنظیم نو اور اس کے دوبارہ نوٹیفکیشن کا ذکر کیا گیا تھا، لیکن تب سے یہ غیر فعال رہا ہے۔[71] اگرچہ، ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی پالیسی 25-2020ء کے تحت حکومت کا ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں سے مشورہ کرنے، اور مختلف شعبہ جاتی امور کے لیے

شکل خ 1.9: ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں میں تحقیقی سرگرمیوں کا تعدد

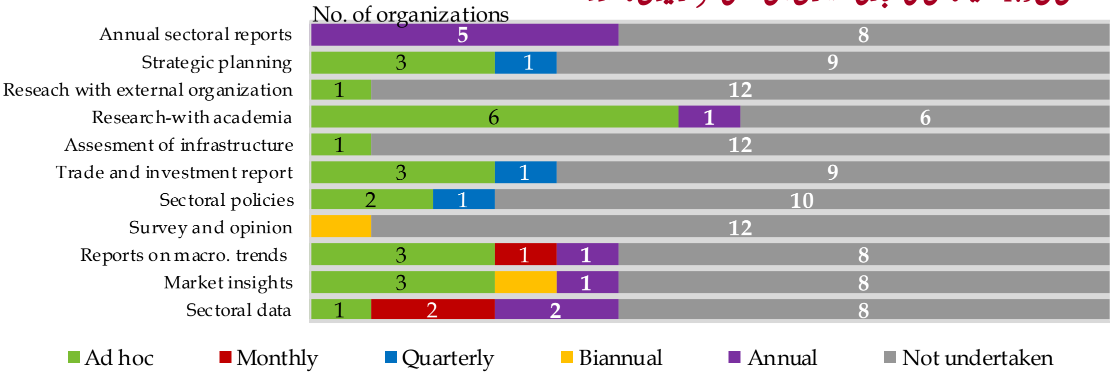

Note: Total 13 associations were surveyed
Source: Survey conducted as given in Annexure II

[69] ماخذ: ایئر بک (06-2005)، وزارت ٹیکسٹائل صنعت، حکومتِ پاکستان۔

[70] بورڈ بنیادی طور پر ان چیزوں کا ذمہ دار ہے: 1) ٹیکسٹائل پالیسی پر عملدرآمد اور نگرانی، 2) کارکردگی کی نگرانی، 3) ٹیکنالوجی کی اپ گریڈیشن، کوالٹی کے معیارات اور تربیت کی ضروریات کا تجزیہ، 4) حکومت اور صنعت کے مابین روابط کی کمی کو پورا کرنا، 5) کاروبار کے لیے مشاورتی خدمات کی فراہمی، 6) سرمایہ کاری کا فروغ، اور 7) انسانی وسائل کی ترقی۔

[71] ماخذ: ٹیکسٹائل پالیسی 14-2009ء اور ٹیکسٹائل پالیسی 19-2014ء، ٹیکسٹائل ڈویژن۔

شکل خ 1.10: ٹیکسٹائل ویلیو چین میں سرکاری و نجی شعبے کی موجودگی

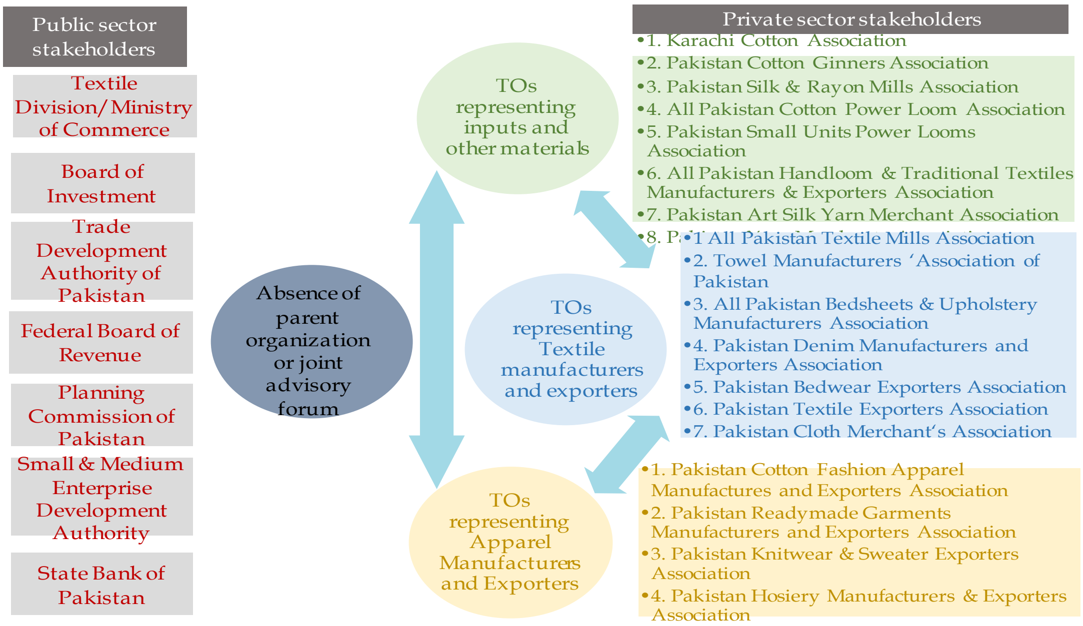

Note: The associations are categorized on the basis of the nature of member firms. The first category captures activity of manufacturing and supplying of inputs used in textile and apparel manufacturing; the second shows fabric manufacturing and their exports (some of these outputs are used as inputs in apparel industry); whereas the third category represents apparel manufacturing and exports.
Source: DGTO's Website and websites of different textile associations

ان کے کردار کو مستحکم کرنے کا ارادہ ہے تاہم اس پالیسی میں مذکورہ بورڈ کے مطابق مشترکہ مشاورتی بورڈ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔[72]

اس کے علاوہ، ٹیکسٹائل شعبے کی تجارتی تنظیمیں، یا اس کے کسی بڑے ذیلی شعبے کے مشترکہ مفادات کی نمائندگی کرنے والی کوئی ہمہ گیر تنظیم موجود نہیں ہے۔ اس میں پاکستان اپیرل فورم کو ایک استثنٰی حاصل ہے جو متعدد مینوفیکچرنگ اور ایکسپورٹر ایسوسی ایشنز بشمول پی ایچ ایم اے، پی اے کے ایس ای اے، پی آر جی ایم ای اے، اور پی سی ایف اے کی نمائندگی کرتا ہے۔ تاہم، فورم ڈی جی ٹی او کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے، اور ایڈہاک بنیاد پر کام کرتا ہے۔ کسی ہمہ گیر باڈی کی عدم موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ ٹیکسٹائل ویلیو چین میں ابھی تک مختلف تاہم مشترک امور کا احاطہ کرنے والے مینڈیٹ کی نمائندہ تجارتی تنظیموں کی ایک بڑی تعداد مختلف سرکاری محکموں کے ساتھ آزادانہ طور پر مصروف ہوتی ہے، جس سے پالیسی سازی کا عمل ممکنہ حد تک متاثر ہوتا ہے (**شکل خ 1.10**)۔

پاکستان میں ادارہ جاتی صورت کے برعکس بھارت میں ملبوسات کی برآمد کی پروموشن کونسل ہے جو سرکاری نجی مشترکہ مشاورتی بورڈ کے طور پر کام کرتی ہے، جبکہ سری لنکا میں جوائنٹ اپیرل ایسوسی ایشن فورم کے نام سے ایک ہمہ گیر تنظیم ہے، جو قدرِ اضافی والی ٹیکسٹائل کی متعدد تجارتی تنظیموں کے مفادات کی نمائندگی کرنے والا ایک مستقل ادارہ ہے (**باکس خ 1.2**)۔

[72] نئی پالیسی کے تحت وزارتِ تجارت کا منصوبہ ہے کہ ٹیکسٹائل کے شعبے کی ضوابطی اصلاحات کے لیے ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں کے ساتھ مشاورت کی جائے گی، اور اس کا ہدف ہے کہ متعدد امور کے لیے بطور تجارتی تنظیموں کے ان کا کردار مستحکم کیا جائے، جن میں پیداواریت، ٹیکنالوجی کی اپ گریڈیشن، انڈسٹری 4.0، کوالٹی اور معیارات، وسائل کی موئژ کارگزاری، مصنوعات اور مارکیٹ کا تنوّع، ڈجیٹائزیشن، اور بیرونِ ملک پاکستان کا مثبت تاثر بنانا۔ (ماخذ: ٹیکسٹائل اور اپیرل پالیسی 25-2020ء، وزارتِ تجارت)

باکس خ 1.2: بھارت اور سری لنکا کے شعبہ ملبوسات میں ہمہ گیر اداروں کی مثالیں

پاکستان کے مقابلے میں بھارت اور سری لنکا کے ادارہ جاتی ڈھانچے سے مفید معلومات سامنے آتی ہیں۔

بھارت: بھارت میں کئی شعبہ جاتی برآمدی فروغ کی کونسلز ہیں، جن میں سے ایک ملبوسات کی برآمدی فروغ کونسل (اپیرل ایکسپورٹ پروموشن کونسل، اے ای پی سی) جو 1978ء میں قائم ہوئی۔ یہ اس صنعت میں عملدرآمد کے لیے ایک نجی سرکاری اشتراک سے قائم ادارہ ہے جو ملبوسات کی برآمدات کو فروغ دیتا ہے۔ اے ای پی سی کو بھارت کے اندر ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعت نے ملبوسات کی برآمدات کو معیاری بنانے اور فروغ دینے کے لیے قائم کیا تھا، اس کی ایگزیکٹو کونسل میں حکومت کی نمائندگی تھی۔ اے ای پی سی کی قیادت کا تعلق نجی شعبے سے ہے جبکہ یہ بھارتی وزارت ٹیکسٹائل کو رپورٹ کرتی ہے۔[الف]

اے ای پی سی کی کوششوں کی وجہ سے بھارت نے اعلیٰ قدر اور خصوصی مصنوعات جیسے انسانی ساختہ فائبر ملبوسات، میڈیکل ٹیکسٹائل اور تکنیکی ٹیکسٹائل پر توجہ مرکوز کرنے کی حکمت عملی بنائی ہے۔ اس میں ایک مستقل تحقیق و ترقی کا سیل ہے۔ یہ ایک پندرہ روزہ رسالہ بھی شائع کرتا ہے، جو ماہرین اور صنعت کے رہنماؤں کی آراء پیش کرتا ہے اور سال میں دو بار انڈیا انٹرنیشنل گارمنٹ میلے کا بھی اہتمام کرتا ہے۔[ب] ملبوسات برآمد کرنے والی زیادہ تر فرمیں نئی منڈی کی تلاش، بین الاقوامی میلوں اور تکنیکی رہنمائی کے لیے اے ای پی سی کے پاس خود کو رجسٹر کراتی ہیں۔

یہ تنظیم ٹیکنالوجی کی اپ گریڈیشن، ٹیکسٹائل شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو راغب کرنے، غیر ملکی خریداروں کے لیے فوکل باڈی بننے اور ملک کے بنیادی ڈھانچے جیسے بجلی، بندرگاہ، نقل و حمل، پانی اور لیبر کو بہتر بنانے کے لیے بھارتی دفتر خارجہ سمیت مختلف سرکاری محکموں سے مل کر کام کرتی ہے۔[ج] اے ای پی سی 14 تربیتی ادارے بھی چلاتی ہے جنہوں نے ٹیکسٹائل میں کام کرنے والوں کو تربیت دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ٹیکسٹائل کی صنعت اور متعلقہ حکومتی بیوروکریسی میں انتظامی مہارتیں بھی بہم پہنچائی ہیں۔[د]

سری لنکا: 2002ء میں پانچ ٹیکسٹائل ایسوسی ایشنز نے حکومت سے مل کر طویل مدتی اسٹریٹجک پلان پر کام کرنے، اور ملٹی فائبر ارینجمنٹ کے بعد کے دور میں کوٹہ مختص کرنے کی پالیسی کے خاتمے سے نمٹنے کے لیے کام شروع کیا۔ ایسوسی ایشنز یعنی سری لنکا اپیرل ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن؛ فیبرک اینڈ ایکسیسریز مینوفیکچررز ایسوسی ایشن؛ سری لنکا چیمبر آف گارمنٹ ایکسپورٹرز؛ سری لنکا سورسنگ ایسوسی ایشن؛ اور فری ٹریڈ زون مینوفیکچررز ایسوسی ایشن– کا تعلق متنوع پس منظر سے تھا اس لیے وہ ایک ہی بڑے ادارے کے تحت مختلف شعبہ جاتی مفادات کی نمائندگی کر رہی تھی۔

روابط کو مضبوط بنانے اور خریداروں اور سپلائرز کے ساتھ اتحاد کو مضبوط بنانے کے مقصد سے تشکیل دیا گیا، جوائنٹ ایسوسی ایشن اپیرل فورم (جے اے اے ایف) دوطرفہ اور کثیر جہتی مسائل، الاقوامی مارکیٹنگ، اور پیداواریت جیسے اسٹریٹجک مسائل پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ ان میں سے بیشتر متعدد پروگرام جے اے اے ایف نے مارکیٹ کی ترقی اور بین الاقوامی امیج کی تشکیل پر توجہ دے کر مکمل کیے تاکہ ان اداروں کو مسابقتی برتری مل سکے۔

اس کے علاوہ جے اے اے ایف نے سری لنکا کے ملبوسات کے شعبے سے متعلق تجارتی پالیسی کے فریم ورک کے لیے سہولت کاری، گفت و شنید اور مسودے کی تیاری میں مدد کی ہے۔ مثال کے طور پر جے اے اے ایف کی کوششوں کی وجہ سے سری لنکا نے 2014ء میں امریکہ کے ساتھ ایک دوطرفہ فری ٹریڈ ایگریمنٹ کیا۔ جے اے اے ایف نے کارکنوں کی پیداواریت کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے ہیں جیسے برطانیہ میں چارٹرڈ انسٹی ٹیوٹ آف مارکیٹنگ کی شراکت سے تربیتی پروگرام، نارتھ کیرولائنا اسٹیٹ یونیورسٹی کالج آف ٹیکسٹائلز کے ساتھ فیشن کی ترقی میں ڈگری کورسز اور لندن اسکول آف فیشن ڈیزائن کی شراکت سے ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی میں ڈیزائن کورسز۔ یہ تنظیم سری لنکا کی ٹیکسٹائل انڈسٹری کی آٹومیشن پر بھی کام کر رہی ہے، اور اس نے سری لنکا کے نام کو اخلاقی ملبوسات (ethical clothing) کے ذریعے کے طور پر فروغ دینے کے لیے کامیاب پروگرام منعقد کیے ہیں۔[ہ]

حوالہ جات:

[الف] سی ہال (2018ء)۔ The AEPC: Learning More About India's Apparel Export Promotion Council دی سورسنگ جرنل؛ اپیرل ایکسپورٹ پروموشن کونسل، میمورنڈم آف ایسوسی ایشن:
www.aepcindia.com/system/files/20170915_Memorandum_Articles_of_Association_of_the_council.pdf/ accessed on)

(January 28, 2022): یو ایس ڈپارٹمنٹ آف لیبر: www.dol.gov/sites/dolgov/files/ILAB/submissions/20091210c.pdf accessed on

(January 28, 2022): ڈاکٹر جی یو گانندن (2015ء) Textile Export Promotion in India-Salient Features بون فائرنگ انٹرنیشنل جرنل آف انڈسٹریل انجینئرنگ اینڈ مینجمنٹ سائنس، جلد 5(1)، ص 4-1۔

[ب] انڈیا کنٹری اسٹڈی (2019ء)۔ ایمسٹرڈیم: فیئر ویئر فاؤنڈیشن

[ج] ڈی داس (2014ء)۔ India, the next China? Analysis of the unique firm resources claimed by Indian apparel export firms جرنل آف فیشن مارکیٹنگ اینڈ مینجمنٹ، جلد 18(4)، ص 393-378۔

[د] ایم تیواڑی (2008ء)۔ Varieties of Global Integration: Navigating Institutional Legacies and Global Networks in India's Garment Industry کمپی ٹیشن اینڈ چینج، جلد 12(1) ص 67-49۔

[ہ] اے خٹک (2015ء)، Environmental upgrading of apparel firms in global value chains: Evidence from Sri Lanka سیج پبلی کیشنز، جلد 19(4) ص 335-317؛ ڈی۔ ویراکون اور جے۔ تھینا کون (2006ء) Trade Liberalization in Sri Lanka: A Case Study of the Garments Industry انسٹی آف پالیسی اسٹڈیز آف سری لنکا؛ ایس۔ کیلیگاما (2004ء) Readymade garment industry in Sri Lanka: Facing the Global Challenge انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز آف لنکا؛ ایچ جیتی لیک اور اے۔ وتھاناراچی (2016ء)۔ Industry 4.0 in the Apparel-Manufacturing Sector: Opportunities for Sri Lanka فرسٹ انٹرڈسپلنری کانفرنس آف مینجمنٹ ریسرچرز، سباراگاموا یونیورسٹی آف سری لنکا؛ پی۔ اتھو کورالا (2018ء)۔ Repositioning in the global apparel value chain in the post-MFA era: Strategic issues and evidence from Sri Lanka ڈویلپمنٹ پالیسی ریویو، جلد 36، ص 269-247۔

مارکیٹ کے لیے تکمیلی خدمات اور تنظیمی رکاوٹیں

ٹیکسٹائل کی زیادہ تر تجارتی تنظیمیں اپنے ارکان کو بنیادی سہولتیں، جیسے ویزا میں آسانی، اور سی او او جاری کرتی ہیں (**شکل خ 1.11**)۔ کچھ تجارتی تنظیمیں نیٹ ورکنگ یا نئی منڈیوں کی تلاش کے مواقع بھی دیتی ہیں، جیسے بی ٹو بی میچنگ کی خدمات اور تجارتی نمائشیں (**شکل خ 1.12**)۔ تاہم مارکیٹ کے لیے ایسی تکمیلی خدمات جو تجارتی تنظیموں کو مالی طور پر مستحکم بننے میں مدد دیں، بڑی حد تک غائب ہیں۔

یہ بات اس حقیقت سے بھی عیاں ہے کہ ٹیکسٹائل سیکٹر کی زیادہ تر تجارتی تنظیموں میں فیس کے عوض مختلف امور (جیسے تحقیق) انجام دینے اور مختلف خدمات (جیسے تربیت، قانونی امداد اور ثالثی، معیار کی جانچ) پیش کرنے کے لیے متعلقہ پیشہ ور افراد پر مشتمل علیحدہ شعبوں کا فقدان ہے۔ اس کے بجائے یہ امور اور خدمات مختلف کمیٹیاں رضاکارانہ انجام دیتی ہیں، جس سے تجارتی تنظیموں کو مالی طور پر مستحکم بننے میں مدد نہیں ملتی تاکہ وہ سرکاری نجی موثر اشتراک کا حقیقی کام انجام دے سکیں (**شکل خ 1.13**)۔

شکل خ 1.11: اراکین کو سہولتوں کی فراہمی

Note: Total 13 associations were surveyed

Source: Survey conducted as per i Annexure II

مزید برآں، پاکستان میں ٹیکسٹائل تجارتی تنظیموں کے معاملے میں وسائل اکٹھا کرنا بھی بہت محدود ہے۔ صرف چند ایسوسی ایشنز کے ارکان اپنے فنڈز میں، رکنیت فیس کے علاوہ، لیبر ٹریننگ، ٹیسٹنگ لیبارٹری، ٹیکنالوجی اپنانے وغیرہ جیسی قدرِ اضافی کی اعلیٰ خدمات کے قیام اور/یا چلانے کا بندوبست کرتے ہیں (**شکل خ 1.14**)۔ ایسا کوئی انتظام نہ ہونے کے سبب تجارتی تنظیمیں اپنے ترقی پروگرام دو طرفہ عطیہ

دہندگان کی اعانت سے چلنے والے اداروں کے تعاون سے منعقد کرتی ہیں، جب بھی یہ ادارے اپنے متعلقہ پروگرام شروع کرتے ہیں۔[73]

شکل خ1.12 : ٹیکسٹائل کی تجارتی تنظیموں میں نیٹ ورکنگ کے اقدامات

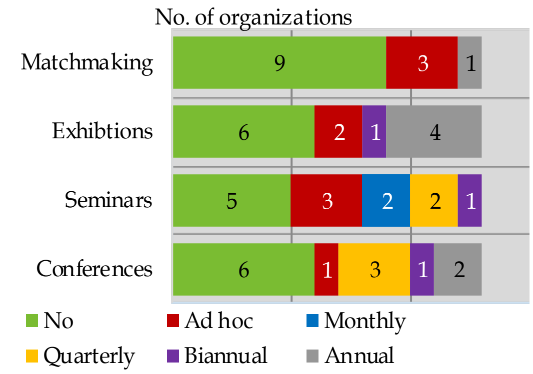

Note: Total 13 associations were surveyed
Source: Survey conducted as per Annexure II

شکل خ1.13: الگ الگ شعبوں کی موجودگی

Note: Total 13 associations were surveyed
Source: Survey conducted as per Annexure II

تاہم، حال ہی میں بعض سرکردہ ایسوسی ایشنز نے صنعت کی ویلیو چین کی معاونت کے لیے کچھ تحقیقی کام شروع کیے ہیں۔مثال کے طور پراے پی ٹی ایم اے نے 'اپٹما کاٹن فاؤنڈیشن' کی بنیاد رکھی ہے، جو سرکاری اور نجی تحقیقی اداروں کے اشتراک سے بڑے پیمانے پر کپاس کی پیداوار کے لیے کارپوریٹ فارمنگ ماڈل متعارف کرائے گی۔[74] یہ فاؤنڈیشن ماڈل فارمز بنائے گی، جہاں کسان اپنی فصل کی نگرانی کے لیے جدید ٹیکنالوجی جیسے ڈرون اور مصنوعی سیاروں کی تصاویر استعمال کریں گے۔اس کے علاوہ اس منصوبے کا مقصد بین الاقوامی ہمسر اداروں کے تعاون سے علمی مراکز، بایوٹیک لیبارٹری اور تحقیقی ادارے قائم کرنا بھی ہے۔

شکل خ1.14 : سہولتوں کے لیے وسائل اکٹھا کرنا

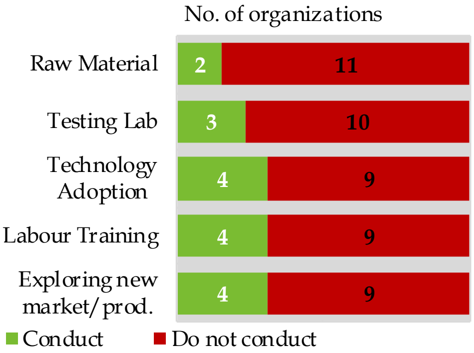

Note: Total 13 associations were surveyed
Source: Survey conducted as per Annexure II

خ1.5 اختتامی تبصرہ

تجارتی تنظیمیں مارکیٹ کی معاونت کرنے والی اور ایسی تکمیلی خدمات پیش کرتی ہیں جن سے براہ راست اور بالواسطہ طور پر سرکاری اور نجی شعبوں کو فائدہ ہوتا ہے۔پاکستان وژن 2025ء کے تحت، حکومت نے تبدیلی کے عمل انگیز کے طور پر بھی تجارتی تنظیموں کی نشان دہی کی ہے جو حکومتی پالیسی اور اقتصادی منصوبوں کو

---

[73] مثال کے طور پر ٹیکسٹائل کی بہت سی تجارتی تنظیموں نے ڈونرز کی رقوم سے چلنے والے متعدد پروگراموں کے تحت لیبر کی ہنرمندی کے لیے تربیت کرائی ہے۔اسمیڈا، انڈسٹری سپورٹ پروگرام، www.smeda.org/index.php?option=com_content&view=article&id=16&Itemid=118 ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔
PRGMEA, www.prgmea.org/documents/10.pdf ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

[74] ماخذ: اے پی ٹی ایم اے، www.aptma.org.pk/better-days-for-cotton/ ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

رہنمائی دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔[75] تاہم، جیسا کہ اس باب میں کی گئی بحث سے ثابت ہوتا ہے، پاکستان میں تجارتی تنظیموں کے وجود کا مقصد پورا نہیں ہو رہا۔

اس کی جزوی وجہ یہ ہے کہ ملک میں سرکاری نجی اشتراک کا فریم ورک کمزور ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، مشترکہ مشاورتی فورمز کی عدم موجودگی خصوصاً قابل توجہ ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تجارتی تنظیموں کو ای اے سی اور سی پیک بزنس کونسل جیسے اعلیٰ سطح کی سرکاری مشاورتی کونسلوں میں مناسب نمائندگی نہیں دی جاتی۔ اس طرح ایک ادارے کی حیثیت سے متحرک سرکاری نجی اشتراک آگے بڑھنے سے رک جاتا ہے۔ پاکستان میں تجارتی تنظیمیں اگر مؤثر کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں تو ایک اور وجہ ان کی تنظیمی صلاحیتوں کی کمزور صورت حال ہے، حالانکہ تجارتی تنظیموں کے موثر سرکاری نجی اشتراک میں شامل ہونے اور اپنے ارکان کو مختلف قسم کی مارکیٹ کی تکمیلی خدمات پیش کرسکنے کے لیے یہ ایک لازمی شرط ہے۔ ان نقائص کے نتیجے میں، اصلاحات کا مطالبہ کرنے میں تجارتی تنظیموں کا کردار کمزور رہا ہے۔[76]

ذیل میں وسیع پالیسی تجاویز کے طور پر سات سفارشات پیش کی جا رہی ہیں۔ ان کا یہ بھی مقصد ہے کہ سرکاری اور نجی شعبے کے متعلقہ فریقوں کے درمیان اس موضوع پر بات چیت کے لیے کچھ نکات سامنے لائے جائیں کہ پاکستان کی اقتصادی ترقی اور پیش رفت میں حصہ ڈالنے کے لیے مضبوط، موئثر اور پائیدار تجارتی تنظیمیں کس طرح بنائی جاسکتی ہیں۔

سب سے پہلے، سرکاری شعبے کے نقطہ نظر سے حکومت کو سرکاری نجی اشتراک کے لیے ادارہ جاتی طریقہ کار بنانے کی ضرورت ہے جس میں بیوروکریسی قلیل اور طویل مدتی اقتصادی / کاروباری پالیسی سازی اور اس پر عمل درآمد سے متعلق امور پر نجی شعبے کو مؤثر طریقے سے شامل کر سکے۔ جن شعبہ جاتی اور علاقائی تجارتی تنظیموں کو مناسب نمائندگی دی جاتی ہے وہاں یہ بڑے شعبوں اور خطّوں میں مشترکہ مشاورتی کونسلوں کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔

اس کے لیے مرحلہ وار طریقہ کار کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے جس کے پہلے مرحلے میں سرکاری شعبہ پلیٹ فارمز قائم کر سکتا ہے، مشترکہ قیادت کے ذریعے ان کی موئثر تنظیم کو یقینی بنا سکتا ہے، اور ان کے لیے رقوم کا بندوبست کر سکتا ہے جس کے بعد رفتہ رفتہ نجی شعبے کو اس طرح کے پلیٹ فارمز کی قیادت سنبھالنے اور ان کے مالی استحکام کا ذمہ دار بنانے کے لیے تیار کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ ان امور کا کوئی مستقل حل موجود نہیں ہے، اس لیے آگے بڑھنے کا راستہ یہی ہو گا کہ اصلاحات کی جائیں اور اپنی غلطیوں سے سیکھا جائے۔[77]

دوسرا، اتنا ہی اہم قدم یہ ہے کہ ثبوت پر مبنی پالیسی سازی اپنائی جائے جس میں تجارتی تنظیموں کی طرف سے پالیسی کی پیروکاری کی بنیاد ثبوت پر ہو۔ اس مقصد کے لیے تجارتی تنظیموں کے قانونی فریم ورک کا اس نظر سے دوبارہ جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ مؤثر سرکاری نجی اشتراک کی خاطر تجارتی تنظیموں کی درکار تحقیقی صلاحیتوں کو بہتر بنایا جا سکے۔

تیسرا، تجارتی تنظیموں کے تنظیمی امور میں بہتری کے پہلو سے قانونی فریم ورک کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ان میں یہ امور شامل ہو سکتے ہیں کہ تجارتی تنظیموں کو اپنی طویل مدتی سمت کا احساس دلانے کے لیے عہدے داروں کی مدت میں اضافہ کیا جائے، اور پیشہ ور عملے پر مشتمل الگ الگ شعبے قائم کر کے تجارتی تنظیموں کے سیکریٹریٹ کو مضبوط کیا جائے۔ اس کے علاوہ، رکنیت بڑھانے کے لیے تجارتی تنظیموں کی رکنیت لازمی قرار دینے پر غور کیا جا سکتا ہے، اور اسی کے مطابق تجارتی تنظیموں کی مالیات کو مستحکم کیا جا سکتا ہے۔ نیز، درجہ وار رکنیت کا طریقہ اختیار کرنے پر بھی غور کیا جا سکتا ہے، جس میں اس بات کی اجازت ہو کہ تجارتی تنظیمیں مختلف درجوں کے ارکان کو مختلف مالیت کی فیسوں کے عوض خدمات پیش کریں۔

---

[75] منصوبہ بندی کمیشن (2014ء)۔ پاکستان وژن 2025ء، اسلام آباد: منصوبہ بندی کمیشن، وزارت منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات۔

[76] ماخذ: عالمی بینک (2017ء)۔ "Boosting Pakistan's Export Competitiveness: Private Sector Perspectives" ستمبر تا نومبر 2017ء کے دوران اسلام آباد، پشاور، کراچی اور لاہور میں ہونے والے گول میز اجلاسوں کی روداد یں۔ واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک۔

[77] B. Herzberg and A. Wright (2005). "Competitiveness Partnerships: Building and Maintaining Public-Private Dialogue to Improve the Investment Climate", The World Bank Group, Policy Research Working Paper Series, no. 3683:. *The PPD Handbook:* "A Toolkit for Business Environment Reformers", available at www.publicprivatedialogue.org/papers ویب سائٹ 19 مئی 2022ء کو دیکھی گئی۔

چوتھا، جیسا کہ پہلے حصوں میں زیر بحث آیا، حکومت کے نجی شعبے کے ساتھ تعلقات کو احتساب اور شفافیت کے ذریعے جواز دینے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے، سرکاری و نجی شراکت اور اس کی دستاویزات کو عام کرنا چاہیے، ان کے رسمی تجزیے اور قدر پیمائی کے لیے کافی وقت اور جگہ دی جائے اور یہ کام معاشی / صنعتی بیورو کریسی اور دیگر متعلقہ فریقوں مثلاً مسابقتی شعبوں کی تجارتی تنظیموں، تحقیقی اداروں، اور میڈیا وغیرہ کے ذریعے کیا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ ناجائز منافع خوری کو کم کرتے ہوئے ہم آہنگی اور رائے عامہ کے غور و فکر کے مواقع تلاش کیے جائیں۔[78]

پانچواں، اگرچہ تجارتی تنظیموں کی لازمی رکنیت سے نمائندگی کو بہتر بنانے میں بھی مدد مل سکتی ہے، تاہم بڑے کاروباری اداروں کو پیرو کاری کے فورم پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ پی بی سی، پی ٹی سی اور پی اے سی جیسے بڑے کاروباری اداروں کی طرف سے تشکیل دیے گئے پیروکاری کے فورمز، جنہیں سرکردہ مقامی اداروں، کاروباری گروپوں اور ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کے اشتراک سے بنایا گیا ہے، دراصل بڑے پیمانے پر صنعتی اور مالی شعبوں کی نمائندگی کرتے ہیں، اقتصادی نمو اور ترقی کے لیے جن کی ضرورت ہے۔

اگرچہ بڑے کاروباری ادارے بھی مختلف روایتی تجارتی تنظیموں، یعنی چیمبرز اور ایسوسی ایشنز کا ایک حصہ ہیں، تاہم چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کی تعداد ان سے زیادہ ہو چکی ہے، جس کی وجہ سے بڑے پیمانے کے صنعتی اور مالی شعبے کے مفادات کو دبا لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایس ایم ایز جن کی تجارتی تنظیموں میں زیادہ تعداد ہے، کے مفادات بھی اہم ہیں جبکہ بڑے کاروباری ادارے تجارتی تنظیموں میں غیر فعال یا کم فعال ہوتے ہیں، تو یہ نجی شعبے کی منتشر نمائندگی کا باعث بنتا ہے اور اس طرح حکومت اور کاروبار کے تعلقات پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔[79] لہٰذا پالیسی سازوں کو یہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ دونوں کے مفادات کی نمائندگی میں توازن برقرار رکھا جائے اور تجارتی تنظیموں کی موثر سرگرمیوں کو یقینی بنایا جائے۔

چھٹا، نجی شعبے کو بھی چاہیے کہ تجارتی تنظیموں کو موثر بنائے۔ پاکستان میں مسابقت کی سطح کم رہی ہے، تحقیق، اختراع اور کارکردگی دکھانے کی بہت کم ترغیب دی جاتی ہے۔ چنانچہ نجی شعبے کو ایسے کسی دباؤ کا سامنا نہیں کرنا پڑا کہ وہ پیداواری صلاحیت بہتر بنائے، یا نئی منڈیاں اور مصنوعات تلاش کرے۔[80] اس کے نتیجے میں تجارتی تنظیموں کی جانب سے مارکیٹ کی مخصوص تکمیلی خدمات کی مانگ پست رہی ہے، اور اُن کو بطور ایک ادارہ جاتی پلیٹ فارم استعمال کرتے ہوئے وسائل اکٹھے کر کے کفایتِ حجم کی معیشت حاصل نہیں کی جا سکی۔ تاہم پاکستان معاشی آزاد روی (liberalization) کی طرف بتدریج پیش قدمی کر رہا ہے، جس سے، جیسا کہ رخ 1.2 میں بحث کی گئی ہے، کاروباری برادری کو تجارتی تنظیموں کی اصلاح کرنے کی ترغیب مل سکتی ہے۔[81] اس سلسلے میں، مالی پائیداری کے لیے تجارتی تنظیموں کو کئی بزنس ماڈلز کو کھوجنے کی ضرورت ہوگی کیونکہ طاقتور کاروباری تنظیموں کو مالی طور پر خود مختار ہونا چاہیے اور انہیں سرکاری و نجی اشتراک کے ساتھ ساتھ مارکیٹ کو تکمیلی خدمات پیش کرنی چاہئیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا، ان کاموں کے لیے رقوم رکنیت کی زائد فیس، تدریجی رکنیت سازی، یا وسائل مجتمع کرنے سے آ سکتی ہیں جن کے بعد ثالثی کے مراکز، کوالٹی کی جانچ کی لیبارٹریاں، اور مزدوروں کو تربیت دینے جیسی خدمات طلب پر پیش کی جا سکتی ہیں۔

آخر میں، تعلیمی اداروں اور تھنک ٹینکس کو ترغیب دی جا سکتی ہے کہ وہ پاکستان کی معیشت میں مختلف تجارتی تنظیموں کے تعاون کی نوعیت اور حد کے بارے میں وقتاً فوقتاً اثرات کے جائزے اور کیس اسٹڈیز کریں۔

---

78 D. Rodrik (2004). "Industrial Policy for 21st Century", Special Publication for UNIDO. Cambridge, MA: Harvard University

79 Schneider, B. R. (2015). "Designing industrial policy in Latin America: Business-state relations and the new developmentalism", New York, NY: Palgrave Macmillan US

80 اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2020ء)۔ "خصوصی سیکشن: پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت، پیداواریت بڑھانے میں مسائل اور دشواریاں" www.sbp.org.pk/reports/quarterly/fy20/Third/Special-Section.pdf

81 مثال کے طور پر پاکستان نے شرحِ مبادلہ کے مارکیٹ پر مبنی طریقہ کار کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ نیز، درآمدی نرخ اشیائے سرمایہ، وساطتی مصنوعات اور خام مال پر نیشنل ٹیرف پالیسی (2019ء) کے تحت معقول بنائے جا رہے ہیں تاکہ ملکی مارکیٹ میں مسابقت کو ترغیب ملے۔ (وزارتِ خزانہ 21-2020ء، پاکستان کا اقتصادی سروے)

ضمیمہ اوّل-سروے شدہ تجارتی تنظیموں کی فہرست[82]

جدول الف: سرکردہ چیمبرز اور ایسوسی ایشنز جن کا سروے سیکشن 3 کے لیے کیا گیا

نمبر شمار	ایسوسی ایشنز اور چیمبرز	مخفف	نمبر شمار	ایسوسی ایشنز اور چیمبرز	مخفف
1	وفاق ایوان ہائے صنعت وتجارت پاکستان	ایف پی سی سی آئی	10	پاکستان کیمیکل مینوفیکچررز ایسوسی ایشن	پی سی ایم اے
2	ایوان صنعت و تجارت کراچی	کے سی سی آئی	11	رائس ایکسپورٹر ایسوسی ایشن پاکستان	آر ای اے پی
3	ایوان صنعت و تجارت کوئٹہ	کیو سی سی آئی	12	سرجیکل انسٹرومنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن پاکستان	ایس آئی ایم اے پی
4	ایوان صنعت و تجارت سرحد	ایس سی سی آئی	13	پاکستان بینکس ایسوسی ایشن	پی بی اے
5	ایوان صنعت و تجارت لاہور	ایل سی سی آئی	14	پاکستان سافٹ ویئر ہاؤس ایسوسی ایشن	پاشا
6	ایوان صنعت و تجارت فیصل آباد	ایف سی سی آئی	15	پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن	پی ایس ایم اے
7	ایوان صنعت و تجارت راولپنڈی	آر سی سی آئی	16	پاکستان بناسپتی مینوفیکچررز ایسوسی ایشن	پی وی ایم اے
8	ایوان صنعت و تجارت سیالکوٹ	ایس سی سی آئی	17	پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن	پی اے ایم اے
9	ایوان صنعت و تجارت اسلام آباد	آئی سی سی آئی	18	آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن	اے پی سی ایم اے

جدول ب: سرکردہ ٹیکسٹائل ایسوسی ایشنز جن کا سروے سیکشن 4 کے لیے کیا گیا

نمبر شمار	ایسوسی ایشنز اور چیمبرز	مخفف	نمبر شمار	ایسوسی ایشنز اور چیمبرز	مخفف
1	آل پاکستان ٹیکسٹائل پراسیسنگ ملز ایسوسی ایشن	اے پی ٹی پی ایم اے	8	پاکستان ڈینم مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن	پی ڈی ایم ای اے
2	آل پاکستان بیڈ شیٹس اینڈ اپ ہولسٹری مینوفیکچررز ایسوسی ایشن	اے پی بی یو ایم اے	9	پاکستان ہوزری مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن	پی ایچ ایم اے
3	آل پاکستان کاٹن پاورلومز ایسوسی ایشن	اے پی سی پی ایل اے	10	پاکستان ریڈی میڈ گارمنٹس مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن	پی آر جی ایم ای اے
4	پاکستان بیڈ ویئر ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن	پی بیڈ ویئر	11	پاکستان سلک اینڈ ریان ملز ایسوسی ایشن	پی ایس آر ایم اے
5	پاکستان نِٹ ویئر اینڈ سویٹرز ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن	پاک سی	12	پاکستان ٹیکسٹائل ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن	پی ٹی ای اے
6	پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن	پی سی جی اے	13	ٹاول مینوفیکچررز ایسوسی ایشن آف پاکستان	ٹی ایم اے
7	پاکستان کلاتھ مرچنٹس ایسوسی ایشن	پی سی ایم اے			

[82] تجارتی تنظیموں سے جنوری 2022ء میں سروے کیا گیا تھا۔ فہرست میں دی گئی تنظیموں کے علاوہ چند دوسری تجارتی تنظیموں سے بھی رابطہ کیا گیا تھا تاہم انہوں نے جواب نہیں دیا۔

ضمیمہ دوم—سوالنامہ[83]

بنیادی معلومات

تنظیم کا نام: **قیام کا سال:**

جواب دہندہ کا نام اور عہدہ: **تاریخ:**

رکنیت، ساخت، تنظیم، مالیات

1) **کیا آپ کے ہاں مرحلہ وار رکنیت، اس کی فیس اور خدمات کی الگ الگ سطحیں ہیں؟**(کسی ایک پر نشان لگائیں)

الف) جی ہاں، ہمارے ہاں مختلف ارکان کے لیے فیس کے مختلف درجے اور زمرے ہیں ☐

ب) جی نہیں، ہم اپنے تمام ارکان سے یکساں فیس لیتے ہیں، اور درجے یا زمرے نہیں ہیں ☐

2) **کیا آپ کے ہاں درج ذیل سرگرمیوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ شعبے ہیں: کیا ہر شعبے کا اپنا کُل وقتی بامعاوضہ عملہ ہے جو متعلقہ پیشہ ورانہ اہلیت رکھتا ہے؟ مرحلہ وار رکنیت، اس کی فیس اور خدمات کی الگ الگ سطحیں ہیں؟**(متعلقہ جواب پر نشان لگائیں)

الف) تحقیق ☐

ب) حقوقِ املاکِ دانش ☐

ج) قانونی مدد ☐

د) ارکان کی تربیت و ترقی ☐

ہ) بی ٹو بی نیٹ ورکنگ اور کارپوریٹ امور کا انتظام کرنا ☐

و) معیار کا تصدیق نامہ، لیبلنگ، ٹیسٹنگ لیبارٹری وغیرہ ☐

3) **کیا آپ کی تنظیم طویل مدتی اسٹریٹجک بزنس پلان (3 سے 5 سالہ) تیار کرتی ہے جس میں اس عرصے کے دوران پورے کرنے کے لیے مخصوص اہداف متعین کیے جاتے ہوں؟**(کسی ایک پر نشان لگائیں)

الف) جی ہاں، صرف ڈی جی ٹی او کو بتایا ہے ☐ ب) جی ہاں، عام لوگوں کے لیے مشتہر کیا ہے ☐ ج) جی نہیں ☐

4) **کیا آپ کی تنظیم سالانہ رپورٹیں شائع کرتی ہے جن میں تنظیم کی کارکردگی، سرگرمیوں، اقدامات اور مالی اخراجات کی تفصیل دی جاتی ہو؟**(کسی ایک پر نشان لگائیں)

الف) جی ہاں، عام لوگوں کے لیے مشتہر کرتے ہیں ☐ ب) جی ہاں، لیکن عام لوگوں کے لیے مشتہر نہیں کرتے ☐ ج) جی نہیں ☐

5) **آپ کی تنظیم میں کتنی ذیلی کمیٹیاں / کونسل موجود ہیں جو آپ کی تنظیم سے منسلک شعبوں / صنعتوں سے متعلق خصوصی مسائل پر توجہ دیتی ہیں؟**(کسی ایک پر نشان لگائیں)

الف) کوئی نہیں ہے ☐

ب) 1 سے 3 ☐

ج) 3 سے 5 ☐

د) 5 سے 7 ☐

ہ) 7 سے زائد ☐

---

[83] اس سوالنامے کی تیاری کے لیے تجارتی تنظیموں کے نمائندوں کے ساتھ ابتدائی گفتگو کی گئی، نیز درج ذیل تحقیقی مواد اور دستاویزات کا جائزہ لیا گیا:

R. Strohmeyer, M. Pilgrim, F. Luetticken, R. Meier, H.G. Waesch, and I. Arias (2005). *Building the Capacity of Business Membership Organizations: Guiding Principles for Project Managers.* A Handbook by Small and Medium Enterprise Department, World Bank. Washington D.C.: World Bank; OECD (2018). "How can Private Sector Organisations Contribute to Economic Resilience in Fragile and Conflict-Affected Contexts in The Middle East and North Africa?". Background note for the MENA-OECD Economic Resilience Task Force. Paris: OECD; R. Doner and B.R. Schneider (2000). "Business Associations and Economic Development: Why Some Associations Contribute More Than Others." *Business and Politics*, Vol. 2, No. 3; L. E. McCormick (2000). An Analysis of the Economic Development Role of Business Associations and Other Intermediary Organizations Serving Appalachian Industries. Volume 1 of Report submitted to the Appalachian Regional Commission. Washington D.C.: Appalachian Regional Commission.

پیروکاری اور بیرونی تعلقات

6) **کیا آپ کی تنظیم نے مختلف حکومتی وزارتوں اور محکموں کے ساتھ مشترکہ مشاورتی بورڈ بنائے ہیں؟**(کسی ایک پر نشان لگائیں)

الف) جی ہاں ☐ ب) جی نہیں ☐

7) **کیا آپ کے سیکٹر کا کوئی مشترکہ مشاورتی بورڈ ہے جو بالائی(upstream) اور زیریں(downstream) کاروباری اداروں کی نمائندہ تمام تنظیموں کے لیے ہو؟** (نوٹ: یہ سوال تنظیم کے لیے ہے ، چیمبرز کے لیے نہیں) (کسی ایک پر نشان لگائیں)

الف) جی ہاں ☐ ب) جی نہیں ☐

8) **آپ کی تنظیم کن کن طریقوں سے حکومت کی اقتصادی، شعبہ جاتی اور دیگر متعلقہ پالیسیوں کی سمت پر اثر انداز ہوتی ہے؟ براہِ کرم یہ بھی بتائیے کہ ایک سال میں اوسطاً کتنی بار یہ طریقے استعمال کیے گئے۔** (جو متعلقہ ہیں صرف ان پر نشان لگائیں)

	طریقے		
الف)	پریس ریلیز	☐	**گذشتہ 3 سال میں 'و' سے 'ک' تک طریقے کتنی بار استعمال کیے گئے**
ب)	وزیروں/سیکریٹریوں کو خطوط	☐	
ج)	ویب سائٹ پر موجودگی	☐	
د)	سوشل میڈیا پر موجودگی(لنکڈ اِن ، ٹوئٹر وغیرہ)	☐	
ہ)	میڈیا کے ساتھ براہِ راست روابط(اخباری کالم ، ٹی وی چینلوں کو انٹرویو ، پریس کانفرنس وغیرہ)	☐	
و)	پالیسی بریف(مثال کے طور پر اہم مسائل / ان کے حل پر ایک یا دو صفحات کا خلاصہ)	☐	
ز)	تحقیقی مقالے(تفصیلی مطالعے)	☐	
ح)	کانفرنسیں	☐	
ط)	سیمینار اور گول میز اجلاس	☐	
ی)	پیروکاری کے لیے دورے: ارکان کی وزرا سے ملاقاتیں	☐	
ک)	پیروکاری کے لیے دورے: ارکان کی بیوروکریٹس سے ملاقاتیں	☐	

9) **کیا حکومت نے کوئی سرکاری فریضہ آپ کے سپرد کیا(یا اس کی انجام دہی کے لیے آپ سے اشتراک کیا)؟**

الف) جی ہاں، عارضی بنیاد پر ☐ ب) جی ہاں، مستقل بنیاد پر ☐ ج) جی نہیں ☐

اگر ہاں تو درج ذیل میں سے کون سے فریضے(جو متعلقہ ہیں صرف ان پر نشان لگائیں)

الف) برآمدی کوٹے کی تقسیم ☐

ب) سیس، اور/یا کسی اور قسم کے سرکاری ٹیکسوں یا چارجز کی وصولی ☐

ج) کوالٹی کے معیارات کی پابندی یقینی بنانے میں معاونت ☐

د) لیبر قوانین کی نگرانی میں معاونت ☐

ہ) دیگر ☐

خدمات

10) **آپ کی تنظیم درج ذیل میں سے کون سی خدمات فراہم کرتی ہے؟**(تمام متعلقہ پر نشان لگائیں)

الف) ویزا کی سہولت☐
ب) سرٹیفکیٹ آف اوریجن☐
ج) ہیلپ ڈیسک(مثال کے طور پر موجودہ/ ممکنہ نئے ارکان کو معلومات اور مدد کی فراہمی)☐
د) بین الاقوامی ہمسر ملکوں کے تبادلاتی دورے☐

11) **کیا آپ کی تنظیم درج ذیل میں سے کسی معاملے میں اپنے ارکان کے لیے وسائل مجتمع کرنے کی پیشکش کرتی ہے؟**(صرف متعلقہ پر نشان لگائیں)

الف) ٹیسٹنگ لیبارٹری☐
ب) نئی برآمدی منڈیوں اور نئی مصنوعات کی تلاش کے لیے تحقیق☐
ج) خام مال کی مشترکہ خریداری(مثلاً فی اکائی قیمت کم کرنے کے لیے)☐
د) لیبر کی تربیت☐
ہ) ٹیکنالوجی اپنانا☐

12) **کیا آپ کی تنظیم میں صلح صفائی/ ثالثی کا کوئی مرکز قائم ہے؟**

	ہاں	نہیں	اگر ہاں، تو	
			قیام کی تاریخ	اب تک حل کیے گئے کیسوں/ تنازعات کی مجموعی تعداد
ثالثی کا مرکز	☐	☐		
صلح صفائی کا مرکز	☐	☐		

13) **آپ کاروبار کی نیٹ ورکنگ کی درج ذیل میں سے کون سی تقریبات منعقد کرتے ہیں؟ براہِ کرم تقریب کا تعدد بھی بتائیے۔**

تقریب	تعداد	اگر ہاں، تو تعدد کیا ہے(تمام متعلقہ پر نشان لگائیں)				
الف) کانفرنسیں	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
ب) سیمینار	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
ج) تجارتی میلے اور نمائشیں	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
د) رابطہ سازی کی سہولت(مشترکہ کاروباری مفادات رکھنے والی کمپنیوں کو ملانا ، تکمیلی خدمات ، مہارتیں ، ٹیکنالوجی وغیرہ)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	☐سالانہ

14) **آپ کی تنظیم درج ذیل میں سے کون سی رپورٹیں اور تحقیقی سرگرمیاں شائع کرتی یا منعقد کرتی ہے؟**

تحقیقی سرگرمیاں	تعداد	اگر ہاں، تو تعدد کیا ہے(تمام متعلقہ پر نشان لگائیں)				
الف) شعبہ جاتی اعداد و شمار(مثال کے طور پر سیلز ، متعلقہ صنعت کے روزگار کا ڈیٹا)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐

ب)مارکیٹ کی اندرونی معلومات(مثال کے طور پر مارکیٹ کا حجم ، طلب /رسد کے محرکات کا تجزیہ)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
ج)اقتصادی رجحانات اور چیلنجوں پر رپورٹیں	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
د)سروے اور رائے عامہ کے جائزے(مثال کے طور پر روزگار کی صورتِ حال ، شرحِ سود وغیرہ پر)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	☐سالانہ
ہ)تجارت اور سرمایہ کاری پر رپورٹیں (نئی ممکنہ مارکیٹوں پر تحقیق ، ضوابطی قوانین اور نئی مارکیٹوں کے تصدیقی تقاضوں کے بارے میں معلومات	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
و)ٹھوس(روڈ ، ریل وغیرہ)اور نرم(تعلیم ، صحت کا نظام وغیرہ)انفراسٹرکچر کا تجزیہ	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
ز)اعلیٰ تعلیمی اداروں کے اشتراک سے تحقیق (مثال کے طور پر پروڈکٹ کی تحقیق و ترقی یا مارکیٹ ریسرچ)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
ح)بیرونی تحقیقی اداروں کے اشتراک سے تحقیق(مثلاً کے پی ایم جی ، اے سی نیلسن وغیرہ)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☐	سالانہ☐
ط)متعلقہ صنعتوں کے لیے شعبہ جاتی تزویراتی منصوبہ بندی کرنا (مارکیٹوں میں آئندہ تبدیلیوں ، ٹیکنالوجی ، مزدوروں کی ضروریات ، اور صارف / مصنوعات کے رجحانات کے لیے منصوبہ بنانا)	☐	ایڈہاک☐	ماہانہ☐	سہ ماہی☐	ششماہی☒	☐سالانہ
ی)سالانہ شعبہ جاتی رپورٹیں	☐	جی ہاں☐				
ک)یومیہ بریف	☐	جی ہاں☐				

ضمیمہ: اعدادوشمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعدادوشمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کرکے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہوسکتا ہے۔
طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے:
http://www.pbs.gov.pk/content/methodology-2

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعدادوشمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض[1]: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بطور ایگزیکیوٹر) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ مینز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری:

وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

---

[1] یہ جنوری 2022ء کے دوران میں اسٹیٹ بینک ایکٹ میں ترامیم سے قبل لاگو تھا۔ اسٹیٹ بینک ایکٹ کے سیکشن 9 سی (1) (28 جنوری 2022ء تک ترمیم کی گئی) کے مطابق "اسٹیٹ بینک حکومت، یا کسی حکومتی ملکیتی ادارے یا کسی دوسرے سرکاری ادارے کا کو براہ راست قرضہ یا اس کی کسی ذمہ داریوں کی ضمانت نہیں دے گا۔"

(الف) **بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعدادوشمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعدادوشمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) **بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعدادوشمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعدادوشمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعدادوشمار ریکارڈ کرتا ہے۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

accommodative monetary policy	نرم زری پالیسی
anecdotal evidence	منقولی شواہد
demand pressure	طلبی دباؤ
benchmark	نشانیہ
circular debt	گردشی قرضہ
Completely Built Units	مکمل ساختہ اکائیاں
core inflation	قوزی مہنگائی
CPI inflation	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
Cash Reserve Requirement	مطلوبہ نقدِ محفوظ
demand pressure	طلبی دباؤ
direct tax	براہِ راست ٹیکس
exchange rate	شرحِ مبادلہ
external sector	بیرونی شعبہ
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
growth	نمو
injection	ادخال
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیاسازی
liabilities	واجبات
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت / میعاد
Net Domestic Asset	خالص ملکی اثاثہ
Net Foreign Asset	خالص بیرونی اثاثہ
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
portfolio	جزدان
profitability	نفع یابی
proxy indicators	نیابتی اظہاریے
remittances	ترسیلاتِ زر
remunerative	نفع بخش
retailer	خردہ فروش
sovereign bond	ریاستی بانڈ
subsidy	زراعانت
surplus	فاضل
Cash Reserve Requirement	مطلوبہ نقدِ محفوظ

فرہنگ (اردو-انگریزی)

ادخال	injection
براہِ راست ٹیکس	direct tax
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
بیرونی شعبہ	external sector
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	Large Scale Manufacturing
ترسیلاتِ زر	remittances
جزدان	portfolio
خالص بیرونی اثاثہ	Net Foreign Asset
خالص ملکی اثاثہ	Net Domestic Asset
خردہ فروش	retailer
ریاستی بانڈ	sovereign bond
زراعانت	subsidy
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	CPI inflation
طلبی دباؤ	demand pressure
عرصیت / میعاد	maturity
فاضل	surplus
قوزی مہنگائی	core inflation
گردشی قرضہ	circular debt
مکمل ساختہ اکائیاں	Completely Built Units
مطلوبہ نقدِ محفوظ	Cash Reserve Requirement
منقولی شواہد	anecdotal evidence
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rate
نرم زری پالیسی	accommodative monetary policy
نشانیہ	benchmark
نفع بخش	remunerative
نفع یابی	profitability
نمو	growth
نیابتی اظہاریے	proxy indicators
واجبات	liabilities

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر مرتضیٰ سید	قائم مقام گورنر اور چیئرمین
جناب حامد یعقوب شیخ	سیکریٹری، فنانس
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر مرتضیٰ سید	قائم مقام گورنر اور چیئرمین
جناب حامد یعقوب شیخ	سیکریٹری، فنانس
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر مرتضیٰ سید	قائم مقام گورنر اور چیئرمین
جناب حامد یعقوب شیخ	سیکریٹری، فنانس
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر مرتضیٰ سید	قائم مقام گورنر اور چیئرمین
جناب حامد یعقوب شیخ	سیکریٹری، فنانس
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری